صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب حضور آئے

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موضوع پر جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی
ایمان پرور منتخب شاہکار تحریریں

ترتیب و تحقیق
محمد متین خالد

" شہر مکّہ مکرّمہ کی گلیوں سے ایک انقلاب آفرین صدا اٹھی جس نے ظلم و ستم کی فضاؤں میں تہلکہ عظیم مچا دیا۔ اسی بے برگ و گیاہ صحرا کے تیرہ و تار افق سے ضلالت و جہالت کی شبِ دیجور میں صداقت و حقانیت کا وہ ماہتاب درخشاں طوع ہوا' جس نے جہالت و باطل کی تاریکیوں کو دور کر کے ذرّہ ذرّہ کو اپنی ایمان پاش روشنی سے جگمگا کر رشک تجلّیٰ زار صد طور بنا دیا۔

جب اس عالم آب و گل کا نام و نشان بھی نہ تھا' اُس وقت بھی خاتم النبیین' رحمتہ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نورِ مبارک موجود تھا' جو پیدائشِ عالم کے وقت انسان اوّل حضرت آدم علیہ السلام میں جلوہ گر ہوا۔ پھر حضرت شعیبؑ، حضرت نوحؑ ، حضرت ابراہیمؑ، وغیرہم میں ایک دوسرے سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ کی پیشانی میں ایک تابندہ ستارے کی طرح آچمکا وہاں سے محترمہ حضرت آمنہؓ میں منتقل ہو کر نبی آخرالزماں ﷺ کی صورت میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوگیا اور اس ظلمت کدۂ جہاں کو اپنی تابشوں سے رشکِ صد مہر و ماہ بنا دیا۔"

ماخوذ از "عرب کا چاند"

marfat.com

جب حضور ﷺ آئے

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موضوع پر

جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی ایمان پرور منتخب شاہکار تحریریں

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

مکتبہ تعمیرِ انسانیت، اُردو بازار لاہور

marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

ناشر : محمد سعید اللہ صدیق
مکتبہ تعمیر انسانیت' لاہور

مطبع : اے این اے پرنٹرز' لاہور
کمپوزنگ : فراز کمپوزنگ سنٹر
اشاعت اول : مئی 1996ء
تعداد : ایک ہزار
قیمت : 150 روپے

marfat.com

فہرست

انتساب	7
حیات نور (جناب جسٹس میاں محبوب احمد)	9
حدیث دل (محمد متین خالد)	13
مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ	17
مولانا ابوالکلام آزادؒ	18
چوہدری افضل حقؒ	22
مولانا ابوالحسن ندوی	25
محمد احسان الحق سلیمانی	26
بدر القادری	29
توفیق الحکیم	30
پروفیسر جی ایم دارا	32
خواجہ حسن نظامی	40
مولانا حفظ الرحمٰن سوہارویؒ	41
محمد حسین آسی	42
محمد حنیف یزدانی	44

marfat.com

- صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی 45
- درد کاکوروی 49
- علامہ راشد الخیری 50
- مولانا محمد رضا الدین صدیقی 51
- ریاض حسین چوہدری 52
- ابو نعیم محمد رحمت اللہ نوری 55
- منشی رگوناتھ راؤ درد 57
- سید زاہد حسین رضوی 64
- سید سلیمان ندویؒ 65
- علامہ قاضی محمد سلیمانؒ منصور پوری 66
- سوامی لکشمن پرشاد 67
- مولانا شبلی نعمانیؒ 68
- آغا شورش کاشمیریؒ 70
- مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ 71
- مولانا محمد صادق حسن صدیقی 76
- صاحبزادہ طارق محمود 89
- پروفیسر طاہر القادری 90
- مولانا ظفر علی خاںؒ 92
- سید عطا اللہ شاہ بخاریؒ 95
- عبدالکریم ثمر 96
- عبدالدائم دائم 98
- صاحبزادہ عابد حسین 100

marfat.com

- علی اصغر چوہدری 101
- عبدالغنی سکندر شیخ 106
- مولانا عبدالماجد دریا آبادی 107
- عبدالمقتدر خاں حیدر آبادی 113
- پروفیسر عبدالرشید قمر 114
- عطاء الرحمٰن جعفری 121
- چوہدری غلام جیلانی بی۔ اے 123
- غلام احمد پرویز 155
- پروفیسر غلام ربانی عزیز 163
- حاجی فضل احمد 165
- قمر یزدانی 167
- پیر محمد کرم شاہ الازہری 168
- کے۔ ایل۔ گابا 171
- کوثر نیازی 174
- ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی 176
- قائد اعظم محمد علی جناحؒ 177
- سید مناظر احسن گیلانی 178
- مولانا محمد متین ہاشمی 179
- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود 180
- مولانا محمد میاں صدیقی 182
- ماہر القادری 183
- مولانا سید محمد میاں 188

marfat.com

- شاہ مصباح الدین شکیل 189
- مولانا نعیم الدین مراد آبادی 191
- ڈاکٹر نصیر احمد ناصر 194
- نعیم صدیقی 196
- نصیر الدین ہاشمی 201
- نادر جاجوی 203
- نسیم حجازی 204
- مولانا محمد ولی رازی 206
- سید واجد رضوی 207
- نور کا سورج اس گھر میں طلوع ہوا (سید محمد جعفر رضا) 209
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب و اعلام 213

کلمائے عقیدت بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (محمد متین خالد)

- کتابیات 221

marfat.com

اِنتساب

عدالت کے ایوانوں میں ناموس رسالتؐ کا دفاع کرنے والے عاشقان رسولؐ

- جناب جسٹس میاں محبوب احمد
- جناب جسٹس میاں نذیر اختر

اور

- جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ

کے نام

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

حیاتِ نُور

اس کائنات رنگ و بو میں بہت سی بہاریں مہکیں اور خزاں کا شکار ہو گئیں' بہت سے سورج ابھرے اور فنا کے گھاٹ اتر گئے' بہت سے چاند چمکے اور پھر گہنا گئے' بہت سے پھول کھلے پھر مرجھا گئے۔ ہاں! ایک بہار ایسی کہ جسے جانِ بہاراں کہئے... خزاں اس کے قریب نہ آ سکی' ایک سراج منیر ایسا کہ غروب کی سیاہیاں اس سے آنکھیں نہ ملا سکیں.. ہاں ہاں! طلعت و زیبائی کا ایک ایسا پیکر کہ کوئی دھندلکا سایہ اس کے جلوؤں کو گہنا نہ سکا۔ ایک ایسا رشک گلستاں کہ جس کے تلوؤں کو چوم لینے کا شرف رکھنے والی پتیاں بھی مرجھانے سے محفوظ رہیں۔ وہ جانِ بہاراں' سراجِ منیر' بدرِ فلکِ رسالت' فخرِ گلزارِ نبوت' ہمارے آقا' ہمارے مولا' ہمارے ہادی' ہمارے رہبر' حضرت محمد ﷺ ہیں' جو ہر مومن کی نظر کا نور' روح کا قرار اور دل کا سرور ہیں۔ قرآن جنہیں "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ" کہہ کر اہل ایمان کے قریب جاں بتاتا ہے۔

سیرت نبوی ﷺ ایک ایسا موضوع ہے جس کی وسعت لامحدود اور جس کی لطافت بے نظیر ہے۔ جس طرح پرندے آسمان پر اڑتے ہیں مگر اوج ثریا کو نہیں پا سکتے' اسی طرح سیرت نبوی ﷺ پر گفتگو کرنے والا اپنی محبت' عقیدت اور

marfat.com

ہمت کے مطابق پرواز تخیل کی تیزی کے باوجود سیرت کے کسی ایک گوشہ پر بھی سیر حاصل روشنی نہیں ڈال سکتا۔ حیات طیبہ کی پاکیزگی اور جامعیت ایک ایسی بات تھی کہ قرآن کریم نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی سچائی کی تائید میں خود حضور ﷺ کی زندگی کو مشرکین کے سامنے پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اہل ایمان نے ان کی حیاتِ نُور کا ذکرِ جمال، محبت و عقیدت میں ڈوب کر کچھ اس ادا سے کیا کہ تحریروں میں جان پڑ گئی اور لفظ بولنے لگے۔ ان کی سیرت کے لیے لکھنے والے قلم کو رب نے وہ نُدرتیں اور قدرتیں بخشیں کہ ہر عہد کا ادب عالیہ اس نوری ادب سے شرمانے لگ گیا۔ یوں تو ان کی کتاب حیات کا ورق ورق ادب خیز، ادب پرور اور ادب نواز ہے مگر اس ساعت سعید اور ان لمحات لطیف کا ذکر جب کائنات کا ذرہ ذرہ "سراج منیر" کے ظہور قدسی سے مہک مہک اٹھا تھا۔ میلاد رسول ﷺ، مُولد النّبی ﷺ اور مولودِ مُصطفیٰ ﷺ کے لقب سے اسلامی ادب کا ایک مستقل حصہ بن گیا۔ نظم اور نثر دونوں اصناف میں، اہل محبت نے خوب خوب گل فشانیاں کیں۔ ہر سیرت نگار نے ممدوح کائنات ﷺ کی اس جہاں میں جلوہ گری کے بیان میں اپنے فن کا کمال دکھایا ہے۔ لفظوں کے جیسے جیسے نگینے اور ترکیبوں کے جیسے جیسے گلدستے، تشبیہ و استعارہ کی جیسی جیسی مہک اور معنی و ادراک کی جیسی جیسی چمک کسی اہل فن کے دامن میں تھی، اس نے سب کچھ شاہ حسنؑ کے قدموں میں ڈھیر کر کے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے۔ شاید نہیں۔۔ یقیناً غالب نے تمام لکھنے والوں کے دلوں کی ترجمانی کی تھی۔ ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کہ آں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

جناب محمد متین خالد قابل صد مبارک باد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک

marfat.com

عظیم سعادت سے مشرف فرمایا اور یہ توفیق ایزدی انہوں نے اردو کے ذخیرہ سیرت سے ذکر میلاد مصطفیٰ ﷺ کے پھول چن کر ایک خوبصورت گلدستہ ترتیب دے دیا۔ اس گلستان عقیدت کا نام بھی انہوں نے بڑا خوبصورت' سادہ' اور دل میں اترنے والا رکھا ہے۔

"جب حضور ﷺ آئے"

اس مجموعہ میں قائداعظم محمد علی جناحؒ اور مولانا احمد رضا خاںؒ سے لے کر جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب مدظلہ تک اور شبلی نعمانی سے لے کر جناب ولی رازی اور ماہر القادری تک' اپنے عہد کی کہکشاؤں کے سبھی رنگ انہوں نے اکٹھے کرنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی یہ تحقیقی کاوش قبول فرمائے اور اپنے حبیب ﷺ کے ذکر میلاد کی برکت سے مزید سعادتیں اور مزید برکتیں بھی جناب محمد متین خالد کے حصے میں رکھ دے تاکہ وہ اسلامی ادب کی اور بھی خدمت کر سکیں۔ میرے نزدیک ذکر میلاد نہ تو محض لذت بیان و سماعت کے لیے ہونا چاہیے اور نہ ہی تزئین تحریر کے لیے بلکہ ذکر میلاد ہمارے عہد کی ٹوٹتی پھوٹتی انسانی قدروں کے لیے نئی زندگی اور تعمیر کا پیغام ہے۔

آج جبکہ ہر طرف نفرتوں کی آگ دہک رہی ہے' تعصبات کے بت پوجے جا رہے ہیں' مظلوموں اور مجبوروں کی عزت و آبرو اور جان و مال پامال کر کے ظلم کے محلات بلند کیے جا رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ ان زندہ ساعتوں کو یاد کیا جائے:

جب آتش کدہ فارس بجھ گیا تھا....

دریائے ساوہ خشک ہو گیا تھا.... اور

کسریٰ کے محلات کے کنگرے گر گئے تھے....

marfat.com

میری تمنا بھی ہے اور دعا بھی کہ ہم ذکر میلاد کے اس مہکتے گلستاں کی خوشبو سے اپنی سانسوں کو معطر بھی کریں اور ان سے اپنے معاشرے، اپنے ماحول، اپنی قوم اور اپنے وطن کو سنوارنے کے لیے اپنے ہادی اور اپنے محسن ﷺ کی حیات نور سے رہنمائی بھی حاصل کریں۔

آمین!

جسٹس میاں محبوب احمد

سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ

لاہور

marfat.com

حدیثِ دل

دانائے سبل، مولائے کل، ختم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ایک ایسا پراثر اور عظیم البرکت انقلاب ہے جس نے نہ صرف عرب و عجم بلکہ پورے عالم انسانی کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور انسانی زندگی کا ہر ایک گوشہ اس نور مبین کی آمد سے جگمگانے لگا۔ خزاں رسیدہ زندگی میں پرکیف بہار آئی اور ایمان و ایقان کے ایسے پھول کھلے جن کی خوشبو سے راہ گم کردہ بندے کو نہ صرف منزل ملی بلکہ اپنے رب کا وہ قرب نصیب ہوا جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

یوں تو ہر سیرت نگار نے حضور نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ کے مختلف روشن پہلوؤں پر قلم اٹھانے کا اپنی حد تک حق ادا کر دیا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ آپؐ کی ولادت باسعادت کے عظیم الشان موضوع پر لکھتے وقت ان سیرت نگاروں نے اپنے علم اور قلم کی جو، جولانیاں دکھائی ہیں، وہ قابل رشک اور دلنواز ہیں۔ عام مسلمان جب ایسی محبت افروز تحریروں کو پڑھتا ہے تو اس پر وجد و کیف کی ایک ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے جس کی سرشاری میں اپنے نبی مکرم سے اس کا ایمانی اور وجدانی تعلق مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔

میری دیرینہ خواہش تھی کہ ان خوبصورت تحریروں کو اکٹھا کیا جائے تاکہ ہر صاحب عشق ان کے مطالعہ سے ایمانی لذت حاصل کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور نبی کریمؐ کی نگاہ کرم سے یہ جانگسل کام دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ مجھے امید ہے کہ ولادت باسعادت کے موضوع پر جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی ایمان افروز تحریروں کا یہ مجموعہ، سیرت کی کتابوں میں اچھا اضافہ ثابت ہوگا بلکہ ادبی دنیا میں بھی اسے سراہا جائے گا۔

marfat.com

مجھے بچپن ہی سے سیرت مبارکہ اور نعت شریف کی کتابوں سے حضور نبی کریمؐ کے مختلف القابات اکٹھے کرنے اور یاد کرنے کا بہت شوق تھا اور میں انہیں اپنی ڈائری میں لکھتا رہا۔ بعض اوقات اس موضوع کے متعلق ضخیم کتاب پڑھنے کے باوجود صرف دو تین القابات ملتے' جنہیں میں محفوظ کر لیتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ القابات اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ احباب کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انہیں اس کتاب کے آخر میں گلہائے عقیدت کے نام سے درج کیا جا رہا ہے۔ امید ہے انہیں بھی شرف قبولیت نصیب ہوگا۔ حضور نبی کریمؐ کی جائے ولادت کے بارے میں ایک تحقیقی مضمون کتاب کے آخر میں دیا جا رہا ہے جو یقیناً پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگا۔

آخر میں میں اپنے تمام عزیزوں اور دوستوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ بالخصوص برادرم تنویر شہزاد' طاہر نذیر چوہدری' سہیل جاوید' نوید شاہین' محمد صدیق شاہ' محمد طاہر رزاق' اردو ڈائجسٹ کے جناب محسن فارانی اور جناب عنایت اللہ رشیدی نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔

ملک عزیز کے نامور پبلشر جناب محمد سعید اللہ صدیق نے جس محبت و خلوص سے اس کتاب کو شائع کیا ہے' وہ قابل صد ستائش ہے۔ ان کے کئی ایک مفید مشوروں نے کتاب کے حسن کو دوبالا کیا ہے' سیرت کی کتابوں کو شفاعت نبویؐ میسر آنے کی امید سے شائع کرنا ان کی زندگی کا مشن ہے۔ آج کے اس مادی دور میں بلاشبہ یہ ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد متین خالد

لاہور کینٹ

marfat.com

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیع خصالہٖ

صلوا علیہ وآلہٖ

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ

منظوم ترجمہ

پہنچے بلندیوں میں وہ اوجِ کمال پر

غائب اندھیرے اُن کی نمودِ جمال پر

ہے حُسن عکس ریز سب اُن کے خصال پر

اُن پر درود بھیجیے اور اُن کی آل پر

خالد بزمی

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وأحسن منك لم ترقط عيني

وأجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأً من كل عيب

كأنك قد خلقت كما تشاء

(من کلام، حضرت حسان بن ثابتؓ)

○ ○ ○ ○ ○

تجھ سے حسین آنکھ نے دیکھا نہیں کبھی

تجھ سے جمیل ماؤں نے اب تک نہیں جنا

ہر عیب سے بری تجھے پیدا کیا گیا،

گویا تو جیسے چاہتا تھا ویسے ہی بنا

خالد زبیری

marfat.com

مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

"جب زمانہ ولادت شریف کا قریب آیا' تمام ملک و ملکوت میں محفل میلاد تھی۔ عرش پر محفل میلاد' فرش پر محفل میلاد' ملائیکہ میں مجلس میلاد ہو رہی تھی۔ خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں' دولہا کا انتظار ہو رہا ہے' جس کے صدقے میں یہ ساری برات بنائی گئی ہے۔ سبع سماوات میں عرش و فرش پر دھوم ہے۔

ذرا انصاف کرو' تھوڑی سی مجازی قدرت والا اپنی مراد کے حاصل ہونے پر' جس کا مدت سے اسے انتظار ہو' کیا کچھ خوشی کا سامان نہ کرے گا؟

وہ عظیم مقتدر' جو چھ ہزار برس بیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا ہے' اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادیں ظہور فرمانے والے ہیں۔ یہ قادر علیٰ کل شی' کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیاطین اب بھی جلتے ہیں اور ہمیشہ جلیں گے۔ غلام تو خوش ہو رہے ہیں' ان کے ہاتھ تو ایسا دامن آیا کہ یہ گر رہے تھے' اس نے بچا لیا' ایسا سنبھالنے والا ملا کہ اس کی نظیر نہیں۔

ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے' دو کو بچا سکتا ہے' کوئی قوی ہو گا' زیادہ سے زیادہ بیس کو بچا لے گا' یہاں کروڑوں' اربوں' پھسلنے والے اور بچانے والے وہی ایک' انا اخذ بحجذ کم عن النار ھلم الی (میں تمہارا کمر بند پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین و بارک وسلم۔ درود و سلام اے خدا بھیج بے حد بروح محمد و آل محمد"۔

marfat.com

مولانا ابوالکلام آزاد

"رات لیلتہ القدر بنی ہوئی نکلی اور خیر من الف شھر کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ موکلان شب قدر نے من کل امر سلام کی سیحیں بچھا دیں۔ ملائیکان ملاء الاعلیٰ نے تنزل الملئکتہ والروح فیھا کی شہنائیاں شام سے بجانی شروع کر دیں۔ حوریں باذن ربھم کے پروانے ہاتھوں میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں اور ھی حتی مطلع الفجر کی میعادی اجازت نے فرشگان مغرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دے دی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہوگئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو اپنی نورانی چادر سیمیں سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھومنے والی قوسین آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بروج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں۔ ہوا جنبش سے' افلاک گردش سے' زمین چکر سے' دریا بہنے سے' رک گئے اور کارخانہ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیرمقدم کرنے کے لیے رات کے بعد اور صبح سے پہلے بالکل خاموش ہوگیا۔ انتظام و اہتمام کی تکان نے چاند کی آنکھوں کو جھپکا دیا' نسیم سحری کی آنکھیں جوش خواب سے بند ہونے لگیں۔ پھولوں میں نکہت' کلیوں میں خوشبو' کونپلوں میں بو محو خواب ہوگئی۔ درختوں کے مشام خوشبوئے قدس سے ایسے مہکے کہ پتا پتا مخمور ہو کر سربسجود ہوگیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے' سر جھکانے کے بہانے آنکھ جھپکائی۔ برہمن سجدے کے حیلے سر بہ زمین ہوگیا۔ غرضیکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ ایک منٹ کے لیے غیر متحرک ہوگیا۔ اس کے بعد وہ منٹ آگیا' جس کے لیے یہ سب انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشیوں سے بھرے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک بیدار انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ ملہم غیب نے منادی کی کہ افضل البشر' خاتم الانبیاء' سرا

marfat.com

پردۂ لاہوت سے عالم ناسوت میں تشریف لانے والے ہیں۔ رات نے کہا: میں نے شام سے اک سا انتظار کیا ہے' اس گوہر رسالت کو میرے دامن میں ڈال دیا جائے۔ دن نے کہا: میرا رتبہ رات سے بلند ہے' مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔ دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں۔ کچھ حصہ دن کا لیا' کچھ رات کا۔ نور کے تڑکے نور علیٰ نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دست قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل بابہار رکھ دیا' جس کے ایک سرسری جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہوگئے۔ سرزمین حجاز جلوۂ حقیقت سے لبریز ہوگئی۔ دنیا جو سرور جمود و کیفیت میں تھی' اک دم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پہلو کھول دیے' کلیوں نے آنکھیں وا کیں' دریا بہنے لگے' ہوائیں چلنے لگیں' آتش کدوں کی آگ سرد ہوگئی' صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی' لات و منات' جبل و عزات کی توقیر پامال ہوگئی' قیصر و کسریٰ کے فلک بوس بروج گر کر پاش پاش ہوگئے' درختوں نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا' رات کچھ روٹھی ہوئی سی' چاند کچھ شرمایا ہوا سا' تارے نادم و محجوب سے رخصت ہوئے اور آفتاب شان و فخر کے ساتھ مسرت و مباہات کے اجالے لیے ہوئے کرنوں کے ہار ہاتھ میں' قرس نور تھال میں' ہزاروں ناز و ادا کے ساتھ افق مشرق سے نمایاں ہوا' حضرت عبداللہ کے گھر میں' آمنہ کی گود میں' عبدالمطلب کے گھرانے' ہاشم کے خاندان میں اور مکہ کے ایک مقدس مکان میں خلاصہ کائنات' فخر موجودات' محبوب خدا' امام الانبیاء' خاتم النبیین' رحمتہ اللعلمین یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما کے عز و جلال ہوئے۔ سبحان اللہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کتنی مقدس تھی' جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور نے نزول و اجلال فرمایا۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین"

marfat.com

"جس طرح جسم کی غذا اور زمین کی مادی حیات و نمو کے لیے آسمانوں پر بدلیاں پھیلتیں، چمکتیں اور موسلا دھار پانی برستا ہے، ٹھیک اسی طرح روح و قلب کی فضا میں بھی تغیرات ہوتے ہیں۔ یہاں اگر زمین کی مٹی پانی کے لیے ترستی ہے تو وہاں بھی انسانیت کی محرومی ہدایت کے لیے تڑپنے لگتی ہے۔ یہاں پتے جھڑتے ہیں، ٹہنیاں سوکھنے لگتی ہیں اور پھولوں کے رنگین ورق بکھر جاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ آسمان کو رحم کرنا چاہیے۔ وہاں بھی جب سچائی کا درخت مرجھا جاتا ہے، نیکی کی کھیتیاں سوکھ جاتی ہیں، عدالت کا باغ ویران ہو جاتا ہے اور خدا کے کلمہ حق و صدق کا شجرۂ طیبہ، دنیا کے ہر گوشہ اور ہر حصہ میں بے برگ و بار نظر آنے لگتا ہے تو اس وقت روح انسانیت چیختی ہے کہ خدا کو رحم کرنا چاہیے۔ یہاں زمین پر موت طاری ہوتی ہے تو خدا کی بارش اسے زندگی بخشتی ہے، وہاں انسانیت ہلاک ہو جاتی ہے تو خدا کی ہدایت پھر اسے اٹھا کر بٹھا دیتی ہے۔

عالم انسانیت کی فضاء روحانی کا ایک ایسا ہی انقلاب عظیم تھا جو چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں ظاہر ہوا۔ وہ رحمت الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالم گیر نمود تھی، جس کے فیضان عام نے تمام کائنات ہستی کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنائی اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کی بدحالی کا دور ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا۔ وہ خداوند قدوس جس نے سینا کی چوٹیوں پر کہا تھا کہ میں اپنی قدرت کی بدلیوں کے اندر آتشیں بجلیوں کے ساتھ آؤں گا اور دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ میرے جاہ و جلال الٰہی کی نمود ہوگی۔ سو بالآخر وہ آگیا اور سعیر اور فاران کی چوٹیوں پر اس کے ابر کرم کی بوندیں پڑنے لگیں۔

یہ ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی، یہ شریعت ربانی کے ارتقاء کا مرتبہ آخری تھا، یہ سلسلہ ترسیل رسل و نزول صحف کا اختتام تھا، یہ سعادت بشری کا آخری پیام

marfat.com

تھا' یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی' یہ امت مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن تھا اور اس لیے یہ حضرت ختم المرسلین و رحمتہ للعالمین محمد بن عبداللہ کی ولادت باسعادت تھی۔ صلی اللہ علیہ و آلہ صحبہ وسلم۔

یہی واقعہ ولادت نبوی ہے' جو دعوت اسلامی کے ظہور کا پہلا دن تھا اور یہی ماہ ربیع الاول ہے جس میں اس امت مسلمہ کی بنیاد پڑی' جس کو تمام عالم کی ہدایت و سیادت کا منصب عطا ہونے والا تھا۔ یہ ریگستان حجاز کی بادشاہت کا پہلا دن نہ تھا' یہ عرب کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش نہ تھی' یہ محض قوموں کی طاقتوں کا اعلان نہ تھا' اس میں صرف نسلوں اور ملکوں کی دعوت نہ تھی۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوا ہے اور جیسا کہ دنیا کی تمام تاریخ کا انتہائی سرمایہ ہے' بلکہ یہ تمام عالم کی ربانی بادشاہت کا یوم میلاد تھا۔ یہ تمام دنیا کی ترقی و عروج کے بانی کی پیدائش تھی۔ یہ تمام کرۂ ارضی کی سعادت کا ظہور تھا۔ یہ تمام نوع انسانی کے شرف و احترام کا قیام عام تھا۔ یہ انسانوں کی بادشاہتوں' قوموں کی بڑائیوں اور ملکوں کی فتوحات کا نہیں' بلکہ خدا کی ایک ہی اور عالم گیر بادشاہت کے عرش جلال و جبروت کی آخری اور دائمی نمود تھی۔

پس یہی دن سب سے بڑا ہے کیونکہ اسی دن کے اندر دنیا کی سب سے بڑی بڑائی ظاہر ہوئی۔ اس کی یاد نہ تو قوموں سے وابستہ ہے اور نہ نسلوں سے' بلکہ وہ تمام کرۂ ارضی کی ایک عام اور مشترکہ عظمت ہے' جس کو وہ اس وقت تک نہیں بھلا سکتی جب تک کہ اس کو سچائی اور نیکی کی ضرورت ہے اور جب تک کہ اس کی زمین اپنی زندگی اور بقاء کے لیے عدالت اور صداقت کی محتاج ہے"۔

marfat.com

چودھری افضل حق

"وجدان نے چودہ سو سال کی الٹی زقند لگا کر پہلے زمانہ کے واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بداعمالیوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی تھی۔ عصیاں کی بجلیاں آسمان پر کوندتی تھیں۔ نیکی، نفس کی طغیانیوں میں گھری ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی۔ راہ راست سے بھٹکی ہوئی آس اور یاس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے۔ وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سر راہ دوزانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے، گردن جھکائے، مصروف دعا ہوگئی اور نہایت عجز اور الحاح سے بولی، اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پرہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر، جو ظلمت کدۂ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دید بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نوشگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القاء ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں، کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں!

20 اپریل 571ھ بمطابق 9 ربیع الاول دو شنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں مصروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کیے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا، جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر

marfat.com

کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے، نسل اور خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے، شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیام مسرت کرۂ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے، کلیاں مسکرانے لگیں۔ دن کے دس بجے بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا، جس کے لیے قعرِ مذلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا، غریب اور غلام کو بڑھانا عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا، ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نومولود زچہ خانہ میں مسکرایا۔ اس کائنات ارضی کا ذکر کیا، فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا، ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا، آمنہ کا جایا، دنیا میں کیا آیا، دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر مصروف عمل ہو گئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیان حق کو ایسا عرفان الٰہی عطا ہوا کہ ماسوئی اللہ کا خوف خود بخود دل سے جاتا رہا۔

عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ عمل و اخلاق کی حد کمال نے انسانی پیکر اختیار کر لیا ہے تو دل نے دعاؤں کی پرورش کی۔ اس خیال سے کہ یہ مولود انسان کا ممدوح ہے، اس کا نام محمدؐ رکھا۔ انسانیت کے اس کمال کا عالم وجود میں آنا انسانوں کے لیے کس قدر باعث برکت ہوا، اس کا حال دنیا میں پھیلی ہوئی روشنی علم اور ترقی تہذیب سے پوچھو۔ مسلمان اس دن کو یاد کر کے جتنا مسرور ہو کم ہے کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے دنیا کو مسرتوں سے بھر دیا لیکن مسلمانوں نے اس خوشگوار یاد کو دل میں تازہ رکھنے کے لیے کیا کیا؟ مولود پڑھا، نعتیں سن کر رات آنکھوں میں کاٹی لیکن جب عین نماز فجر کا وقت ہوا تو سو گئے۔ ہمارے ملک میں میلاد کی محفلوں پر اربوں روپے صرف ہوئے، مگر مسلمانوں کے

marfat.com

پاس اپنی اور انسانیت کی تعمیر کے لیے پائی تک نہیں۔ کاش! مسلمان اس دن اپنے چندوں سے تربیت اطفال کے لیے مرکز قائم کریں تاکہ اولوالعزم بچے پیدا ہوں' جو تعلیم اسلام کو عام کریں اور دنیا سے اپنا لوہا منوائیں۔ دنیا کے سب سے بڑے خادم کی یاد تعمیری کام سے منانی چاہیے' صرف نعتیں پڑھ دینے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ باتوں سے نہیں' عمل سے اسلام کا بول بالا کرو۔ مخلوق کی خدمت کے لیے مواقع تلاش کرو"۔

marfat.com

مولانا ابوالحسن علی ندوی

"انسانیت ایک سرد لاشہ تھی جس میں کہیں روح کی تپش' دل کا سوز اور عشق کی حرارت باقی نہیں رہی تھی۔ انسانیت کی سطح پر خود رو جنگل اگ آیا تھا' ہر طرف جھاڑیاں تھیں' جن میں خونخوار درندے اور زہریلے کیڑے تھے یا دلدلیں تھیں' جن میں جسم سے لپٹ جانے والی اور خون چوسنے والی جونکیں تھیں۔ اس جنگل میں ہر طرح کا خوفناک جانور' شکاری پرندہ اور دلدلوں میں ہر قسم کی جونک پائی جاتی تھی لیکن آدم زادوں کی اس ہستی میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔

دفعتاً" انسانیت کے اس سرد جسم میں گرم خون کی ایک رو دوڑی' نبض میں حرکت اور جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔ جن پرندوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اس کے بے حس جسم کی ساکن سطح پر بسیرا کر رکھا تھا' ان کو اپنے گھر ہلتے ہوئے اور اپنے جسم لرزتے محسوس ہوئے۔ قدیم سیرت نگار اس کو اپنی خاص زبان میں یوں بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ شاہ ایران کے محل کے کنگرے گرے اور آتش پارس ایک دم بجھ گئی۔ زمانہ حال کا مورخ اس کو اس طرح بیان کرے گا کہ انسانیت کی اس اندرونی حرکت سے اس کی بیرونی سطح میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کی ساکن و بے حرکت سطح پر جتنے کمزور اور بودے قلعے بنے ہوئے تھے' ان میں زلزلہ آیا۔ مکڑی کا ہر جالا ٹوٹتا اور تنکوں کا ہر گھونسلا بکھرتا نظر آیا۔ زمین کی اندرونی حرکت سے اگر سنگین عمارتیں اور آہنی برج خزاں کے پتوں کی طرح جھڑ سکتے ہیں تو پیغمبرؐ کی آمد آمد سے کسریٰ و قیصر کے خودساختہ نظاموں میں تزلزل کیوں نہ ہوگا"۔

marfat.com

محمد احسان الحق سلیمانی

"خزاں کی چیرہ دستیوں سے کون واقف نہیں؟ بادشمال کے چلتے ہی درختوں کی پتیاں سوکھ جاتی ہیں' کلیاں پژمردہ ہو جاتی ہیں' گرانڈیل اور جوان درخت نہ صرف ظاہری لباس سے محروم ہو جاتے ہیں بلکہ ان کی نشوونما بھی رک جاتی ہے۔ گلستان کا رنگ جو آنکھوں کو طراوت بخشتا تھا' پھیکا پڑ جاتا ہے' پھولوں کی نکہتیں جو مشام جاں بنتی تھیں' رک جاتی ہیں اور عنادل کے نغمے جو سکوں بخشتے تھے' خاموش ہو جاتے ہیں۔ غزال ختن کو دیکھو تو سکڑا سمٹا نظر آتا ہے اور کشتی مہاب پر نگاہ ڈالو تو۔

جیسے ملا کا عمامہ جیسے بنیے کی کتاب

زمین اپنے محور کے گرد مہینوں چکر لگاتی ہے' تب کہیں جاکر رت بدلتی ہے۔ بہار کے آتے ہی ہماری صبحیں جو ٹھٹھری ہوتی تھیں اور ہماری شامیں جو سکڑتی رہتی تھیں' خوشگوار اور آرام دہ بن جاتی ہیں۔ نسیم بہار پودوں کو گہری نیند سے بیدا ہونے کا پیغام دیتی ہے اور ابر بہاراں وہ نم مہیا کرتا ہے جس سے زمین کی گود ہری ہو جاتی ہے۔ پرندے "کار آشیاں بندی" میں پھر سے مصروف ہو جاتے ہیں اور فطرت اپنی رعنائیوں کے سبب جنت نگاہ بن جاتی ہے۔

دنیا زندہ پیدا کی گئی ہے لیکن کبھی کبھی اس پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ جس طرح عالم آفاق میں خزاں کے تھپیڑے اشیاء کے حسن کو پامال کر دیتے ہیں' پودوں کی قوت نمو سلب کر لیتے ہیں اور کائنات کے سینے میں سانس منجمد کر دیتے ہیں' بالکل اسی طرح عالم انفس میں زمستانی ہواؤں سے حسن عمل کے حیات بخش چشمے خشک ہو جاتے ہیں' کشت اخلاق کی فصلیں اجڑ جاتی ہیں اور زمین پر تہذیب و شائستگی کے پھول مرجھا جاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری جو مکافات عمل کے قانون سے مستثنیٰ رہی ہو۔ تاریخ کے اوراق میں ایسی قوموں کا ذکر ملتا ہے جو اپنے ضعف و انتشار کے سبب اپنی عظمت و صولت کھو بیٹھیں' ایسی قوموں کا بھی پتہ چلتا ہے جن کی توبہ خدا وند غفور و رحیم نے عذاب کے نزول سے پہلے ہی قبول فرمالی۔ (یونس ۱۰:۹۸) اور انہیں

marfat.com

اصلاح حال کے لیے مہلت دے دی۔ ہمیں ایسی قوموں سے بھی سابقہ پڑتا ہے جو ضعف خودی' اتحاد کی کمی اور بے رہ روی کے سبب زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا ہیں اور اپنی کھوئی ہوئی توانائیوں کو اکٹھا کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں۔

وہ شخص جو تقویٰ کی راہ کو (جو سیدھی راہ ہے) چھوڑ کر اثم و عدوان کی پگڈنڈیوں پر چلنا شروع کرتا ہے' کبھی سلامتی کے ساتھ منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکا۔ اس کا دامن کانٹوں سے الجھتا ہے' اس کے پاؤں ڈگمگاتے ہیں اور اس کا ذہن وسوسوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ جب کوئی قوم اپنی تہذیب و معاشرت کی بنیاد شرک پر رکھتی ہے تو اسکی شخصیت مثنویت (Dualism) کا شکار ہو جاتی ہے۔ اس کے نظام زندگی میں وحدت نظر آتی ہے نہ اجزائے تمدن میں ہم آہنگی' اس کا نظام اخلاق پوچ اور ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ قوم کے اشراف کے لیے قوانین اور ہوتے ہیں اور ادنیٰ لوگوں کے لیے اور۔ پنڈت پرجا کا وہ حصہ ہوتے ہیں جن پر کسی قانون کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن شودر معاشرے کا وہ طبقہ ہوتے ہیں جن کے لیے قوانین کے بندھن کبھی ڈھیلے ہی نہیں ہو پاتے۔

ضمیر جب تک بیدار ہوتا ہے' انسان کو اس کی بے رہ روی پر ملامت کرتا ہے' مصیبت پر ٹوکتا ہے اور بے حسی اور جمود پر جھنجھوڑتا ہے۔ لیکن انسان جب کفر پر اصرار کرتا ہے' شرک پر جما رہتا ہے اور زندگی کے حقائق سے اغماض برتنے لگتا ہے تو ضمیر کی آواز دب جاتی ہے اور دل سیاہ ہونے لگتا ہے۔ دل کی یہ سیاہی رات کی سیاہی سے کچھ مختلف نہیں' رات کے اندھیرے میں لوگوں کی چادر محفوظ ہوتی ہے نہ چار دیواری' مال محفوظ ہوتا ہے نہ اولاد' جان محفوظ ہوتی ہے نہ ایمان' لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو رات کی سیاہی ہی صبح خنداں کا پیغام دیتی ہے جب آفتاب جہاں تاب مشرق سے نکلتا ہے تو نہ صرف تاریکی ہی اپنا منہ چھپا لیتی ہے بلکہ تاریکی کے پردے میں کھل کھیلنے والے انسان' گرہوں پر پھونکنے والی عورتیں اور دلوں میں وسوسے پیدا کرنے والے شیطان بھی غائب ہو جاتے ہیں۔ ع

مژدہ صبح دریں تیرہ شبانم دادند

marfat.com

لالہ کی حنا بندی ہو یا مشک نافہ کی تیاری اور محافظت' فطرت کو ہزار جتن کرنے پڑتے ہیں' سحر کی نمود ہو یا صبح کے جانفزا جھونکوں کی نوید' زمین کو اپنے محور کے گرد چکر کاٹنے پڑتے ہیں' اسی کوشش میں' شب کی دیوی اپنے لاتعداد غالی موتیوں کو قربان کر دیتی ہے اور وقت اپنی ان گنت ساعات کو نثار کر دیتا ہے۔ اسی طرح اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو' جو باعث تکوین حیات تھا اور صدر نشین بزم کائنات' ظہور میں لانے کے لیے چرخ کہن سال نے لیل و نہار کی کتنی کروٹیں بدلیں' آسمان کے ستاروں نے اس کے انتظار میں کتنی قندیلیں روشن کیں اور یوم الست سے لے کر اس کی ولادت کی ساعت ہمایوں تک کتنے ہی پاکیزہ انسانوں نے اس کی دید کے لیے عمریں گنوا دیں۔

دعائے خلیلؑ، تمنائے کلیمؑ، نویدِ عیسیٰؑ، یتیمِ عبداللہ' جگر گوشۂ آمنہ' محمدِ مصطفیٰ' احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) ۱۲ ربیع الاول' بروز دوشنبہ ۱ء عام الفیل کو مکہ مکرمہ میں از طلوع نیر عالمتاب عالم قدس سے عالم امکان میں سے تشریف لائے"

marfat.com

بدر القادری (بھارت)

"ربیع الاول---- نور و نکہت کا ایسا موسم جس نے چشم و زدن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک ارم بنا دیا۔ اسی ماہ منور کی بارھویں تاریخ کو خدا کے محبوبؐ دو عالم کے ممدوح سرزمین گیتی پر آیت نور کی تفسیر بن کر جلوہ گر ہوئے۔ انسانیت کے محسن، صداقت کے پیامی، امن و اخلاق کے داعی، جود و سخا کے پیکر، عفت و حیا کے دلدادہ، حلم و مروت کے خوگر، سراپا رحمت---- الغرض جملہ کمالات و حسنات سے مزین ہو کر تشریف لائے۔ سارے عالم کو، دنیا کے تمام باطل آستانوں سے ہٹا کر صرف وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکانے کے لیے خاتم الانبیاء، خاتم الرسل بن کر ظلمت کدۂ ہستی میں وہ آئے، جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی، جن و ملک نے جن کی بعثت کے ترانے گائے، بحر و بر نے جن کی آمد کے گیت گائے، عرش تا فرش جن کے قدوم میمنت لزوم کے اعزاز میں بقعہ نور بنا"۔

marfat.com

یہودی: "یہودیو----! یہودیو-----!

(اس آواز پر تمام یہودی چاروں طرف سے آکر اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں)

مجمع: تجھ پر خدا کی مار--- کیا ہوا تجھے----؟

یہودی: (آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) وہ دیکھو--- وہ دیکھو---؟

مجمع: (آسمان کی طرف دیکھ کر) وہاں کیا رکھا ہے---؟

یہودی: دیکھو تو--- آج کی رات ستارۂ احمدی طلوع ہوگیا!

(کعبے کے پاس--- عبدالمطلب بیٹھے ہیں۔ ایک عورت دوڑتی ہوئی ان کے پاس آتی ہے)

عورت: (قریب آکر) مبارک ہو عبدالمطلب! تمہیں مبارک ہو!

عبدالمطلب: کیا ہوا---؟

عورت: پوتا ہوا ہے تمہارا---؟

عبدالمطلب: عبداللہ کا بچہ----؟

عورت: ہاں--- اسی کے ساتھ ساتھ ایک شعاع نور بھی نمودار ہوئی' جس کی روشنی میں آمنہ بنت وہب نے بصریٰ (شام) کے محل دیکھے!

عبدالمطلب: بہت خوب---!

عورت: اٹھو' جلدی چلو' اسے دیکھ تو لو۔

عبدالمطلب: (بہت خوش ہیں) ہاں' ہاں چلو--- میں اس بچے کا نام محمدؐ

marfat.com

رکھوں گا اور جلد ہی اس کے لیے ایک انا بھی تلاش کرنی ہوگی۔

عورت: محمد! خاندانی نام چھوڑ کر یہ نیا نام.....!!

عبدالمطلب: ہاں--- میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ ساری دنیا کی ستائش کے شایاں ہو"۔

marfat.com

پروفیسر جی ایم دارا

"عرب میں ہر قبیلہ کے لوگ جدا جدا رہا کرتے تھے' ملک ریگستان تھا اور علاقہ پہاڑی۔ بھاری قصبہ یا شہر ہونا تو درکنار' بڑی آبادی ہی ایک جگہ ہونی محال تھی۔ جہاں تھوڑا بہت پانی نظر آیا' سبزہ نے منہ دکھایا' وہیں بیٹھ گئے اور خیمے ڈیرے ڈال دیے' اس جگہ اپنا ٹھکانا بنا لیا۔ یہی روش مکہ والوں کی تھی اور یہی رویہ گرد و نواح کے لوگوں کا تھا۔

مکہ میں کوئی راج راجہ نہ تھا۔ بڑے بڑے قبیلوں سے دس آدمی چن لیے جاتے تھے۔ وہی راج نیتی کا کام کرتے تھے اور انہی لوگوں میں سے خانہ کعبہ کے متولی بھی ہوا کرتے تھے۔ مدتوں یہی عمل درآمد رہا۔ اسی طریق پر وہ لوگ کاربند رہے۔

ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا کہ غنیم نے باہر سے آکر مکہ پر ایک زبردست دھاوا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور ایسا جان توڑ کر لڑے کہ دشمن کو شکست فاش ہوئی اور اسے بھاگتے ہی بنی۔ اس نمایاں کام کے صلہ میں لوگوں نے اس بزرگ کو سردار مکہ مقرر کر دیا اور یہ عہدہ سرداری میراث میں دے دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی عمر کا چوبیسواں سال تھا جب بی بی آمنہؓ سے ان کی مناکحت ہوئی۔ آغاز مسرت ہوا ہی تھا کہ اختتام خوشی بھی ساتھ ہی شروع ہوگیا۔ یک لخت کوہ غم آمنہ کے سر پہ آ ٹوٹا۔ عبداللہ تجارت کے لیے سفر کو گئے تھے' واپسی پر جب مدینہ پہنچے تو بیمار ہوگئے' پیغام اجل آ پہنچا اور روح پرواز کر گئی۔ ابھی عمر کا پچیسواں سال بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ قضا و قدر نے آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بی بی آمنہؓ کا نخل مراد ابھی بارور ہوا ہی تھا کہ یہ باغبان چمن عالم سے رخصت ہوگیا۔ عبداللہ کو وہ نونہال

marfat.com

دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا جسے جگت کو نہال کرنا تھا۔

جو رنج و صدمہ شوہر کی وفات سے بی بی کے دل پر گزرا' اس کا تو کیا ٹھکانا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی جو جانکاہ حالت تھی وہ تو حد بیان سے باہر ہے۔ ادھر سو سال کی عمر' ادھر سب سے چھوٹے لخت جگر اور سب سے پیارے سپوت کا عین عالم شباب میں رحلت کر جانا' خدا امان دے اور دشمن کو بھی اس صدمہ سے محفوظ رکھے۔

بزرگ عبدالمطلب بیٹے کے درد وفات سے بے بس و بے قرار ہوجاتے اور بار بار یہی کلمہ زبان پر لاتے۔

"اے راحت جان کیا میں نے تجھے اسی لیے پالا پوسا تھا کہ تو خود تو چل بسے اور اس بڑھاپے میں دکھڑوں کا ورثہ باپ کے لیے چھوڑتا جائے۔ اے اجل! جو تونے میرے دن اس دنیا پر کاٹ دیے ہوتے تو میں آج اس عذاب زندگی سے بچ گیا ہوتا"۔

ادھر بے کسی اور بے بسی کا یہ عالم تھا' ادھر فرشتہ غیب ندا دے رہا تھا کہ اے ہمت کے بیٹے! اور حوصلہ کے پست! اس وسعت خیال کے میدان میں تو اس تنگ خیالی سے کام نہ لے اور عقل کی باگ ہاتھ سے نہ دے۔ جس نصیب سے تو بہرہ ور ہے' اس کی تجھے کیا خبر' بھگوان نے جو بھاگ تیرے لیے لکھے ہیں ان کا تجھے کیا علم۔ کہاں ہے تیرا دھیان اور تو ہے کس سوچ میں۔ ذرا ہوش کی لے اور عقل کی آنکھ کھول۔ جس پر یتیم کو مکہ کے پریم نگر میں اپنی چھب دکھلانی ہے' وہ ابھی تیری آغوش الفت میں آکر نہیں بیٹھا--- جس شمع کو اپنی اچنبہ روشنی سے عرب کا اندھیرا' اجالا کر دینا ہے' وہ ابھی روشن نہیں ہوئی--- جس چندرما کو بھارت میں چودھویں کا چاند بن کر چمکنا ہے' وہ ابھی نہیں نکلا--- جس مہرانور کو اپنے نور سے عالم لو بقعہ نور بنا دینا ہے' وہ ابھی نمودار نہیں ہوا--- جس موذن کی آواز کو عرب کے کھنڈروں سے نکل کر ہمالہ کی چوٹیوں پر جا گونجنا ہے' وہ ابھی

marfat.com

منبر پر نہیں چڑھا--- جس نامور کو تیرا نام نامی شہر بہ شہر رشک عالم بنانا ہے' وہ شہرۂ آفاق ابھی تیرے ہاں پیدا نہیں ہوا۔

ابھی یہ الفاظ اس فرشتہ کی زبان ہی پر تھے کہ ۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت بڑھا جانب بو قبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہؓ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ و نوید مسیحاؑ

سورہ بقر کے رکوع پندرہ میں رقم ہے کہ حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی کہ.... اے خدا! مکہ والوں میں ایک نبی انہیں میں سے بھیج۔ ایسا ہی سورہ صف کے پہلے رکوع میں بھی مندرج ہے اور انجیل یوحنا کے سولھویں باب میں بھی مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا۔ نام اس کا احمد ہوگا۔ آنحضرتؐ نے خود بھی کہا ہے کہ میں اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰؑ کی بشارت ہوں۔

آخر وہ نیک ساعت آئی' جس کا اشارہ ہوچکا تھا۔ لگا وہ شبہ لگن جس کی منتظر ایک خلق خدا تھی۔ چڑھا وہ سورج بھگوان' جس کی سنہری کرنوں سے مشرق میں جگمگ ہونے لگی' نکلا وہ چودھویں کا چاند جس کی چاندنی سے مغرب کی تاریکی شعاع نور بن گئی۔ خدا کا نور ایک خالی پیرہن زیب تن کیے' بزم عالم میں جلوہ گر ہوا۔ ۔

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

بی بی آمنہؓ کے ہاں پوت ہوا' پوت وہ سپوت کہ جس کی آمد سے عرش و فرش پر اس کی مہمان نوازی ہونے لگی۔

marfat.com

بطحا کا باشی من موہن جب فرش پہ آیو آنن میں
تب کاسے کہوں میں اے ری سکھی جو دھوم تھی کون و مکانن میں
سب حور و ملائک جن و بشر، ساتوں ہی فلک اور سارے نبی
تھی صل علیٰ کی دھوم مچی آتی تھی صدا یہی کانن میں

صانع نے اپنی صنعت کے بارہا کرشمہ دکھائے۔ گوناگوں شمع رو بنائے اور عجیب و غریب ماہ رو دکھلائے مگر ذات حق نے اب کے وہ کام خوبی بتائی جہاں سے عالم بھر کے خوباں نے اپنی اپنی ملاحت پائی۔ ؎

جب حسن ازل پردۂ امکان میں آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا
حرمت سے ملائک نے اسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا
گل ہے وہی، سنبل ہے وہی، نرگس حیران
اپنے ہی تماشا کو گلستان میں آیا
قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار میں بولا وہ ہر اک تان میں آیا
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن میں آیا

جب پوتے کی پیدائش کی خبر بزرگ عبدالمطلب نے سنی تو مارے خوشی کے مسرت کے آنسو ان کی آنکھوں سے بہ نکلے۔ بیٹے کی جدائی کا زخم، پوتے کی ولادت کے مرہم سے بھر گیا۔ غم کی جگہ مسرت نے لی اور دل میں امنگوں اور آرزوؤں نے ہجوم کیا۔

اس خوشی میں دادا نے جگہ جگہ مجلسیں کیں، گھر گھر جشن کیے۔ پن دان دیے۔ بوڑھے دادا کو اپنا مرحوم بیٹا پھر دوبارہ نظر آنے لگا۔ ان کے لیے تو گویا

marfat.com

عبداللہ نے از سر نو جنم لیا۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ اس سرور کائنات نے جنم لیا ہے جس کے نام کا ڈنکا چاروں اطراف عالم میں بجے گا اور جس کا جھنڈا میدان ہستی پر اتنی مضبوطی سے گڑھے گا کہ نہ اسے مشرق کی ہوا گرا سکے گی اور نہ مغرب کی تیز و تند آندھی متزلزل کر سکے گی۔ ادھر ماں کی یہ کیفیت تھی کہ کہاں تو ہر وقت دامن آنسوؤں سے بھرا رہتا تھا' اٹھتے بیٹھتے' جاگتے سوتے آہیں بھرا کرتی تھیں اور کہاں اب یہ عالم کہ ہر غم مبدل بہ راحت ہو گیا۔ دنیا سے از سر نو وابستگی پیدا ہو گئی اور عالم سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر بندھ گیا۔

وہ احمدؐ جس کی آمد کی بشارت بی بی آمنہؓ کو فرشتہ نے خواب میں دی تھی' اب وہ نور مجسم بن کر آنکھوں کے سامنے تھا۔ بھولی پیاری ننھی سی صورت' جس کسی نے اس کے لب لعلین و چشم جادو دیکھے' حیرت حسن کے سکتہ میں رہ گیا۔

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زان بالاتری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازک تری
وز ہرچہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری
آفاق با گردیدہ ام مہتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
تا نقش می بند فلک کس راندادہ ایں نمک
حوری نہ دانم یا ملک فرزند آدمی یا پری
ہرگز نیا یددر نظر صورت زرویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

(یوں) ایک صاحب کمال آیا' جس نے جلوۂ حق دکھایا۔ جس کسی نے اسے پریم کی آنکھوں سے دیکھا' اس کی تمناء زندگی پوری ہو گئی' جس کی نگاہ شوق اس پر پڑی' اسے منہ مانگی مراد مل گئی۔ جس بشر کو اس من موہن نے اپنا درشن دیا'

marfat.com

اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا۔

آ ناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

(ترجمہ: وہ جو خاک کو ایک نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں، ممکن ہے وہ ہم پر بھی نظر التفات فرمائیں)

اے عرب کیا ہی عجب ہوں گے تیرے بھاگ، جو تونے نور خدا اپنی آنکھوں دیکھا۔ کیا ہی اچھے ہوں گے تیرے بخت جو تونے حبیب خدا کے اپنی آنکھوں درشن کیے۔

اے ولایت عرب! اے بن اور بیابان کے باس، اے درندوں، چرندوں کی بھوم، اے چوروں ڈاکوؤں کے ماوئی، اے رہزنوں اور لٹیروں کے مسکن، اے اجڈ گنواروں کے ٹھکانے، اے ازلی بادہ نوشوں کے خم خانے، اے وحشی عرب! تجھ میں بھرے تھے دنیا کے بدکار اور جگت کے مکار، نام نہاد کے انسان، مگر کرتوت کے شیطان۔ سچ ہے ۔

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ

تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

اے سرزمین عرب، آج وہ دن ہے کہ تیرا نام ورد زبان جہاں ہے اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہے۔ کون آنکھ ہے جو تیرے درشن کو نہیں ترستی، وہ کون دل ہے جو تیری دید کی تمنا نہیں رکھتا، وہ کون ملک ہے جس نے تیرے شاہ کا سکہ نہیں مانا اور وہ کون فرمانروا ہے جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہیں جانا۔ اے خطہ عرب تونے اب پرانا جامہ اتارا، تونے نیا اوتار دھارا، اے عرب تونے نیا جنم پایا کیونکہ تجھے رسول خدا ہاتھ آیا۔ اے عرب! رب کے رنگ نیارے ہیں، داتا

marfat.com

جسے چاہے دے دے' ورنہ تیرے ہاتھ آئے یہ دولت محمدی تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدی!

اے ہمالہ کی بلند چوٹیو' تم ہی کچھ کہو! سینکڑوں رشیوں نے تمہاری شفقت اور پیار کی گود میں نواس کیے۔ صدہا جوگیوں نے تمہارے پہلوئے محبت میں جوگ کمائے' ہزاروں تپسیوں نے تمہاری آغوش الفت میں تپ دھارے' لاکھوں گوروں سدھوں نے تمہارے ہاں چرن کنول ڈالے۔

اے وہ ہمالہ! مگر سچ کہنا' کہیں دیکھا ہے تونے وہ مکہ کا راج دلارا' کہیں نظر پڑا ہے تجھے بھی وہ مدینہ کا پیارا۔

اے تاجدار عرب! سنتے ہیں تیری چھب موہنی تھی اور تیرا روپ انوپ تھا۔ اے دلدار عرب! کہتے ہیں تیری پریت کی جوت جس من میں جگی' وہ بجھائے نہ بجھی' جس آنکھ پر تیری نگاہ پڑی وہ پھر تیری ہی ہو رہی ۔

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر — اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
من بیدل جمال تو عجب حیرانم — اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بو العجبی
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را — بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی
نسبت خود شکست کردم و بس منفعلم — زانکہ نسبت شکست کوئے تو شد بے ادبی
ذات پاک تو دریں ملک عرب کرد ظہور — زاں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام — زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی
بر در فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز — رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی
ماہمہ تشنہ لبا نیم و توئی آب حیات — لطف فرما کہ ز حد می گزرد تشنہ لبی
شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت — بہ مقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

شعر نمبر۱: اے قریشی' ہاشمی اور مطلبی لقب پانے والے اپنی رحمت کی آنکھ

marfat.com

کھول اور مجھ پر نظر فرما۔

2 : میں دل سے تہی وجود تیرا حسن دیکھ کر ورطہ حیرت میں پڑ گیا ہوں۔ اللہ اللہ! کیا حسن و جمال ہے کہ حیرت کی دسترس میں بھی نہیں۔

3 : بنی نوع انسان کو بڑی عظمت سے کوئی نسبت نہیں ہے تو کسی قدر اعلیٰ نسب ہے بلکہ آدم اور جمیع عالم سے برتر و فائق ہے۔

4 : میں نے اپنی نسبت آپ کے کتے کے ساتھ کی ہے۔ میں از حد شرمسار ہوں اس لیے کہ خود کو تیرے کتے سے منسوب کرنے سے سوئے ادب کا ارتکاب ہوا ہے۔

5 : تیری ذات پاک نے اس ملک عرب میں ورود فرمایا۔ اسی لیے حق تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل فرمایا۔

6 : آپ کی ذات لطیف کی وجہ سے مدینہ منورہ کا گلستان سدا ہرا بھرا ہے۔ اسی لیے اس کی شرنی لذت زمانے بھر میں مشہور ہے۔

7 : آپ کے آستانہ فیض پر رومی' طوسی' ہندی' یمنی اور حلبی ادب و انکسار کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

8 : ہمارے ہونٹ تو پیاسے ہیں اور آپ آب حیات ہیں۔ کرم فرمایئے کہ ہماری پیاس حد سے گزرتی جا رہی ہے۔

9 : معراج کی رات آپ کا ارتقائی مقام افلاک سے بھی بلند ہوگیا۔ اس مقام تک بلند ہو کر جہاں کوئی نبی نہیں پہنچ سکا۔

10 : اے میرے سردار' میرے محبوب اور دل کے حکیم' قدسی آپ کے آستانے پر بغرض علاج حاضر ہوا ہے"۔

marfat.com

خواجہ حسن نظامی

"ایک سو ایک ضرب **"الا اللہ"** کی سلامی دو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ آنکھیں مژگاں کی سناں اور ابرو کی تیغ سنبھالے' ادب سے پتلیاں جھکائے کھڑی رہیں۔ زبان درود کا بینڈ بجائے۔ بدن کی سب رگوں کو حکم دو کہ صلوٰتی بینڈ میں یک جان ہو کر سر ملائیں' یہاں تک کہ ہر بن مو سے نغمہ **"صلوا علی محمد"** نکلنے لگے۔ روزہ کی عید' حج کی عید' دونوں دست بستہ آئیں اور عید میلاد کا خیر مقدم کریں---

غریبوں' مظلوموں کے غمگسار' سرکشوں اور ظالموں کے زیر کرنے والے' وہی جن کا نام لینے سے ہمارے خون میں حرارت اور دل میں جوش پیدا ہوتا ہے' ایسے برگزیدہ اور پاکیزہ وجود کے ظاہر ہونے کا وقت ہے کہ آسمان' زمین' شجر' حجر کیف میں ہیں' پھر تم اے مسلمانو! یوم ولادت کو قومی تہوار کیوں نہیں بناتے"۔

marfat.com

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

"خدایا' وہ صبح کیسی سعادت افروز تھی' جس نے کائنات ارضی کو رشد و ہدایت کے طلوع کا مژدۂ جاں فزا سنایا۔ وہ ساعت کیسی مبارک و محمود تھی جو معمورۂ عالم کے لیے پیغام بشارت بنی۔ عالم کا ذرہ ذرہ زبان حال سے نغمے گا رہا تھا کہ وقت آ پہنچا کہ اب دنیائے ہست و بود کی شقاوت دور اور سعادت مجسم سے عالم معمور ہو۔ ظلمت شرک و کفر کا پردہ چاک اور آفتاب ہدایت روشن اور تابناک ہو۔ مظاہر پرستی باطل ٹھہرے اور خدائے واحد کی توحید' حیات قرار پائے---- خدا کے قانون ہدایت و ضلالت نے پھر ماضی کی تاریخ کو دہرایا اور غیرت حق نے فطرت کے قانون رد عمل کو حرکت دی۔ یعنی آفتاب ہدایت' برج سعادت سے نمودار ہوا اور چہار جانب چھائی ہوئی شرک و جہالت اور رسم و رواج کی تاریکیوں کو فنا کر کے عالم ہست و بود کو علم و یقین کی روشنی سے منور کر دیا"۔

marfat.com

محمد حسین آسی

"ربیع الاول وہ ماہ مبارک ہے جس کی ہر ساعت آنکھ کو ٹھنڈک اور ہر لمحہ دل کو سکون کی لازوال دولت عطا کرتا ہے۔ ہلال کے نمودار ہوتے ہی یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے قدرت نے عرصہ گیتی پر تسکین پرور تابشیں بکھیر دی ہیں۔ ظلمتوں کے دبیز پردے چاک ہو رہے ہیں اور انوار و تجلیات کی پیہم بارشیں ہو رہی ہیں۔ عالم قدس کی لطافتوں نے فضاؤں میں کیف بھر دیے ہیں اور جنت النعیم کے دریچوں سے بھینی بھینی، ٹھنڈی ٹھنڈی، مشک بیز ہوائیں آکر مشام جاں کو معطر کر رہی ہیں۔ اضطراب یاس کی گھٹائیں چھٹ رہی ہیں اور رحمت و مرحمت کے بادل چھا رہے ہیں۔ چمن دہر ہی نہیں، چمن انسانیت میں بھی بہار آ رہی ہے۔ صحن گلستان کے غنچے ہی نہیں، دلوں کی لب بستہ کلیاں بھی تبسم آشنا ہو رہی ہیں۔ لالہ و گل ہی نہیں، حیات کے مرجھائے ہوئے چہرے پر بھی نکھار آ رہا ہے۔

ہاں ہاں! خود زندگی ایک وجد آور کیف میں کھوئی جا رہی ہے۔ ضمیر کو نور اور دل کو سرور بہم پہنچایا جا رہا ہے۔ روح کو بالیدگی عطا ہو رہی ہے، احساسات کی جان بیدار ہو رہی ہے اور فطرت عجیب سرمستی کے عالم میں محو ترنم ہے۔ بلاشبہ اس انقلاب آفرین بہار کی جاں نواز کیفیتوں کو الفاظ کا جامہ پہنانا تکلف محض اور فطرت کے ان دل نشیں نغموں کی تحسین کے لیے قلم و قرطاس کا سہارا ایک رسم کے سوا کچھ نہیں۔ دیدۂ دل میں بینائی کی کوئی رمق موجود ہو تو خود بخود اس بارش انوار کو دیکھا جاسکتا ہے اور گوش حق نیوش میں پنبہ و سواس نہ ہو تو فطرت کے ان نغموں کی آواز صاف صاف سنی جاسکتی ہے۔ کیا یہ بہار موسموں کے کسی جغرافیائی تغیر و تبدل کا نتیجہ ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ یہ تو اس سید مولا

marfat.com

صفات کی ملکوتی شخصیت کی تشریف آوری کا قدرتی نتیجہ ہے' جسے بجاطور پر خلاصہ موجودات کہا جاتا ہے اور جس کے دم قدم سے گل و گلزار اور بہاریں قائم ہیں۔ کیا ان مہکتے ہوئے انوار کا شمس و قمر کی شعاع بیزیوں سے کوئی تعلق ہے؟ نہیں! بلکہ ان کا رابطہ تو اس صبح سعید سے ہے' جب خالق کائنات کا چمکتا ہوا آفتاب بطحا کی وادی میں طلوع ہوا تھا۔ کیا فضا کے اس کیف و سرور کا ماخذ نسیم و شمیم کے جھونکے ہیں؟ نہیں بلکہ اس کا منبع تو وہ سعادت افروز گھڑی ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمتہ للعالمین نے پیکر امن و امان بن کر سیدہ آمنہؓ کی آغوش عاطفت میں تجلی فرمائی تھی"۔

marfat.com

مولانا محمد حنیف یزدانی

"آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آ پہنچی جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی' باغ دراغ کے اندر قافلہ گل آ پہنچا تھا۔ حد نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے پٹا پڑا تھا۔ نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہؓ کے کاشانہ میں وہ ماہتاب طلوع ہوگیا' جس کی ضیا پاشیوں سے شب دیجور کی تاریکیاں اسی طرح کافور ہوگئیں' جس طرح اس کی عملی نور افشانیوں سے آگے چل کر جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں"۔

marfat.com

خورشید احمد گیلانی

"۱۲ ربیع الاول کو صرف ظہور قدسیؐ نہیں ہوا بلکہ عالم نو طلوع ہوا۔ اس تاریخ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہان خاکی میں قدم رکھا اور تاریخ عالم نے نئے سفر کا آغاز کیا۔ اس روز ایک ماں نے سعادت مند بیٹے ہی کو جنم نہیں دیا' بلکہ مادر گیتی نے ایک انقلاب کو جنم دیا۔ اس دن محض آمنہؓ کا گھر منور نہیں ہوا بلکہ تیرہ و تار خاکدان ہستی روشن ہوا' جس کے قدم رنجہ فرمانے سے زندگی پر شباب آگیا اور صدیوں سے دیکھے جانے والے خواب کو تعبیر مل گئی۔ اس کی تاب رو سے شش جہت کائنات کو روشنی ملی اور اس کے حلقہ نو میں حیات منتشر کو آسودگی نصیب ہوئی۔

آپ کی تشریف آوری سے دنیا کو شرف انسانی کا حقیقی اندازہ ہوا' ورنہ اس سے پہلے حضرت انسان کو دوسری ہر چیز کی عظمت و سطوت کا احساس تھا لیکن وہ اپنی حرمت اور اپنے مقام سے بے خبر تھا۔ اسی بے خبری کے نتیجے میں وہ سورج' چاند اور ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کر انہیں معبود بنائے ہوئے تھا۔ پہاڑوں کی بلندی اور غاروں کی گہرائی سے متاثر ہو کر انہیں خدا کا درجہ دیے ہوئے تھا۔ راجوں' مہاراجوں' نوابوں' سرداروں' شاہوں اور رہبانوں کی جلالت و حشمت سے مسحور ہو کر انہیں خدا کا اوتار مانے ہوئے تھا۔ انسان اتنا دبا ہوا تھا کہ ہر ابھرتی چیز کے سامنے جھک جاتا تھا۔ اتنا ڈرا ہوا تھا کہ ہر ڈراؤنی شے کی بندگی پر آمادہ ہو جاتا تھا۔ اتنا سہا ہوا تھا کہ ہر ایک کا زور اس پر چلتا تھا۔ اتنا سمٹا ہوا تھا کہ اسے اپنی وسعت کا ادراک ہی نہ ہوسکا۔ اتنا مبہوت تھا کہ جن بھوت اس کے سجدوں کے حقدار قرار پائے۔ اتنا گھٹا ہوا تھا کہ اس بیکراں کائنات میں سانس لیتے ڈرتا تھا اور اتنا جکڑا ہوا تھا کہ ہر نئی زنجیر کو اپنے لیے تقدیر سمجھتا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر اسے بتایا کہ تیری حرمت کعبے سے افضل ہے' تیری ذات راز الٰہی ہے' تیری تخلیق صرف "کن" سے نہیں خاص دست

marfat.com

قدرت سے ہوئی ہے۔ تو امانت الٰہی کا حامل ہے' تجھے ارادہ و اختیار کا وصف عطا کیا گیا ہے۔ اپنے ذرہ ہستی میں صحرا ہے اور فطرۂ وجود میں قلزم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تعلیم اور خود آگہی کے اس درس کا یہ نتیجہ نکلا کہ جو انسان پہلے مٹی کے مادھو (بت) کے سامنے سمٹا ہوا ہوتا تھا' آج اس کی ہیبت سے' پہاڑ سمٹ کر رائی بنے ہوئے ہیں۔ جو انسان مورتیوں' بھوت پریتوں اور واہموں کے خوف سے نیم جان تھا' اب صحرا و دریا اس کی ٹھوکر سے دو نیم ہوئے جا رہے ہیں۔ جو انسان دیوی دیوتا کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا رہتا تھا' آج وہ "یزداں بکمند آور" کا نعرہ مستانہ لگاتا نظر آتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ کائنات کا اعتبار ہو کہ انسانیت کا وقار' یہ سب کچھ صاحب لولاکؐ کے دم قدم سے ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو' تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آپ کی ولادت باسعادت اور بعث باکرامت سے پہلے' یہی معمورہ ہستی جہان خراب کا منظر پیش کر رہا تھا۔ یونان اپنی عظیم الشان تہذیب کے کھنڈر پر یکہ و تنہا کھڑا آنسو بہا رہا تھا اور اہل یونان اس کھنڈر تلے دبے ہوئے کراہ رہے تھے۔ یونانی حکماء نے اپنے فلسفہ کے زور پر ہر مسئلہ حل کرنا چاہا۔ اس دور کا یونان فلسفیوں سے بھرا پڑا تھا۔ یہ ارشمیدس' یہ اقلیدس' یہ بطلیموس' یہ سقراط اور بقراط' یہ ارسطو اور افلاطون ـــــ جس طرف نگاہ اٹھتی' فلسفیوں کی قطار بندھی نظر آتی مگر بات پھر وہی ہے جو حکیم الامت اقبالؒ نے کہی ہے۔

marfat.com

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ہوا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

یونان کی چمکتی دمکتی اکیڈمیوں نے اندھیرا اور گہرا کر دیا۔ یہ دنیا منور ہوئی تو غار حرا کے گوشے سے طلوع ہونے والے آفتاب نبوت سے ہوئی۔

رومتہ الکبریٰ کے قیصر اور فارس کے کسریٰ بھی انسانیت کی پیٹھ پر بوجھ ہی رہے۔ اگر کسی نے آ کر انسان کو سبکدوش کیا تو آغوش آمنہؓ کے پروردہ نے کیا۔ یہ فغفور و خاقان انسانیت کے لیے نادان ثابت ہوئے۔ دنیا کو امان ملی تو پیغمبرؐ کے گوشہ دامان میں نصیب ہوئی۔ شاہی قبا و عبا' انسانی آبادی کے لیے وبا نکلی۔ وہ کالی کملی تھی' جو گرفتاران بلا کے لیے نسخہ شفا بنی۔ بادشاہوں کی وسیع سلطنتیں اپنے باشندوں کے لیے سخت اور تنگ شکنجے تھے جب کہ یتیم مکہ کی چھوٹی سی کوٹھڑی دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے اپنے اندر افلاکی وسعتیں رکھتی تھی۔ حبش سے آنے والے' روم سے آنے والے' فارس سے آنے والے اور نجد سے آنے والے آتے گئے اور سماتے گئے۔ ارقم کے چھوٹے سے گھر میں بحر و بر سمٹ گئے۔

آج ہر آن پھیلتی ہوئی کائنات میں پھر سے تنگی کا احساس ہونے لگا ہے۔ سائنس کی بے کرانی میں دم گھٹنے لگا ہے۔ سیٹلائٹ' مریخ و مشتری کو گرفتار کرنے کے مشن پر ہیں مگر بدقسمت انسان ہوائے نفس کا اسیر ہو رہا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کے پردے میں قبائے انسانی چاک ہوتی نظر آ رہی ہے۔ "انٹرنیشنل ویلیوز" کے چکر میں انسان اپنی رہی سہی قدر کھو رہا ہے۔ مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے' ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا' آخر گیا

واقعہ یہ ہے کہ آج کا "بوعلی" غبار ناقہ میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ کوئی

marfat.com

"مجنوں" ڈھونڈا جائے جو "محمل لیلیٰ" کو پا سکے۔ یہ مجنوں یورپ کی دانش گاہوں میں نہیں ملیں گے۔ غبار رہ حجاز کو آنکھوں کا سرمہ بنا کر دیکھا جائے تو شاید کہیں مجنوں نظر آ جائیں۔ وہ کون سا نظام ہے جو دنیا نے آزما کر نہیں دیکھا اور وہ کون سا طرز حیات ہے جو اہل دنیا نے اپنا کر نہیں دیکھا مگر حاصل کیا ہے؟ انسانیت کی بے قدری' ایک دوسرے سے بیگانگی' تری' خشکی اور محض برہمی۔ انسانی دنیا اگر فی الواقع خلوص دل سے چاہتی ہے کہ وہ مزید ٹھوکروں سے بچ جائے تو اس کا واحد حل یہی ہے کہ وہ اپنا بستر اس گلی میں لگا دے' جس کوچے کا ہر گدا' شکوہ قیصری رکھتا ہے۔ اس گلی کے پھیرے لگانے والے اپنے سر میں سکندری کا سودا سمائے رکھتے ہیں۔ یہ بند اور اندھی گلی نہیں' اس کا ایک سرا دنیا اور دوسرا عقبیٰ ہے۔ دربار شہی میں وہ عزت نہیں ملتی' جس قدر اس گلی میں عزت نفس کا احساس نصیب ہوتا ہے کیونکہ حضور انسانیت کی آبرو بڑھانے تشریف لائے تھے۔ جو آبرو حضرت انسان کو ملی' وہ بھی ان کے کرم سے ملی اور جو آبرو آج بھی ملے گی' ان کے دم سے ملے گی۔ غالب نے تو کہا تھا:

ع "جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں"

یہ تو غالب کے عشرہ طراز معشوق کا شیوہ تھا مگر محبوب خدا کا عالم تو یہ ہے کہ

ع "جس کو ہو جان و دل عزیز—— اس گلی سے جائے کیوں"

"میں" اور "سے" کے فرق کو اہل نظر خوب جانتے ہیں"۔

marfat.com

درد کا کوروی

"بہار کا موسم ہے' نہ سردی کی شدت' نہ گرمی کی تیزی۔ خشک زمین کو باران رحمت نے سیراب کر دیا ہے' بلبل چہچہا رہی ہے' غنچے مسکرا رہے ہیں' کلیاں چٹک چٹک کر "یامصور" کہہ رہی ہیں' پھول مہک مہک کر دماغ کو معطر کر رہے ہیں' چمن میں کیوڑہ اور گلاب کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے۔ قبل اس کے کہ سحر ہو' شبنم نے پھولوں کی پنکھڑیوں پر ننھے ننھے خوبصورت موتی جڑ دیے ہیں' سارا گلشن خوشبو سے مہک رہا ہے' ڈالیاں وجد کر رہی ہیں' رات کی سیاہی دور ہو چلی' مغرب کا شاہسوار روشنی کی فوجیں ساتھ لے کر آنے والا ہے' ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم چل رہی ہے' ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہے' صحرا سے' آسمان سے' بلبل کے چہچہانے سے' غنچوں کے مسکرانے سے غرض ہر طرف سے یہ صدا آ رہی ہے کہ آج نبیؐ آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے"۔

marfat.com

علامہ راشد الخیری

"رات کا دورہ ختم ہو چکا۔ آسمان نے کروٹ بدلی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ریگستان عرب کو سرد کر دیا۔ طائران خوش الحان یتیم عبداللہؓ کی تشریف آوری کا مژدہ چہک چہک کر گانے لگے۔ صبح صادق نے رات کی سیاہی دور کی اور نور کی چادر ہر سمت پھیلا دی۔ روشنی اندھیرے پر غالب آئی' صبا اٹھکیلیوں میں مصروف ہوئی اور سرسبز درختوں کی ہری بھری شاخیں فرط مسرت سے جھوم جھوم کر آپس میں گلے ملنے لگیں۔ آمنہؓ کے لال (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر زمینی کائنات نثار ہونے کو آگے بڑھی۔ نسیم نے ہزار جان سے قربان ہو کر بساط ارضی کو چوما۔ ہوا نے اس مقدس نام کی تسبیح پڑھی۔ خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی اور ملک کا چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ اس مسرت میں لہلہاتی ہوئی کونپلوں کے ہم آہنگ ہوا۔ آسمان عرب نے عبدالمطلبؓ کے گھردار ابن یوسف کے درو دیوار پر روشنی کی بارش کی۔ چمکدار تارے عبداللہؓ کے لخت جگر پر قربان ہوئے اور مخلوق فلکی نے شادمانی کا غلغلہ بلند کیا۔ ہوا معطر ہوئی اور آسمان و زمین مبارکبادوں کے نعروں میں سرگرم ہوئے"۔

marfat.com

محمد رضا الدین صدیقی

"انسانیت جہالت و بداعمالیوں کے حصار میں مقید تھی' عرفان و آگہی کے تمام راستے شیطنت و گمراہی کے دبیز اندھیروں کی لپیٹ میں تھے کہ فاران کی وادیوں سے اک مہرِ تاب طلوع ہوا۔ اس آفتاب رشد و ہدایت کی روشن و تاباں کرنیں ظلمتوں کا جگر چاک کرتی ہوئی چار سو پھیل گئیں۔ حقیقت کا روئے دلنواز بے نقاب ہوگیا۔ ایصال الی المطلوب کے سارے دریچے کھل گئے اور منزل جاناں کے متلاشی حریم ناز میں باریاب ہونے لگے--- یہ کتنی بڑی سعادت تھی' کتنی بڑی نعمت تھی' اتنی بڑی کہ خود خالق کائنات کس انداز میں اس کی اہمیت کا احساس دلا رہے ہیں:

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمتہ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین" (الجمعہ)

وہی اللہ ہے جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب و حکمت اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (ضیاء القرآن)"

marfat.com

ریاض حسین چودھری

"یہ کون آیا ہے کہ محراب یقیں میں کہکشاؤں کے جھرمٹ ہجوم کرنے لگے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ نسل آدم کے مقدس پر مسلط بانجھ موسموں کے سلگتے ہوئے بدن' انگڑائیاں لے کر بیدار ہونے لگے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ سلگتی ہوئی فضائیں شاداب ساعتوں اور مخمور لمحوں سے ہمکنار ہونے لگی ہیں' یہ کون آیا ہے کہ شرف انسانی کی مٹتی ہوئی قدریں پھر سے بحال ہو رہی ہیں' یہ کون آیا کہ حرم حق کے پرچم چاروں طرف لہرا رہے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ شمیم سحر' امن اور سلامی کا مژدہ لیے کلیوں کے گھونگھٹ الٹ رہی ہے' یہ کون آیا ہے کہ حوا کی بیٹی کے برہنہ سر پر چادر رحمت ڈال دی گئی ہے' یہ کون آیا ہے کہ کائنات رنگ و بو میں روشنی کی ہر کرن' وجد میں آگئی ہے' یہ کون آیا ہے کہ روح کائنات جھومنے لگی ہے' یہ کون آیا ہے کہ فصیل قصر شاہی پر عظمت جمہور کے پرچم کھل رہے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ چاردانگ عالم میں غلبہ حق کا اعلان ہونے لگا ہے' یہ کون آیا ہے کہ آتش کدوں کی آگ بجھ گئی ہے' یہ کون آیا ہے کہ باطل کے ایوانوں پر لرزہ طاری ہے' یہ کون آیا ہے کہ ابلیسیت کے گھر میں صف ماتم بچھی ہے' یہ کون آیا ہے کہ انسان کی "خدائی" کے خاتمے کی نوید سنائی جا رہی ہے' یہ کون آیا ہے کہ رنگ و نسل کے بت پاش پاش ہوگئے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ جبر کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے غلاموں کی دنیا میں آزادی کا سورج طلوع ہو رہا ہے' یہ کون آیا ہے کہ سسکتی ہوئی انسانیت کے ویران آنگن میں گنگناتی ہوئی خوشبوئیں رقص کرنے لگی ہیں' یہ کون آیا ہے کہ جس کے نقش قدم پر تاریخ کا سفر جاری تھا' جاری ہے اور جاری رہے گا' یہ کون آیا ہے کہ آگہی کا ہر حرف' جس کی گفتار جمیل سے اکتساب شعور کرنے کا پابند ہے' یہ کون آیا ہے کہ شب ستم کی تاریکیاں اپنا رخت سفر باندھنے لگی ہیں' یہ کون آیا ہے کہ بت پرستی کی ہر شکل کی تکذیب کے لیے سامان عبرت فراہم ہونے لگا ہے' یہ کون آیا ہے

marfat.com

کہ جس کے آنے سے زمین پر عدل کا نفاذ ہوگا' یہ کون آیا ہے کہ مقتلوں میں دھول اڑنے لگی ہے اور خون انسانی کی حرمت کو' کعبے کی حرمت سے زیادہ قرار دیا جا رہا ہے' یہ کون آیا ہے کہ ہر بریدہ شاخ مسکرانے لگی ہے' یہ کون آیا ہے کہ دامان سحر میں گلشن مہکنے لگے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ پیاسی زمینوں اور بنجر ساعتوں پر' ابر کرم کی رم جھم ہونے لگی ہے' یہ کون آیا ہے کہ ہوائے مشکبار مشام جان کو معطر کرنے لگی ہے' یہ کون آیا ہے کہ جس کا اسم گرامی کائنات کی ہر چیز کی زبان پر رواں ہے' یہ کون آیا ہے کہ جس پر خالق کائنات اور اس کے ملائیکہ بھی درود بھیجتے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ قرآن جس کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دے رہا ہے' یہ کون آیا ہے کہ جس کے سر اقدس پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا ہے' یہ کون آیا ہے کہ عرش سے فرش تک نور کی چادر تان دی گئی ہے' یہ کون آیا ہے کہ نسل آدم کے بخت خفتہ پر پڑے نامرادی کے قفل' ایک ایک کر کے ٹوٹنے لگے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ تشکیک و الحاد کی وادیوں میں توحید باری اور خالق یکتا و تنہا کا ڈنکا بجنے لگا ہے' یہ کون آیا ہے کہ تاریخ بشر' صدق و صفا' فقر و غنا' جود و سخا اور لطف و عطا کی شگفتہ کلیوں سے' مہک رہی ہے' یہ کون آیا ہے کہ تمدن کی جبیں پر چاندنی کی نرم کرنیں نئے دن کا نیا عہد نامہ تحریر کر رہی ہیں' یہ کون آیا ہے کہ جس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ' حکم خدا ٹھہرا ہے' یہ کون آیا ہے کہ تپتے ہوئے ریگ زاروں اور سلگتے ہوئے صحراؤں سے آب خنک کے چشمے پھوٹ نکلے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ شرک و جاہلیت کے تمام فلسفے باطل قرار دیے گئے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ ابر نور و نکہت ہر بستی اور ہر قریے پر کھل کر برسا ہے' یہ کون آیا ہے کہ آئینہ خانوں میں بکھرے ہوئے عکس اور ٹوٹے ہوئے وجود اپنی اکائی کو تحفظ کی ردا میں لپٹا ہوا دیکھ رہے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ کارخانہ قدرت میں روشنیاں' عمل کی صورت میں تجسیم ہونے لگی ہیں' یہ کون آیا ہے کہ فرعونیت اور قارونیت کو کہیں جائے پناہ نہیں مل رہی' یہ کون آیا ہے کہ تاریک خطوں میں دھنک کے ساتوں رنگ بکھرنے اور مچلنے لگے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ ابر شفاعت جس

marfat.com

کے ہمرکاب ہے' یہ کون آیا ہے کہ بنجر سوچوں والے قلمرو انسان بھی اضطراب سے آشنا ہونے لگے ہیں' یہ کون آیا ہے کہ جس کے فیض کا چشمہ قیامت تک جاری رہے گا' یہ کون آیا ہے کہ جو مرکز عشق ہے' یہ کون آیا ہے کہ بعد حشر بھی جس کی رسالت کا پھریرا اڑتا رہے گا' یہ کون آیا ہے کہ جس کے ذکر جمیل پر معبد جاں میں' ریشمیں موسم اترنے لگے ہیں اور یہ کون آیا ہے جس کا ہر نقش پا خورشید محبت بن کر افق دیدہ و دل پر طلوع ہو رہا ہے اور طلوع کا یہ منظر قیامت تک ہر لمحے اور ہر ساعت کے مقدر کو جگمگاتا رہے گا"۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

marfat.com

ابو نعیم محمد رحمت اللہ نوری

"آمد آمد ہے کس کی؟
شہ لولاک کی' صاحب قاب قوسین کی' دارین کے تاجدار کی۔
چمنستان عالم میں بہت سی بہاریں آئیں لیکن جو بہار آج آنے والی ہے' جو غنچے آج چٹکنے والے ہیں' جو پھول آج کھلنے والے ہیں' نہ ایسی بہار اس چمن میں آئی' نہ ایسے غنچے اس چمنستان میں چٹکے اور نہ ایسے پھول کبھی کھلے اور کیوں نہ کھلیں کہ چمن کا والی' بوستاں کا مالی تو اب آ رہا ہے۔

ازل سے غنچوں کی چٹک اور پھولوں کی مہک اسی کی تو منتظر تھی۔ پھول اسی کے انتظار میں تو اپنی نکہت بیزیوں اور شگفتگیوں کو دامن میں لیے بیٹھے تھے۔ آج ان کا انتظار ختم ہونے والا ہے۔ آج انہیں موقع ملا ہے کہ وہ اپنی تمام شگفتگیوں اور پوری دلربایوں سمیت آمنہ کے لالؐ کا خیر مقدم کریں۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئیں اور صد لاکھ بہاریں اور صد لاکھ شگفتگیاں ان کے قدموں پر نثار ہوں۔

اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد و بارک وسلم

بستان دہر کی ہر روش اور ہر خیاباں سنوری ہوئی ہے۔ ہر شگوفہ عطر میں بسا ہوا ہے' سمن و یاسمین' لالہ و نرگس' سنبل و ریحاں' بنفشہ و گل' سب آراستگی و محویت کے عالم میں ہیں۔ سرو صف بندی میں مصروف ہیں' صنوبر پر قمریاں حق ہو کے نعرے لگا رہی ہیں۔ گلزار میں بلبلیں' باغوں میں کوئل' جنگلوں میں مور' درختوں پر طیور' دریاؤں میں مچھلیاں' فضا میں جگنو' آسمان میں تارے' سماوات میں ملائک سب جوش میں ہیں۔ سب کے سینے خوشیوں میں لبریز ہیں۔ سب پر ایک کیف طاری ہے' سب کے قلوب میں ایک امنگ ہے اور سب کے سینوں میں شوق اور امان کی بستیاں آباد ہیں کہ محمد پیارا' اللہ کا دلارا' یتیموں کا سہارا' بے چاروں کا چارا' ہر آنکھ کا تارا' کلیجے کی ٹھنڈک اور دلوں کا چین بن کر آ رہا ہے۔

بہاریں اپنی آرائشوں' نسیم اپنی نکہتوں' چمن اپنی نزہتوں کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ شب ماہ کی نورانی چادریں ہر طرف بچھی ہوئی ہیں۔ چاند اپنی چاندنی

marfat.com

بکھیرے ہوئے ہیں۔ فضا نور و سکون سے لبریز ہے۔ خنک ہوا کے جھونکے مرحبا کہتے ہوئے ادھر ادھر گلگشت میں مصروف ہیں۔ کائنات کا ذرہ ذرہ بزم عالم کی تزئین میں لگا ہوا ہے کہ آج خدا کا محبوب آ رہا ہے۔ خدا کا شہکار' مدثر کا دوشالا اوڑھے آ رہا ہے۔ دعائے خلیل و نوید مسیحا بن کے آ رہا ہے۔ عبدالمطلب کا پوتا' عبداللہ کا در یتیم اور زمانے کا آقا آ رہا ہے۔

وہ مصلح اعظم آ رہا ہے۔ اس ختمی ماب کی آمد آمد ہے' جو نیکی کی اجڑی ہوئی بستیاں آباد کرے گا۔ صاحب تسنیم و کوثر آ رہا ہے' جو اس دنیا میں جرعہ کشان آرزو کو جرعہ عیش اور آخرت میں جام طہور پلائے گا' جو انسانوں اور ایمان و عمل کے مکارم سے آراستہ ہونے والوں کو **لھم فی الدنیا حسنتہ و فی الاخرۃ حسنتہ** کا مصداق بنا کر دنیا میں جنت اور جنت میں خلد نعیم کی عیش کرائے گا۔

عروس کائنات کی مانگ موتیوں سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے جسم اطہر پر چاندنی کا نورانی لباس ہے۔ زمردیں دشت' لہلہاتے سبزہ زاروں کی شکل میں حد نگاہ تک بچھے ہوئے ہیں۔ **من کل امر سلام** کی **سیجیں** بچھی ہوئی ہیں۔ درودوں کی شہنائیاں بج رہی ہیں **جاء الحق و زھق الباطل** کے زمزمے بلند ہو رہے ہیں۔ **و نفخت فیہ روحی** کے گلاب چھڑکے جا رہے ہیں۔ محبوب کی آمد آمد ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد آمد ہے۔

جس روز سعید کا انتظار ازل کو تھا' جس روز عید کی' ارواح انبیاء منتظر تھیں' جس طلوع سحر کا انتظار صد ہزار سال سے ہو رہا تھا' جس ساعت کے نظارہ کے لیے آفتاب ہزارہا سال سے طلوع و غروب کی منزلیں طے کر رہا تھا' جس بہار کا انتظار بوستان عالم ایک مدت سے کر رہا تھا' وہ روز سعید' وہ بہار' بارہ ربیع الاول کو آئی' بڑی آن بان شان سے آئی"۔

marfat.com

منشی رگوناتھ راؤ درد

"ڈراؤنی اور خوفناک راتوں میں وحشی درندوں کی دل ہلانے والی آوازیں سن کر کلیجہ کانپ جاتا تھا۔ آندھی اور اس کے ساتھ طوفان تو خیر قدرتی طور پر آتے جاتے تھے' اس پر کبھی کبھی خونخوار جنگ یا چھوٹی سی جھڑپ دیکھنے سے آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا تھا۔ عورت' اس کا دل ہے کتنا لیکن اپنی جان پر کھیلنے والی ہستی کے لیے اس سے بھی زیادہ خوفناک اسباب پیدا ہو جائیں تب بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتی' مگر اس عورت کے پاس ایک امانت تھی۔ جس کے لیے اس نے جنگل کی خاک چھانتے پھرنے کا عہد کیا تھا۔ کیونکہ اس امانت کے لیے چاروں طرف چور' اچکے' ڈاکو' اٹھائی گیرے داؤ پیچ لڑا رہے تھے۔ چاہتے اور کوشش کرتے تھے کہ کسی طرح مظلوم عورت کا لال پاش پاش کر دیں تاکہ اس کی ہستی دنیا والوں کے لیے خواب ہو جائے۔

ایسے خطرناک دشمنوں میں گھر کر بھی دکھیا ماں نے اپنے جگر کے ٹکڑے کو کس ناز سے پالا پوسا تھا' بتلانے کی ضرورت نہیں۔ چٹیل میدان' ہمدم نہ ساتھی' صرف ماں اور بچہ۔

قربان جایئے اس قدرت کے' ایک آسمانی طاقت شامل حال تھی جو دوپہر کی چمکنے والی دھوپ میں' سورج کی شکل میں چاندنی راتوں میں بدر بن کر اور اندھیری سنسان راتوں میں جھلملانے والے ستاروں میں نظر آتی تھی۔

بچہ بے فکر' رنج و غم سے آزاد' آنے والی بلاؤں سے بے خبر' ماں کی گود میں بیٹھا ہوا انگوٹھا چوستا تھا۔ اس کو جھولنے کے لیے گہوارہ نہیں تھا' اوڑھنے کے لیے نرم اور گرم کپڑے نہیں تھے۔ اس کے رہنے کے لیے کوئی مکان نہیں تھا' لیکن اس کو ماں کی گود میں سب کچھ مل جاتا تھا۔ آغوش مادر سے بڑھ کر کوئی چیز اس کو عزیز نہیں تھی۔

marfat.com

ناشاد ماں جانتی' اچھی طرح جانتی تھی کہ ہم دونوں کی زندگی خطرے میں ہے۔ دنیا میں میرے چاہنے والے بہت ہیں' مگر اس نور نظر کا کوئی روادار نہیں۔ عزیز' اقارب' خویش' بیگانے سب خون کے پیاسے ہیں۔ اس کو اپنے مرنے کا غم نہیں تھا' صرف بچہ کی سلامتی چاہتی تھی۔

دن' دھوپ چھاؤں بن کر غائب ہوتا تھا۔ رات تارے گننے میں ختم ہوتی تھی۔ ماں یاس و حسرت' رنج و غم کے ساتھ بچہ کو کلیجہ سے بھینچ بھینچ کر اشک حسرت بہاتی تھی۔ امید' صرف امید پر زندگی کے دن پورے کر رہی تھی۔

جب یہ ہستی دنیا میں آئی تھی' اس کے ساتھ ایک صدائے غیب بھی--- یہ وہ آواز تھی' جس کے لیے بزدل عورت جنگل کی شیرنی بن کر لق و دق بیابان میں رہنے سہنے لگی تھی۔ صدائے غیب کیا تھی' وہ ایک معمہ تھا جس کا مطلب "ظہور قدرت" تھا۔

مامتا کی ماری کبھی ڈراؤنے خواب دیکھ کر کانپ جاتی تھی' کبھی چپکے چپکے رو دیتی تھی۔ اس کی اس حرکت کو پرند و چرند' کیڑے مکوڑے غور سے دیکھتے تھے۔

صبح کے وقت پرند اپنی خوشنما آواز سے خوبصورت پروں کو پھیلا کر نغمہ سنجی کرتے تھے۔ ظہور قدرت کے گیت جوش مستی میں گاتے تھے۔ میٹھے سروں سے بچے کو لوری دیتے تھے۔

دوپہر میں چرند اپنے بچوں کے ساتھ خوش فعلیاں کر کے ان دونوں کا دل بہلاتے تھے۔ راتوں کو کیڑے مکوڑے اپنی رسیلی بند نہ ہونے والی آواز جنگل میں بسا دیتے تھے۔ یہ تھے تمام قدرت کے کھیل۔ ناشاد ماں ان قدرتی دوستوں کی طرف دھیان نہیں دیتی تھی۔ صرف اس کو اپنے بچے کی دھن تھی۔

آہ! بوڑھی ماں نے دیکھا کہ اس کا ہونہار بچہ دم توڑ رہا ہے۔ اس نظارے نے اس غریب دکھیا کا دل اور بھی توڑ دیا۔ مرنے والے کی بے بسی اور بے کسی سے ضعیفہ دیوانی ہوگئی۔ اس نے کس آفت سے مقابلہ کر کے اس جگر کے ٹکڑے

marfat.com

کو پالا تھا۔ کیا اسی دن کے لیے؟ اس کی آنکھیں مرنے والے کی صورت کو تک رہی تھیں۔ پر حسرت آنکھیں، جو کوئی دم میں بند ہونے والی تھیں۔ سفید ہونٹ جن کی سرخی معدوم ہو چکی تھی، زبان حال سے الوداع کہہ رہے تھے۔ مرنے والا بے ہوش، بے خبر تھا۔ ماں کی بے قراری اور اضطرابی سے اس کو کچھ واسطہ نہیں تھا۔ خواب مرگ کا اثر اس پر اچھی طرح ہو چکا تھا۔

شدت غم سے کپکپاتی آواز میں ضعیفہ چلا اٹھی کہ "ہائے غضب" چھاتی دھڑا دھڑ پیٹ رہی تھی۔ منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ پھر کہنے لگی: "اے میرے کلیجے کی ٹھنڈک! آنکھوں کے نور! تو آج مجھے کس کے سہارے چھوڑ چلا۔ یا اللہ! مجھ دکھیاری پر رحم کر۔ میری ہری بھری کوکھ جلا کر مجھے تاراج نہ کر۔ بچا او میرے خدا! میرے اس نونہال کو بچا۔ تیری خدائی کے صدقے، اگر تو چاہتا ہے تو مجھے اٹھا لے، لیکن میرا لال مجھے بخش دے"۔ اتنا کہا اور وہ بے بس ہو گئی۔

یہ وہ دردناک آواز تھی، جو سچے دل سے نکل کر آسمان تک جا پہنچی، ہوا میں گونجنے لگی۔ درخت خاموش ہو گئے، آفتاب ڈر کر بادلوں کے پیچھے چھپ گیا، آندھی اور طوفان سرگوشیاں کرنے لگے۔ آسمان پر خوفناک شور ہوا، بجلی چمکنے لگی، بادل گرجنے لگے، یکایک زمین تھرتھرانے لگی۔

مرنے والا مریض کسی قدر چونکا۔ بیہوش ماں کو پکارا اور مایوسی سے آہ بھر کر خاموش ہو گیا۔ بوڑھی ماں بیہوش تھی مگر اس کو محسوس ہونے لگا کہ وہ جاگ رہی ہے۔ مریض پر بھی غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ دنیا میں سیاہی پھیل گئی۔ ضعیفہ نے دیکھا، اچانک مریض کے اطراف ایک روشنی نمودار ہو گئی۔ "یہ کیا ہے؟" اس کا دھڑکنے والا دل اندر سے کہنے لگا۔ "ظہور قدرت" کی علامت۔

روشنی بتدریج بڑھتی گئی۔ ایک حلقہ مریض کے اطراف ہو گیا۔ ضعیفہ کی دھندلی آنکھیں اس چمکنے والے نور کی تاب نہ لا کر بند ہونے لگیں۔ تاہم وہ دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

marfat.com

اب مریض بھلا چنگا تھا۔ اس کا وہی مردانہ حسن تھا' چہرے پر شباب کی تازگی اور سرخی تھی۔ سفید ہونٹوں میں سرخی آ گئی تھی۔ الوداع کہنے والی آنکھیں مسرت سے چمک رہی تھیں۔ صحت اور اس کے ساتھ طاقت' جسم میں خون کی گردش نے ثابت کر دکھایا کہ نقاہت اور کمزوری کافور ہوگئی۔

نوجوان مریض نے اس نور کو دیکھا اور اپنی حالت کو اچھی طرح محسوس کرنے لگا۔ اس کو یقین ہوگیا کہ اب وہ موت کے پنجے سے آزاد ہے' جاں بخش نور پر نگاہ دوڑا کر کہا "ماں' ماں یہ خواب تو نہیں ہے"۔

ضعیفہ یہ سب دیکھ رہی تھی۔ کہنے لگی: "نہیں' یہ خواب نہیں' "ظہور قدرت" ہے"۔

مریض: "یہ کیا اس صدائے غیب کی تعبیر ہے' جو میرے دنیا میں آنے کے چند روز بعد تمہیں سنائی دی تھی"۔

ضعیفہ "ہاں' ہاں!"

اٹھ کر آسمان کی طرف دیکھنے لگی اور کہا: "یارب! تونے میری سن لی اور میرا چاند جی اٹھا۔ اس مرنے والے کو زندگی بخشنے والے داتا! تیری کریمی پر میں واری"۔

کسی قدر روشنی مدھم ہونے لگی۔ ضعیفہ ڈر گئی کہ پھر کہیں اس کا بچہ مرض میں مبتلا نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ وہ تمام روشنی معدوم ہوگئی۔ پھر وہی تاریکی اور وہی سنسان رات' مگر مریض اب مریض نہیں تھا' صحت یاب نوجوان تھا۔ اس کے ہاتھ' پاؤں' بازو مضبوط تھے۔ موت پر اس کو اچھی طرح فتح حاصل ہوگئی تھی۔

نوجوان کو بستر مرگ کے واقعات یاد تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ ابھی دنیا میں "ظہور قدرت" کا اعلان کر دے لیکن بوڑھی ماں منع کرتی تھی۔

ماں بیٹے کے ساتھ شکریہ کے لیے سجدے میں گر گئی۔ حضور قلب سے

marfat.com

شکریے کے الفاظ کہہ چکنے کے بعد پھر اس نے کہا: "مرنے والے کو جلانے والے! میں چاہتی ہوں کہ تو میرے اس بچے کو لافانی زندگی عطا کر اور ہر بلا سے محفوظ رکھ۔ میری دعا صرف یہی ہے"۔

سجدے سے سر اٹھا کر دیکھا' ایک عجیب و غریب مخلوق سامنے کھڑی ہے۔ نوجوان بے اختیار چلایا: "آہا! فرشتہ"۔ فرشتے کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس نے بڑھیا اور نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا: "سنو! میں خدا تعالیٰ کے پاس سے اس لیے آیا ہوں کہ "ظہور قدرت" کے متعلق تم کو خوشخبری سناؤں کہ وقت بالکل قریب آ رہا ہے"۔ ضعیفہ نے مسرت سے پوچھا: "اس کے سوا کچھ اور بھی کہو گے؟"۔

فرشتہ: "ہاں ضرور! تجھے اور تیرے نور نظر کو لافانی زندگی عطا کی گئی ہے"۔

ضعیفہ نے فرشتے کا ہاتھ چوم لیا اور کہا: "میرے بچے کے ساتھ مجھے بھی زندگی عطا کی گئی ہے"۔

فرشتہ: "بے شک! لیکن اس لافانی زندگی کے لیے بے حد قربانیوں کی ضرورت ہے۔ تو نہیں جانتی کہ دنیا میں آج کل فریب و دغا کا بازار گرم ہے۔ بدی کی طرف لوگ رجوع ہو رہے ہیں۔ شرک اور کفر کو اپنے گھروں میں پال رہے ہیں۔ ایسی صورت میں تم دونوں لافانی زندگی کے مالک ہو جاؤ۔ بے کھٹکے نیکی کی تلقین کرو' لوگوں کو سچائی کے دسترخوان پر جمع ہونے کی دعوت دو۔ لوگ تمہاری کوشش سے برہم ہو جائیں گے' تم کو مارنے کے لیے چاروں طرف سے دوڑیں گے' تم ہر حالت میں محفوظ رہو گے' لیکن خون میں لت پت ہو جاؤ گے۔ قریب میں ایک اور مقدس وجود سے دنیا کی تاریکی دور ہوگی۔ آخرکار سچائی کی فتح ہوگی' جھوٹ اور مکر کا بازار سرد پڑ جائے گا۔ لوگ اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع ہو جائیں گے۔ جو لوگ سچائی اور حق کے لیے جان دیں گے' ان کو شہادت کا درجہ مل جائے گا"۔

marfat.com

یہ تقریر سن کر پھر ایک بار دونوں نے فرشتے کے ہاتھ چومے۔ بعد ازاں فرشتے نے نہایت تعظیم کے ساتھ کہا کہ وہ وقت دور نہیں "ظہور قدرت" کا تماشا دیکھو گے۔ یہ کہہ کر وہ آسمانی مخلوق اپنے پروں کو جنبش دینے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں کچھ نہ تھا۔ وہی جنگل' وہی وحشت' لیکن ماں بیٹے دونوں وفور مسرت سے جھوم رہے تھے۔

29 اگست' 570 ق م 12 ربیع الاول کو مکہ شریف میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی۔ مکہ معظمہ میں ایک نئی مسرت نمایاں ہو رہی تھی۔ اس روز قبیلہ قریش میں ایک "در یتیم" کا ظہور ہوا تھا۔ فرشتے آسمان سے وحدانیت کے نغمے گاتے ہوئے زمین پر اتر رہے تھے۔ ہر ایک دل میں مسرت کا دریا لہریں لے رہا تھا۔ مجرموں کا دل دھڑک رہا تھا۔ خاندان قریش کا "در یتیم" ہر آنے جانے والے کو نظر غور سے دیکھ رہا تھا۔

فرشتے وہاں موجود تھے' لیکن لوگوں کی نظروں سے پنہاں' بار بار اس کی نگاہیں دروازے تک جا کر واپس آ رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس کی آنکھیں کسی کو ڈھونڈ رہی ہیں۔

ماں اپنے مرحوم شوہر کی یاد سے مغموم تھی لیکن اس موہنی صورت کو دیکھتے ہی اس کے دل کی کلی شگفتہ ہو جاتی تھی۔

دوپہر کا وقت تھا۔ سب لوگ سوگئے تھے۔ صرف فرشتے اس "در یتیم" کے محافظ تھے۔ ضعیفہ اور اس کے ساتھ ایک نوجوان دونوں نے آ کر فرشتوں سے کہا کہ ہم اس مقدس ہستی کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔

فرشتوں نے ضعیفہ اور اس کے نوجوان بیٹے کو "در یتیم" کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ ضعیفہ نے جونہی اس مقدس ہستی کو دیکھا' ادب سے سر جھکا کر اس بچے کے قدم چومے اور ننھے ننھے ہاتھوں کو بار بار چومنے لگی۔ نوجوان اس قابل عظمت صورت کو دیکھ کر کسی قدر مخوف ہونے لگا۔

marfat.com

ایک فرشتے نے اس کے کان میں کہا: "تو کیوں ڈرتا ہے؟ جا اور اس ظہور قدرت سے اپنی لافانی زندگی کو نثار کر"۔ وہ نوجوان گیا۔ اس دریتیم کے قدم چومنے کی کوشش کرنے لگا لیکن بچہ مچل کر ہنس دیا۔ جلدی سے اس نوجوان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ضعیفہ کی طرف دیکھنے لگا۔

ضعیفہ نوجوان بن گئی اور وہ نوجوان بھی ایک خوبصورت بچہ بن کر دریتیم کے قدموں تلے بیٹھ گیا۔ فرشتے حیران تھے' ایک دوسرے کے منہ کو تک رہے تھے۔

ہاتف غیبی نے صدا دی: "اے فرشتو! یہ عورت سرزمین عرب ہے اور یہ اس کا ہونہار بچہ اسلام ہے"۔

اچانک ایک روشنی نمودار ہوئی۔ اس کے بعد اور ایک فرشتہ دکھائی دیا اور پھر ان دونوں کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا: "ظہور قدرت" جس کے تم متمنی تھے' تمہاری قسمت کا فیصلہ جس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے' وہ "محمدؐ" یہی ہیں"۔

یہ مبارک الفاظ ختم ہوتے ہی فرشتے وحدانیت کے نغمے سنانے لگے۔ زمین پر آسمان سے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ اس وقت عرب اور اسلام محمدؐ کے ہاتھوں کو چوم رہے تھے"۔

marfat.com

سید زاہد حسین رضوی

"چمنستان عالم میں ہر طرف باد سموم کے جھونکے مصروف تباہی تھے۔ ریگزار عرب کے ذرے قتل و غارت گری کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے جھلس رہے تھے۔ پوری کائنات انسانی پر جبرو جور کا اندھیرا مسلط تھا۔ انسانی دنیا میں درندگی و بہیمیت پھیلی ہوئی تھی۔ کہیں فتنہ و فساد کی قہرناکیاں تھیں اور کہیں حرمان و نامرادی کی چیخیں سنائی دیتی تھیں۔ انسان بھیڑیوں اور درندوں کی زندگی بسر کرتے اور وحوش و بہائم کی طرح رہتے تھے۔ عصیان و سرگشتگی کی آندھیوں نے ہر سمت بربادیاں پھیلا رکھی تھیں۔ جن گردنوں کو آقائے حقیقی کے سامنے جھکنا چاہیے تھا' وہ خود تراشیدہ بتوں کے سامنے خم ہو رہی تھیں۔ ہر طرف فتنہ باریاں تھیں اور ہر سو قیامت خیزیاں۔ خیال بھی نہ ہوتا تھا' تصور بھی قائم نہ ہوتا تھا کہ کبھی بزم عالم سجائی بھی گئی تھی۔ چرخ نادرہ کار کی کسی گردش نے کبھی اس کرہ ارض کو بھی نوازا تھا اور چمنستان دہر میں بھی کسی دن' روح پرور بہاریں کھیلی تھیں--- کہ یکایک غیرت حق نے کروٹ لی' رحمت الٰہی کے بحر بیکراں میں بندہ نوازیوں کی موجیں بلند ہونی شروع ہوئیں' بندوں کی ضلالت و نامرادی کی طرف معبود کا گوشہ چشم و کرم مبذول ہوا--- چمنستان سعادت میں بہاریں کھلنے لگیں اور پر تو قدس سے اخلاق انسانی کا آئینہ چمک اٹھا یعنی وہ تاریخ آگئی جس کے انتظار میں آفتاب عالم تاب نے مدت ہائے دراز تک لیل و نہار کی کروٹیں بدلی تھیں' وہ صبح جاں نواز طلوع ہوئی جس کے شوق انتظار میں سیارگان فلک چشم براہ تھے۔ شہنشاہ کونین' تاجدار عرفاں' فرمانروائے کائنات' شاہ عرب' سلطان عجم' صلب عبداللہؓ اور پہلوئے آمنہؓ سے پیدا ہوئے۔ ربیع الاول کی 12 تاریخ تھی کہ ولادت نبویؐ کا نور ایک پردہ ضیا بن کر تمام عالم امکاں پر پھیل گیا"۔

marfat.com

سید سلیمان ندوی

"خوشخبری ہو کہ اس ماہ ربیع الاول کا چاند طلوع ہوا جو اسلام کی بہار کا مہینہ ہے۔ وہ مہینہ جس میں ہدایت کی صبح نمودار ہوئی اور نیکی کے چشمے نکلے، وہ مہینہ جس میں وہ شخص ظاہر ہوا جو عرب کو تاریکی سے روشنی میں، جہالت سے علم میں، وحشت سے تہذیب، کفر سے توحید، ذلت و پستی سے عزت و فضائل کی طرف لایا۔ پس اس وقت مذہبا سب سے بڑی قوم کے نزدیک سب سے بڑا مہینہ ہے اور مذہب خدا کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

وہ مہینہ ہے جس کے لیے ہم پر واجب ہے کہ اس کا مسرت، تبسم، خوشی کے ساتھ استقبال کریں کیونکہ اس مہینے میں جب کہ قریب تھا کہ اس کا چاند ماہ کامل ہو جائے تو زمین و آسمان کا بدل کامل طلوع ہوا اور زمین و آسمان خدا کے نور سے چمک اٹھے.... ہم پر واجب ہے کہ ہم اس مہینے کے لیے خوشی کریں جس میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور ان کی وہ روشنی چمکی جو کبھی چھپنے والی نہیں ہے، جب تک آسمان و زمین ہیں۔ جس سے کفر کے بادل چھٹ گئے، شرک کی تاریکیاں مٹ گئیں، بت پرستی معدوم ہوگئی اور زمین کے ٹیلوں پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

یہ وہ مہینہ ہے جو ہماری قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے۔ خدا اس بندے پر اپنی رحمت نازل کرے جس نے اس مہینے کو ولادت نبوی کی یادگار اور جشن میلاد کا زمانہ بنایا"۔

marfat.com

علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ

"جب سورج کی روشنی ذرہ پر پڑتی ہے تو وہ چمکنے لگتا ہے لیکن اس کی چمک کو دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ سورج بھی اتنا ہی روشن ہے' جتنا یہ ذرہ۔ یہ تحریر حضورؐ کی خوبیاں اتنی ہی دکھلائے گی' جتنی ذرہ سورج کی روشنی کو دکھلایا کرتا ہے---- بہار کا موسم تھا' صبح صادق کی روشنی پھیل چکی تھی' سورج ابھی نہیں نکلا تھا کہ ماہ ربیع الاول کی 9 تاریخ کو سرور کائناتؐ پیدا ہوئے۔ دن دوشنبہ کا تھا' حضورؐ کے باپ کا نام عبداللہ ہے' عبودیت حضورؐ کے خون میں شامل تھی۔ حضورؐ کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ خاتون ہے۔ امن کے شکم میں حضورؐ نے پرورش پائی۔ حضور کی دایہ کا نام حلیمہ ہے۔ حلم اور بردباری کا دودھ حضورؐ نے پیا---- آفتاب کی سفید و صاف روشنی کائنات میں نور و حرارت پیدا کرنے والی ہے۔ علماء نے اس روشنی میں سات مستقل رنگ معلوم کیے ہیں اور جب ان ساتوں نے بحکم وحدت بیضا و نقیہ بن کر عالم افروزی کی' تب اس کا نام ضیائے آفتاب ہوا۔ قرآن مجید نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "سراج منیر" کہا ہے اور یہ بتلا دیا کہ حضورؐ کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک و دور کا باصرہ افروز و بصیرت افزاء ہے"۔

marfat.com

سوامی لکشمن پرشاد

"۔۔۔۔۔ آخر وہ روز سعید اور مبارک گھڑی آ پہنچی، جس کے انتظار میں زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ بے تاب تھا۔ بہار ابھی کم سن تھی۔ باغ و راغ کے اندر قافلہ گل آ پہنچا۔ حد نظر تک زمین کا دامن پھولوں سے پٹا پڑا تھا، نسیم خوشبو سے مہکی ہوئی تھی کہ حضرت عبداللہ کے کاشانہ میں وہ مہتاب طلوع ہوگیا جس کی ضیا پاشیوں سے شب دیجور کی تاریکیاں اس طرح کافور ہو گئیں جس طرح اس کی علمی نور افشانیوں سے آگے چل کر، جہالت کی تاریکیاں دور ہو جانے والی تھیں"۔

marfat.com

شبلی نعمانی

"چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آ چکی ہیں' چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سرو ساماں سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے' چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا وقدر کی بزم آرائیاں' عناصر کی جدت طرازیاں' ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں' ابر و باد کی تروستیان' عالم قدس کے انفاس پاک' توحید ابراہیمؑ' جمال یوسفؑ' معجز طرازی موسیٰؑ' جان نوازی مسیحؑ سب اسی لیے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں اور شاہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی صبح جان نواز' وہی ساعت ہمایوں' وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے 14 کنگرے گر گئے' آتش کدۂ فارس بجھ گیا' دریائے سادہ خشک ہوگیا لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں' بلکہ شان عجم' شوکت روم' اوج چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر' آتش کدۂ کفر' آذر کدۂ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی' بتکدے خاک میں مل گئے' شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا' نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا' چمنستان سعادت میں بہار آ گئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں' اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا۔

یعنی یتیم عبداللہ' جگر گوشہ آمنہ' شاہ حرم' حکمران عرب' فرمانروائے عالم' شہنشاہ کونین۔

marfat.com

شمسہ نہ مسند ہفت اختران ختم رسل خاتم پیغمبران
احمدؐ مرسل کہ خرد خاک اوست ہر دو جہان بستہ فتراک اوست
امی و گویا بہ زبان فصیح از الف آدمؑ و میم مسیحؑ
رسم ترنج است کہ در روزگار پیش دہد میوہ پس آرد بہار

عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے' عزت و اجلال ہوا۔ اللھم صل علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم"

marfat.com

آغا شورش کاشمیریؒ

"سلام پہنچے' آمنہ کے اس لالؐ کو' جس نے ہمیں اپنی رحمتہ للعالمینی میں پناہ دی' ہمارے بازوؤں کو کشور کشائی کی طاقت بخشی' ہمارے دلوں کو اپنی خندہ جبینی سے آفتاب و ماہتاب کی طرح جگمگایا' ہمیں ایمان کی لافانی دولت سے مالا مال کیا۔ جس پر قرآن کریم ایسی لازوال کتاب نازل ہوئی۔ جو مسکرایا تو چمنستان کونین کے پھولوں نے ہنسنا سیکھا۔ جو اٹھا تو پہاڑوں نے سربلندی پائی۔ جس کے خرام ناز سے صبا نے ٹہلنا سیکھا' جس نے کائنات کو نورانی کیا--- جو نور میں سب سے پہلے--- اور--- ظہور میں سب سے آخر تھا--- جس کی توانائیوں نے ہمیں کائنات کی تسخیر پر قادر کیا۔ جس نے عرب کے بدوؤں اور حجاز کے ساربانوں کو شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنا سکھایا۔ جس نے عرب و عجم کی تمیز مٹا ڈالی۔ جس نے انسانوں پر انسانوں کی فوقیت کو ختم کیا اور تقویٰ' دیانت' فراست کو انسانی شرف و مجد کی دلیل ٹھہرایا---!

سلام پہنچے--- اس محسن کائنات کو' جو کائنات کی تخلیق کا باعث ہے' جس کا عشق ہمارا قبلہ مراد اور کعبہ ذوق ہے۔ جو تمام نبیوں میں آخری نبیؐ ہے' جسؐ کی ختم المرسلینی پر ساڑھے تیرہ سو سال میں کئی رہزنوں نے دست درازی کرنا چاہی لیکن وقت کی غیرت نے انہیں نقش آب کی طرح محو کر دیا--- جو بظاہر گنبد خضریٰ میں سو رہا ہے لیکن جس کی چشم نگراں ارض و سما کی وسعتوں اور پہنائیوں سے باخبر ہے--- ہم حقیروں میں اتنی ہمت کہاں کہ حضورؐ کی ثنا کر سکیں۔ یہاں قلم عاجز اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں"۔

marfat.com

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی

"قرآن کریم کی بیشتر آیات اور تفسیری روایات سے یہ صراحتہ" ثابت ہوچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن پاک ہے۔

اور اللہ نے اسی نور کو سب سے پہلے اپنے نور سے بلاواسطہ پیدا فرما کر مخلوقات کی پیدائش کا سبب قرار دیا۔ عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عدم سے وجود میں آنا خلقت محمدی ہے اور اس دار دنیا میں رونق افروز ہونا' ولادت محمدی اور چالیس برس کی عمر میں وحی الٰہی سے مشرف ہو کر داعی الی الحق ہونا' بعثت محمدی ہے۔

جس نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری کائنات سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ وہی نور تمام انبیائے کرام میں انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا۔

اس نور نے آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء علیہ السلام میں انتقال کیا۔ پھر یہ نور حضرت عبدالمناف میں آیا۔ پھر یہ نور آپ کے بیٹے ہاشم میں منتقل ہوا اور یہ نور پھر حضرت عبدالمطلب جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے' ان کو تفویض ہوا اور پھر یہ نور حضرت عبداللہ جو حضرت عبدالمطلب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے' ان کو تفویض ہوا۔

حضرت عبداللہ کی کنیت ابومحمد صلی اللہ علیہ وسلم اور لقب ذبیح ہے۔ باپ کے لاڈلے اور پیارے فرزند تھے۔ ذبیح لقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد حضرت عبدالمطلب نے چاہ زمزم کھودنے کے وقت منت مانی تھی' اگر خدا تعالیٰ مجھے دس بیٹے عطا فرمائے اور وہ میرے سامنے جوان ہوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب ان کے دس بیٹے جوان ہوگئے تو ایک

marfat.com

رات جب کہ وہ خانہ کعبہ کے پاس ہی سو رہے تھے کسی نے خواب میں ان سے کہا کہ اے عبدالمطلب اپنے رب کے لیے جو تم نے منت مانی تھی' اس کو پورا کرو! عبدالمطلب گھبرائے ہوئے اٹھے اور صبح ایک مینڈھا ذبح کر کے فقراء میں تقسیم کر دیا۔ دوسری رات پھر حکم ہوا کہ مینڈھے سے جو بڑی چیز ہے وہ قربان کرو! دوسرے دن ایک بیل ذبح کیا۔ تیسری رات حکم ہوا اس سے اکبر ذبح کرو! کہنے والے سے پوچھا' اونٹ سے بڑی کیا چیز ہے؟ اس نے کہا اپنی اولاد میں سے ایک بیٹا ذبح کرو جس کی تم نے منت مانی تھی!

خواب سے بیدار ہو کر شدید غمگین ہوئے اور اپنی اولاد کو جمع کر کے منت والا واقعہ سنایا اور ایفائے نذر کا عزم ظاہر کر کے ان سے پوچھا' ہر ایک نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ آپ کو اختیار ہے جس کو چاہے قربان کر دیں۔ انہوں نے دسوں کے نام لکھ کر اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں سے جس کی قربانی تجھے منظور ہے' اس کا نام نکال دے اور قرعہ ڈال دیا تو قرعے میں حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا۔

اگرچہ سب لڑکوں سے زیادہ ان کے نزدیک یہی پیارے تھے مگر وہ اس قدرتی فیصلے کے آگے مجبور تھے۔ حضرت عبدالمطلب جب نذر پوری کرنے کے خیال سے عبداللہ کو لے کر چلے تو ننھیال والے مانع ہوئے اور قریش کے سرداروں نے بھی منع کیا اور کہا کہ اگر آپ نے قربانی دے دی تو آئندہ کے لیے یہ ایک رسم بن جائے گی جس کے لیے آپ کی یہ قربانی حجت ہوگی۔ اس لیے اپنے رب سے عذر خواہی کریں اور فلاں کاہنہ جو خیبر کے پاس رہتی ہے' اس سے اس کا حل معلوم کریں۔

اس کے پاس گئے اور سارا واقعہ گوش گزار کیا۔ اس نے پوچھا تم لوگوں میں نفس کا دیت (خون بہا) کیا ہے۔ کہا گیا 10 اونٹ۔ اس نے کہا تم اپنے شہر جا کر دس اونٹوں اور عبداللہ پر قرعہ ڈالو۔ اگر عبداللہ کا نام نکلے تو 10 اونٹ زیادہ کر

marfat.com

دو۔ چنانچہ اسی طرح ہی کیا گیا اور دس دس اونٹ بڑھا کر قرعہ ڈالتے رہے۔ جب اونٹوں کی تعداد سو ہوگئی' قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا۔

لوگوں نے کہا "اے عبدالمطلب اب خدا راضی ہوگیا ہے"۔ فرمایا "خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ جب تک تین مرتبہ اونٹوں کا نام نہ نکلے"۔ چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا۔ نام اونٹوں ہی کا نکلا تو عبدالمطلب نے بیٹے کے فدیے میں سو اونٹ قربانی کر کے اپنی منت پوری کر دی اور ان کو خاص و عام وحوش و طیور کے لیے چھوڑ دیا۔

چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا بن الذبیحین

"میں دو ذبیحوں (حضرت عبداللہ' حضرت اسماعیلؑ) کا بیٹا ہوں"۔

حضرت عبداللہ' نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بہت حسین و جمیل تھے۔ اس واقعہ کے بعد آپ کی قدر و عظمت اور زیادہ ہوگئی۔ حضرت عبدالمطلب کو جوان بیٹے کی شادی کی فکر ہوئی تو آپ عبداللہ کو ہمراہ لے کر بنو زہرہ کے سردار وہب بن عبدالمناف کے پاس پہنچے اور ان سے آپ کی شادی کے متعلق گفتگو کی۔ ان کی لڑکی سیدہ آمنہ جو حسب و نسب صورت و سیرت میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں' ان کا رشتہ عبداللہ کے لیے طلب فرمایا۔ انہوں نے بخوشی منظور فرما لیا اور نکاح ہوگیا۔ نکاح کے پہلے ہفتے ہی سیدہ آمنہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت دار بن گئیں۔

ابھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد عبداللہ قریش کے تاجروں کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام گئے۔ واپسی کے وقت کھجوریں خریدنے کے لیے مدینہ میں آئے۔ وہیں بیمار ہوگئے اور 25 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ آپ کو بغتہ النجری یا مقام ابواء میں دفن کر دیا گیا۔

جب دعائے خلیل اور نوید مسیحا کے مجسم بن کر ظاہر ہونے کا وقت ہوا تو

marfat.com

سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ اس وقت حضرت عبدالمطلب کعبہ میں تھے اور میں گھر میں اکیلی تھی اور مجھ کو درد زہ ہو رہا تھا۔ میں نے ایک ہولناک آواز سنی جس سے میں ڈر گئی اور مجھ پر خوف طاری ہوا۔ اسی وقت ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا بازو میرے سینے پر پھیرا جس کے پھیرتے ہی میرا سب درد اور خوف جاتا رہا۔ پھر میں نے اپنے پاس ایک سفید چیز کا پیالہ بھرا ہوا دیکھا جس کو میں نے دودھ گمان کیا۔ اس وقت مجھے پیاس بھی تھی' میں نے اس کو پی لیا۔

پھر ایک نور سا ظاہر ہوا تو میں نے اپنے پاس چند عورتوں کو پایا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں عبدالمناف کی بیٹیوں کی نسل یعنی بہت حسین و جمیل تھیں۔ انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس شخص نے میرے حال کی خبر دی ہے کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم آسیہ (فرعون کی بی بی) اور مریمؑ (عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ) ہیں اور ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں جو آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔

پیر کا دن تھا' صبح کا وقت' جب آپ پیدا ہوئے' تو آپ کے ساتھ ایک ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اپنے حجرے میں بیٹھے بیٹھے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا اور آنحضرتؐ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں آئی۔ آپ نہایت پاک و صاف' طیب و طاہر تھے اور آپ سے ایسی خوشبو آئی جو پاکیزہ اور معطر تھی اور جس سے پورا گھر معطر ہو گیا اور پیدا ہوتے ہی آپ بے تضرع سجدے میں چلے گئے۔ آپ کی شہادت کی دونوں مبارک انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور باقی سب انگلیاں بند تھیں۔

حضرت آمنہ نے اس وقت بہت سے ملائیکہ کو دیکھا اور بہت سے عجائبات دیکھے۔

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ شب ولادت' میں کعبہ میں تھا۔ قریب

marfat.com

وقت سحر' میں نے دیکھا کہ کعبہ نے مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا اور تکبیر کہی (یعنی سجدہ شکر ادا کیا کہ مجھ کو بتوں سے اور مشرکوں سے پاک کرنے والا آگیا ہے) تمام بت جو کہ کعبہ اور اس کے ارد گرد نصب کیے ہوئے تھے' اوندھے گر گئے۔ ایوان کسریٰ (جو دنیا کی مضبوط ترین عمارتوں میں سے تھا) اس میں زلزلہ پڑ گیا اور اس کے چودہ مینار گر گئے۔ بحیرۂ ساوہ دفعتاً" خشک ہوگیا۔ فارس کا آتش کدہ جو متواتر ایک ہزار سال سے روشن تھا' جس میں مجوسی آگ کی پوجا کرتے تھے' ایک دم بجھ گیا"۔

marfat.com

مولانا محمد صادق حسن صدیقی

"رات گزر چکی تھی' ستارے جھلملا کر آسمان میں ڈوب رہے تھے۔ ضیا بار روشنی بڑھنے لگی تھی' کائنات انگڑائی لے کر بیدار ہو رہی تھی۔ پرکیف روشنی اور فرحت بخش ہوا کے تاثر سے کائنات کا ذرہ ذرہ' پتہ پتہ تروتازہ خشک ہو کر چمک اٹھا تھا۔ ریگ زار کا شبنم سے بھیگا ہوا سفید ریت نہایت پیارا معلوم ہو رہا تھا۔ تمام حجاز سارا عرب ریگ زار ہے۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ ریت کا سمندر لہریں لے رہا ہو' ریگستان ہونے کی وجہ سے عرب کی آب و ہوا خشک ہے' گرم ملک ہونے کی وجہ سے گرمی بھی زیادہ پڑتی ہے۔ باد سموم یعنی زہریلی ہوا ملک عرب ہی میں چلتی ہے' جو انسانوں کو چشم زدن میں مسموم کر کے مار ڈالتی ہے۔ سارے ملک میں اس قدر ریت دریت کے اس قدر فلک نما تودے ہیں کہ میلوں سبزہ کا نشان نظر نہیں آتا' ایک بھی دریا نہیں' ریت کے تودوں کی بھول بھلیاں مسافروں کو اپنے دامنوں میں ایسا چھپا لیتی ہیں کہ پھر ان کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ اگر عرصہ کے بعد پتہ بھی چلتا ہے تو ان کی ہڈیوں کا جو ریت کے نیچے دبی ہوئی اس وقت نمودار ہوتی ہیں' جب باد صرصر ریت کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتی ہیں-- یہی وجہ ہے کہ سیاحان عالم کو اندرون عرب میں جانے کی جرات نہیں ہوتی لیکن یہی ریگ زار جو دن میں دوزخ کا نمونہ ہوتا ہے' رات کو اچھا معلوم ہونے لگتا ہے اور صبح کے وقت اس کی دلفریبی اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

ہمارے ناول کا آغاز 911 یا سنہ نبوت سے ہے۔ اس وقت تمام حجاز سارے عرب میں بتوں اور ستاروں کی پوجا کی جاتی تھی۔ تمام عرب' عرب کا ہر قبیلہ' قبیلہ کا ہر فرد بتوں اور ستاروں کا پرستار تھا لیکن یہ عجیب بات ہے کہ وہ بتوں اور

marfat.com

ستاروں کو پوجتے ہوئے بھی حشر و نشر اور یوم جزا کے قائل تھے' مردوں کو دفن کرتے تھے' قبروں پر اونٹوں کو اس لیے ذبح کرتے تھے کہ ان کا عقیدہ تھا کہ مردہ یوم محشر اس اونٹ پر سوار ہو کر چلے گا۔ وہ توحید کے قائل تھے' کائنات کا پیدا کرنے والا مانتے تھے' بتوں کو بارگاہ رب العزۃ میں شفیع سمجھ کر ان کی پرستش کرتے تھے--- صبح ہو چکی تھی' نسیم سحری چل رہی تھی' آسمان تبسم ریز ہو کر ایسا روشن ہو گیا تھا جیسے کوئی حسین مہ پارہ مسکرانے لگے اور مسکرانے سے اس کے چاند چہرہ پر حسن کی لہریں دوڑ کر اس کے چہرہ کو اس قدر منور کر دیں کہ وہ تنویر حسن بن جائے۔

اس وقت مکہ کے ایک گوشہ سے نہایت ہلکی سریلی آواز پیدا ہوئی' جو بتدریج بڑھنے لگی اور بڑھتے بڑھتے اس قدر بڑھی کہ شہر مکہ کے گلی گلی' کوچہ کوچہ' گھر گھر میں اس کی آواز سنی گئی۔

آج عربوں کا یوم عید تھا۔ وہ بہت سویرے بیدار ہو چکے تھے۔ آواز کو سن سن کر مرد اور بچے بیت الحرام کی طرف دوڑنے لگے۔ مکہ کے گلی کوچوں میں ہلچل شروع ہو گئی اور لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ تیزی سے جاتے نظر آنے لگے۔ سریلی آواز ابھی تک بلند ہو رہی تھی۔ نہایت دلکش آواز تھی' ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی باجہ بج رہا ہے۔

لوگ اطراف شہر سے تیزی کے ساتھ بیت الحرام کی طرف دوڑ رہے تھے۔ زرق برق پوشاکیں پہنے ہوئے تھے' زرتار پٹکے باندھے تھے' پورے عربی لباس میں ملبوس تھے۔

بیت الحرام یعنی خانہ کعبہ ناف شہر میں واقعہ تھا۔ یہی وہ حرم شریف ہے کہ جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی۔ مدتوں تک توحید پرستوں' خدا کے پوجنے والوں کا ملجاء و ماویٰ رہا تھا۔ اب بت پرستوں کے قبضہ میں تھا۔

marfat.com

عرب نہایت سرعت سے دوڑ دوڑ کر آ رہے تھے۔ خانہ کعبہ کے چاروں طرف کھڑے ہوتے چلے جا رہے تھے۔ خانہ کعبہ کی عمارت پتھر اور چونے سے بنائی گئی تھی۔ نہایت مستحکم اور بڑی شاندار تھی۔ ہر چہار طرف متعدد بڑے بڑے اونچے عالیشان دروازے تھے۔ خانہ کعبہ کے نیچے ایک کنواں تھا' کنوئیں کی من پتھر کی اور دہن کسی قدر چھوٹا تھا۔ یہی کنواں دنیا میں زم زم کے نام سے مشہور ہے۔ کنوئیں کی من کے قریب ادھر ادھر بڑے بڑے دو بت تھے۔ ان میں سے ایک بت کسی حسین عورت کا مجسمہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی پری پیکر کھڑی مسکرا رہی ہے۔ اس بت کا نام نائلہ تھا۔ دوسرا بت ایک قوی الجثہ انسان کی شکل تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی پہلوان اپنے حریف کو زیر کر کے کھڑا خوش ہو رہا ہو۔ اس بت کا نام اساف تھا۔ تمام عرب ان ہر دو بتوں کا احترام کرتے تھے' ان کے سامنے آتے ہی سجدہ میں گر پڑتے تھے۔ چنانچہ جو لوگ اس طرح آئے یا آتے رہے' وہ ان دونوں بتوں کو سجدہ کرتے رہے۔ باجا ابھی تک نہایت سریلے انداز سے بج رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کہ حرم شریف کے اندر بج رہا ہو۔ خانہ کعبہ کے تمام دروازے ابھی تک بند تھے۔ وجہ یہ تھی کہ ملک عرب میں عموماً اور مکہ میں خصوصاً قریش کا قبیلہ زور آور تھا۔ ہر قبیلہ قریش سے دبتا اور ان کی فرمانبرداری کو باعث افتخار سمجھتا تھا۔ قبیلہ قریش کے سردار عبدالمطلب تھے۔ ان کا انتقال ہوچکا تھا۔ عبدالمطلب کے دس بیٹے حارث' زبیر' جل' ضرار' مقوم' حمزہ' ابولہب' ابوطالب' عبداللہ' اور عباس تھے۔ ان میں سے صرف حمزہ' ابوطالب' ابولہب' اور عباس زندہ تھے۔ باقی مر چکے تھے۔ قبیلہ قریش نے ابوطالب کو اپنا سردار تسلیم کر لیا تھا۔ عربی قبائل میں یہ دستور تھا کہ ان کا سردار وہی شخص ہوسکتا تھا جو بہترین شاعر' بہترین سیاست دان اور سب سے زیادہ بہادر ہو۔ ابوطالب میں یہ تمام اوصاف موجود تھے۔ تمام قبائل ان کی بہادری' شاعری'

marfat.com

مدبری اور سیاست دانی کا لوہا مانتے تھے۔ ان کا اس قدر رعب تھا کہ کسی کو ان کے سامنے بولنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ ابوطالب بیت الحرام کے کلید بردار تھے۔ جب تک وہ آ کر دروازہ نہ کھولتے تھے' کوئی شخص بیت الحرام میں داخل نہ ہوسکتا تھا۔ جب عرب کے تمام قبائل آ چکے تو ابوطالب معہ اپنے بھائیوں ابولہب' حمزہ اور عباس کے آئے۔ چونکہ وہ حجاز کے والی یا بادشاہ تھے' اس لیے ان کے ساتھ قبیلہ قریش کے زیادہ آدمی تھے۔ ابوطالب نے آتے ہی دروازہ کھولا' پہلے خود کعبہ میں داخل ہوئے' ان کے بعد ان کے بھائی' بھائیوں کے بعد قریش کا قبیلہ اندر آگیا۔ اب ابوطالب نے حکم دیا کہ حرم پاک کے تمام دروازے کھول دیے جائیں۔ یہ حکم ہوتے ہی چاروں طرف سے سب دروازے کھول دیے گئے اور تمام قبائل جوق در جوق خانہ کعبہ میں داخل ہونے لگے۔

بیت الحرام کی عمارت اندر کی جانب سے بھی نہایت شاندار تھی۔ سہ دری نما سینکڑوں کمرے بنے ہوئے تھے۔ تمام عمارت ایک بھورے رنگ کے پتھر کی تھی۔ سہ دریوں کے ستون چھ چھ سات سات گز اونچے اور تناور درختوں کی طرح موٹے تھے۔

بیت الحرام کے عین بیچ میں بیت اللہ تھا۔ بیت اللہ کے چاروں طرف سیاہ پردے لٹک رہے تھے۔ اوپر چھت پر ایک بہت بڑا بت رکھا تھا۔ نہایت ڈراؤنا اور ہیبت ناک تھا' سیاہ پتھر کا تھا۔ مکہ کے باہر کئی میل کے فاصلہ سے نظر آتا تھا۔ اس بت کا نام ہبل تھا۔ ہر قبیلہ اس کی پرستش کرنا لازمی اور ضروری سمجھتا تھا۔

بیت الحرام میں لوگوں کا اس قدر ازدحام ہوا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ رہی۔ ہر قبیلہ مختلف بتوں کی طرف متوجہ ہوگیا۔ بت بھی سینکڑوں تھے۔ کم از کم تین سو ساٹھ تھے۔ مختلف اطراف میں مختلف جگہ نصب تھے' عجب عجب شکل کے تھے۔ ایک بت سفید پتھر کا نہایت خوبصورت عورت کی شکل کا تھا۔ جس کے بال اس

marfat.com

طرح اس کے دوش پر بکھرے ہوئے تھے۔ جیسے کوئی پری پیکر حسینہ ابھی نہا کر اٹھی ہو اور اس نے سر کے بال سکھانے کے لیے کمر اور کندھوں پر بکھیرے ہوں۔ اس بت کا نام سورع تھا۔ قبیلہ ہذیل اس کی پرستش کرتا تھا۔ چنانچہ اس قبیلہ کے لوگ اس کے سامنے آتے ہی سجدہ میں گر پڑے۔

ایک اور بت سرخ پتھر کا تھا۔ اس کی صورت شیر کی تھی۔ ایک اونچے اور بڑے چبوترہ پر اس شان سے کھڑا تھا' جیسے کہ وہ شکار پر جست کرنے والا ہے۔ اس بت کا نام یغوث تھا۔ یمن کے تمام قبائل اس کی پرستش کرتے تھے۔ ایک بت بھورے رنگ کے پتھر کا تھا۔ بالکل گھوڑے کی شکل کا تھا اور ایک وسیع سیاہ چبوترے پر کھڑا تھا' بڑا ہیبت ناک تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ پویہ دوڑنے والا ہے۔ اس کا نام یعوق تھا۔ اس کی پرستش قبیلہ ہمدان کرتا تھا اور ایک بت تھا جو سیاہ پتھر تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس کی صورت بالکل گدھ کی سی تھی' بڑا خوفناک تھا۔ سفید پتھر پر نصب تھا' لمبی چونچ کھولے' پروں کو تولے' پرواز کرنے پر آمادہ معلوم ہوتا تھا۔ اس بت کا نام نسر تھا۔ ذی الکلاع اس بت کی پرستش کرتے تھے۔

ان کے علاوہ' دو' لات' منات' عزی' جبار' اوال محرقہ' سعد' عمیانس' رضا' ذوا لکفلین' جریش' شارق' عائم' مدان' عوف' مناف وغیرہ بہت سے بت اور عجیب عجیب شکلوں صورتوں کے تھے۔

باجہ ابھی تک بج رہا تھا۔ اب گھنٹے' گھڑیال اور جھانج بھی بجنے لگے تھے۔ ہر بت پتھر کے چبوترہ پر نصب تھا اور ہر بت کے سامنے اس کا پجاری بیٹھا تھا۔ تمام بتوں کے سامنے بت پرست سجدہ میں پڑے ہوئے تھے۔ ابوطالب' ابولہب' حمزہ اور عباس خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر ہبل کے سامنے جا پڑے تھے۔ تمام لوگ خاموشی سے بتوں کو پوج رہے تھے۔ بت پرستی کا ایسا منظر مشکل سے کسی کی نظر

marfat.com

سے گزرا ہوگا۔ ابھی یہ لوگ سجدہ میں ہی پڑے ہوئے تھے کہ باد صرصر کے تیز جھونکے چلنے لگے' ہوا ریت کے ذروں کو اٹھا اٹھا کر لانے لگی۔ اب آفتاب طلوع ہو کر کسی قدر بلند ہوگیا تھا۔ دھوپ ہر چہار طرف پھیل گئی تھی مگر آج دھوپ میں وہ چمک' وہ تیزی' وہ تپش نہ تھی جو روزانہ ہوتی تھی' بلکہ خلاف معمول دھوپ پھیکی' ماند اور قدرے سرخی مائل تھی۔ لوگ سجدہ سے سر اٹھا اٹھا کر نہایت ادب سے کھڑے ہوئے اور ہاتھ باندھ کر' نظریں جھکا جھکا کر خاموش کھڑے ہوگئے۔ وہ بتوں کا اس قدر احترام کرتے تھے' اس قدر ان سے ڈرتے تھے کہ آنکھ بھر کر انہیں نہ دیکھتے تھے۔ ان کی عظمت و جلال سے خائف رہتے تھے۔ بتوں سے ڈرنے کی وجہ سے توہم پرست بھی ہوگئے تھے۔ پجاریوں نے انہیں اور بھی ڈرا ڈرا کر اوہام پرست بنا دیا تھا۔ ابھی یہ لوگ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ تیز و تند ہوا کے جھونکے چلنے لگے۔ سب نے گھبرا گھبرا کر آسمان کی طرف دیکھا۔ آسمان سرخ ہو رہا تھا۔ ایسا سرخ جیسے اس میں آگ لگ گئی ہو اور آگ کے شعلوں نے اسے سرخ بنا دیا ہو۔

لوگ حیرت اور خوف زدہ نظروں سے آسمان کو دیکھنے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کا سرخ رنگ سیاہی میں تبدیل ہونے لگا۔ بالکل اسی طرح جس طرح آگ کے بعد دھوئیں کے غٹ کے غٹ ماحول کو تیرہ و تار کر دیا کرتے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر عربوں کے حواس جاتے رہے۔ وہ ایک دفعہ اور اپنے معبودوں کے سامنے سجدہ میں گر گئے۔ تمام بت بہت سارے پجاری نہایت خائف اور ترساں تھے۔ سب کے سب گھبرا رہے تھے۔ پجاریوں کو قدرے بلند آواز سے کہا: "گریہ و زاری کرو بتوں کے پجاریو خوب روؤ! بتوں سے اس بلا کو دور کرنے کے لیے دعا مانگو! ایک عام گریہ و زاری کی آواز بلند ہوئی' لوگ چیخنے اور چلانے لگے۔ رو رو کر بتوں سے اس بلا سے محفوظ رہنے کی التجائیں کرنے لگے۔ ہوا اس قدر تیز

marfat.com

ہوگئی تھی کہ سہ دریوں کے کوہ پیکر ستونوں کو ہلائے ڈالتی تھی۔ جو لوگ کھڑے ہوتے تھے انہیں جھٹکا دے کر گرا دیتی تھی۔ آفتاب گویا چھپ گیا تھا' دن رات سے تبدیل ہوچکا تھا' کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ ہوا کے تیز جھونکے ریت کے انبار لا لا کر الٹ رہے تھے۔ ابوطالب اور ان کے بھائی جو خانہ کعبہ کی چھت پر تھے' چبوترہ کے نیچے پڑے ہوئے تھے۔ ابولہب کسی نہ کسی طرح ان سے الگ ہوگیا۔ ہوا نے اسے اٹھا لیا اور چھت سے نیچے گرا دیا۔ اس نے خوف ناک چیخ ماری مگر اس کی آواز چیخوں کی آواز میں مدغم ہو کر رہ گئی۔ اس وقت جب کہ مکہ قہرالٰہی کا نزول ہو رہا تھا۔ ملاء اعلیٰ نے خدا کے حکم سے ہوا کے تمام دروازے کھول دیے تھے اور ہوا اپنی پوری طاقت سے مکہ والوں پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ تاریکی بحر ظلمات سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔ بچے اور بوڑھے سب کے سب چیخ چلا رہے تھے۔ رو رو کر اپنے معبودوں سے التجائیں کر رہے تھے مگر ان کے معبود پتھر کے تھے' وہ کچھ سنتے ہی نہ تھے۔ ان کے پرستاروں پر قہرالٰہی کا نزول ہو رہا تھا اور وہ خاموش کھڑے دیکھ رہے تھے۔ لوگوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ قیامت آج ہی واقع ہوگی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ آج ہی مٹ جائے گا۔ اربعہ عناصر ٹکرا ٹکرا کر چور ہو جائیں گے اور آسمان پھٹ کر ان کے اوپر گر پڑے گا۔ اس خیال سے ان کے دل دہل گئے' قلب کانپ گئے۔ وہ بھی چیخ چیخ کر رونے لگے۔ خدا کو ان کی زاری پر رحم آیا' ہوائے تند کے جھونکے کم ہونے لگے۔ اندھیرا چھٹتے چھٹتے اجالا ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہوا تھم گئی' گرد و غبار چھٹ گیا' آفتاب چمکنے لگا۔ عربوں کی جان میں جان آئی' وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر شخص ریت میں نہایا ہوا تھا۔ گرد و غبار میں لٹ رہا تھا' ابھی یہ لوگ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے مغرب کی طرف سے ایک عجیب قسم کی روشنی اور چمک دیکھی۔ عوام الناس میں اس روشنی کو دیکھ کر حیرانگی چھا گئی۔ اس سے پہلے انہوں نے نہ ایسی روشنی دیکھی اور نہ ایسی چمک۔

marfat.com

ابھی وہ حیران ہی ہو رہے تھے کہ ایک بڈھے آدمی نے بلند آواز سے کہا شریف عربو! تم نے اس روشنی اور چمک کو دیکھا۔ آؤ! میں تم کو بتاؤں کہ کیا بات ہے۔ سب لوگ اس کی طرف دوڑے۔ بڈھا ایک اونچے چبوترے پر چڑھ کر کہنے لگا سب خاموش ہو جاؤ' ایسے خاموش کہ میری کمزور آواز تم میں سے ہر شخص سن سکے۔

سب لوگ نہایت خاموشی سے کھڑے ہو کر اس بڈھے کو دیکھنے لگے۔ اس عرصہ میں ابوطالب اور ان کے بھائی بھی خانہ کعبہ کی چھت سے نیچے اتر کر بڈھے کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ اس وقت بیت الحرام میں سکوت مرگ طاری تھا۔ ہر شخص چپ چاپ کھڑا بڈھے کو دیکھ رہا تھا۔ ابولہب جو خانہ کعبہ کی چھت سے نیچے لڑھک گیا تھا' اٹھا۔ اس کے پاؤں پر ضرب آ گئی تھی۔ وہ بھی لنگڑاتا ہوا چل کر ابوطالب کے پاس آ کھڑا ہوا اور بڈھے کو غور بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

بڈھا عجیب شکل و صورت کا انسان تھا۔ اس کا چہرہ لمبوترا' گال پچکے ہوئے' رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی' پیشانی تنگ' آنکھیں چھوٹی گول حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ سر کے بال سفید اور لمبے تھے جو عورتوں کی لٹوں کی طرح کھجور کے ریشوں سے بندھے دونوں طرف سینے پر پڑے تھے۔ داڑھی ناف تک لمبی تھی' مونچھیں داڑھی سے مل گئی تھیں۔ لبیں اس قدر بڑھی ہوئی تھیں کہ منہ کو ڈھک کر داڑھی سے جا ملی تھیں۔ بڈھا اس ہیبت کذائی میں اچھا خاصہ بن مانس معلوم ہوتا تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ میں انسان کی کھوپڑی اور داہنے ہاتھ میں کسی انسان کے ہاتھ کی ہڈی تھی۔ گلے میں ہڈیوں کی مالا تھی۔ پوشاک بھی عجیب تھی۔ ایک لمبا جبہ تھا' جس کا نیچے کا حصہ اونٹ کی اون کا تھا۔ سر سے کمبل لپیٹے ہوئے تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی چنگاریوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

marfat.com

اس بڈھے کا نام ابرش تھا۔ یہ کاہن بھی تھا اور اعراف بھی۔ اسے غیب دانی کا دعویٰ تھا۔ تمام عرب میں اس کی شہرت تھی۔ اہل عرب اسے مافوق الفطرت انسان سمجھتے تھے' اس کے عظمت و جلال سے ڈرتے تھے' اس کی کہانت اور غیب دانی پر یقین و اعتماد رکھتے تھے۔ کسی عرب کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ اس کی بات نہ سنے یا اس کی بات پر یقین نہ کرے۔ ابرش نے شعلہ بار نظروں سے چاروں طرف دیکھا ہر طرف لوگوں کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے۔ سب خاموش کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ ابرش نے کسی قدر بلند آواز سے کہا: "اے لات و ہبل کے پوجنے والو! شاید تم کو یاد ہوگا کہ آج سے پورے چالیس سال قبل اسی طرح کی روشنی اور اسی طرح کی چمک ایک مرتبہ پہلے بھی دیکھی جاچکی ہے۔ جس طرح آج ہم تم سب حیران ہیں اس طرح اس روز بھی حیران ہوئے تھے۔ مجھ سے اس روز پوچھا گیا تھا کہ یہ چمک اور روشنی کیسی ہے؟ میں اس روز خاموش ہوگیا تھا۔ اس لیے کہ میرے علم نے جو بات اس روز مجھے بتائی تھی وہ میں بیان نہ کرنا چاہتا تھا اور آج میں بغیر دریافت کیے خود بیان کرتا ہوں"۔

لوگ زیادہ توجہ سے اس کی باتیں سننے اور اسے غور سے دیکھنے لگے۔ ابرش نے کہا:

"دیکھو! میرے ہاتھ میں یہ انسان کی کھوپڑی ہے اور یہ ہاتھ کی ہڈی ہے۔ میں نے انہیں اس میدان میں پایا تھا جہاں بنوبکر اور بنو تغلب جیسے زبردست قبائل کی لڑائی پورے چالیس سال تک جاری رہی تھی۔ ممکن ہے دنیا اس لڑائی کی جہالت کا کرشمہ بتائے لیکن عرب جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ لڑائی جہالت کی لڑائی نہ تھی بلکہ خودداری اور عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے لڑی گئی تھی۔ کیا کوئی ایسا خوددار عرب ہے جو اپنی اہانت برداشت کرے۔ میں تو یہ کہتا

marfat.com

ہوں کہ جس شخص میں خودداری نہیں اور جسے پاس اہانت نہیں' وہ انسان ہی نہیں ہے۔ عربوں کی خودداری مشہور ہے اور ہمیشہ مشہور رہے گی۔ اگرچہ ہمارے قبائل میں اتفاق نہیں ہے' ہمارا شیرازہ منتشر ہے' طوائف الملوکی ہے' ہر قریہ' ہر قصبہ' ہر شہر کا حکمران الگ ہے مگر ہماری شیرازہ بندی بھی مناسب نہیں ہے۔ جب ہم متفق و متحد ہو جائیں گے' ہمیں ایک دوسرے سے دبنا پڑے گا۔ اس سے ہماری خودداری کو دھکا لگے گا اور یہ بات ہماری قومی روایات کے منافی ہے"۔

ابرش نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا: "اے عرب کے مایہ ناز فرزندو! اس کھوپڑی کی طرف دیکھو۔ اس کھوپڑی نے مجھے آئندہ کے واقعات بتا دیے ہیں۔ دنیا کروٹ لینے والی ہے' ایک انقلاب عظیم رونما ہونے والا ہے۔ ہمارے حقیقی معبود کی اہانت کرنے کے لیے بھی ہمارے معبودوں کی اہانت ہونے والی ہے۔ غیور عربو! کیا تم اپنے خداؤں کی تذلیل گوارا کرو گے"۔ ہر طرف سے آوازیں آئیں "کبھی نہیں' ہرگز نہیں' زندگی کے آخری دم تک"۔

ابولہب کے پیر میں ضرب آگئی تھی' اسے تکلیف تھی۔ وہ اچھی طرح کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ حمزہ کے کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ اس نے چلا کر کہا ہم اپنے معبودوں کی تذلیل کرنے والے کا سر توڑ دیں گے' مر جائیں گے مگر اپنے خداؤں کی تذلیل گوارا نہ کریں گے۔

ابرش نے کہا یہی ہونا چاہیے۔ جن معبودوں کو ہم و ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں' کیا ہم ایسے ہی بے حس' ایسے ذلیل' ایسے کمینے ہو جائیں گے کہ ان کی تذلیل گوارا کر لیں گے۔ لات و عزیٰ کی قسم ہرگز نہیں۔ معبودان حقیقی کے پجاریو سنو' آج سے 40 برس پہلے رات کو ایسی ہی چمک اور روشنی دیکھی گئی

marfat.com

تھی' جیسی آج دیکھی ہے۔ وہ رات نہایت ہولناک تھی۔ اس رات کو ہمارا بڑا معبود ہبل منہ کے بل گر پڑا تھا۔ جب ہم سب نے اٹھا کر اسے قائم کیا تو وہ کھڑا نہ رہ سکا اور پھر گر پڑا۔ ہم نے پھر اسے اٹھا کر کھڑا کیا لیکن وہ پھر بھی کھڑا نہ ہوا اور تیسری مرتبہ بھی گر پڑا۔ یہ واقعہ آپ سب اصحاب کو اچھی طرح یاد ہوگا۔

ابولہب نے کہا یاد ہے' اچھی طرح یاد ہے۔ تمام حجاز اور سارے عرب پر اس روز ہیبت چھا گئی تھی۔ اس رات کو آسمان پر بڑی کثرت سے غیر معمولی طور پر ستارے ٹوٹتے ہوئے دیکھے گئے تھے۔ آسمان میں عجیب قسم کی روشنی اور چمک بھی دیکھی گئی تھی۔ اس رات کو صبح صادق کے وقت ہمارا سب سے بڑا خدا خود بخود منہ کے بل گر گیا تھا۔ جب ہم نے اسے اٹھا کر کھڑا کیا تو وہ کانپ کر پھر گر پڑا۔ ایک دو دفعہ نہیں پورے تین مرتبہ گرا تھا۔ ابرش نے کہا میرا مقصد اسی واقعہ کو یاد دلانا تھا۔ سنو اس رات کو صبح صادق کے وقت وہ ہستی عالم وجود میں آئی جو ہمارے معبودوں کی تذلیل و اہانت کی علمبردار ہوگی۔ صرف ایک انسان نہایت مستقل مزاج اور حلیم انسان اس روز پیدا ہوا۔ آج اس کی عمر پورے چالیس سال ہوگئی ہے۔ اس کھوپڑی نے مجھے یہ بتایا ہے کہ اب تک وہ انسان گمنام تھا۔ اب ظاہر ہوگا' بتوں کے خلاف تقریریں کرے گا' بت پرستی سے منع کرے گا' خدا پرستی کی تعلیم دے گا۔ آؤ روؤ خوب دل کھول کر روؤ۔ ہمارے یہ معبود بھی ہم سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ دنیا ان دیکھے خدا کے سامنے جھک جائے گی۔ تمام عرب اس دبا سے متاثر ہوگا۔ کیسا ناقص زمانہ ہوگا وہ.....

ابرش کی آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ مجمع میں سے اکثر رونے لگے۔ ابولہب نے کہا مقدس ہبل کی قسم میں ہر اس شخص کو قتل کر ڈالوں گا جو ان دیکھے خدا کو سجدہ کرے گا۔

ابرش نے کہا "کاش! تم ایسا کر سکتے مگر یہ کھوپڑی کہتی ہے کہ ایسا نہ کر سکو

marfat.com

گے۔ دیکھو گے اپنی آنکھوں سے اپنے معبودوں کی تذلیل کو دیکھو گے"۔ حمزہ نے دریافت کیا "کیا کوئی تدبیر اس بلا سے بچنے کی بھی ہے یا نہیں؟" ابرش نے جواب دیا ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ آپس کی دیرینہ مخاصمتیں چھوڑ دو۔ تمام قبیلے متفق و متحد ہو جاؤ' شیر و شکر کی طرح مل جاؤ اور عہد کرو کہ خدا کو ماننے والے کی پرزور مخالفت کریں گے۔ وہ کوئی شخص ہو' کسی قبیلہ کا ہو' اس کی ایذا رسانی میں کوتاہی نہ کرو گے اور کوشش کر کے اسے قتل کر ڈالو گے۔

اس زمانہ میں عرب میں چند قبائل بہت زیادہ معزز و **متفخر** سمجھے جاتے تھے۔ جیسے یاد' ربیعہ' مفر' قبیلہ مفر کو قریش بھی کہتے تھے۔ قریش کے بھی کئی قبیلے تھے۔ ان قبائل میں بنی سہم' بنی فخرام' بنی زہرہ' بنی عدی' بنی ہاشم زیادہ مشہور تھے۔ یہ تمام وہ قبائل تھے جن کی تمام عرب میں دھاک تھی۔ خصوصیت کے ساتھ قبیلہ بنی ہاشم سب سے زیادہ ذی عزت سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ خانہ کعبہ کا صبح تمام قبائل کرتے تھے ہر قبیلہ کا معبود بیت الحرام تھا۔ کعبہ مکہ میں تھا' مکہ میں بنی ہاشم کی حکومت تھی اس لیے بھی قبیلہ اور قبیلوں سے ممتاز مانا جاتا تھا۔ ابرش کو یہ خیال ہوا تھا کہ ان معبودوں کی تذلیل کرنے والا اگر بنی ہاشم میں سے ہوا تو بنی ہاشم کے دبدبہ اور اعزاز کی وجہ سے کوئی اس کی طرف دیکھ نہ سکے گا۔ اس لیے اس نے یہ چال چلی کہ بیت الحرام میں سب سے اقرار لینا چاہا۔ عربوں کی ایک یہ بھی خصوصیت تھی کہ جو عہد و اقرار کر لیتے تھے' اس سے پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ خواہ اس میں کتنا ہی مال اور جانی نقصان کیوں نہ ہو۔

تمام عربوں نے جھک جھک کر اپنے معبودوں کے نام لے لے کر عہد و قرار کیا کہ وہ اپنے معبودوں کو برا کہنے والے کو قتل کیے بغیر نہ چھوڑیں گے' خواہ وہ کسی قبیلہ سے ہو۔

سب کے بعد ابو لہب نے کہا معزز کاہن! تم شاید قبیلہ بنی ہاشم کی طرف

marfat.com

اشارہ کر رہے ہو۔ میں عہد کرتا ہوں کہ اگر ایسا شخص ہمارے قبیلہ میں ہوگا تو سب سے پہلے میری تلوار اس کے سر پر بلند ہوگی۔ میرا خیال نہیں بلکہ مجھے کھوپڑی بتا رہی ہے کہ معبودوں کو باطل قرار دینے والا بنی ہاشم ہی میں سے ہوگا۔ دیکھو سب دیکھو اس کا نام بھی اس کھوپڑی میں لکھا ہوا ہے۔ ابرش نے کھوپڑی مجمع کی طرف کی۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ سے چاروں طرف گھمائی گئی۔ سب نے دیکھا کھوپڑی پر جلی قلم سے نام نامی اور اسم گرامی "محمدؐ" لکھا ہوا تھا۔ سب اس منزہ نام کو' اس معزز و **متفخر** اسم کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

حضرت محمد عبداللہ کے فرزند ارجمند' عبدالمطلب کے پوتے' ابولہب' حمزہ' عباس اور ابوطالب کے بھتیجے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم 22 اپریل 571 مطابق 9 ربیع الاول سن عام الفیل روز دوشنبہ بعد از صبح صادق از طلوع آفتاب تولد ہوئے تھے"۔

marfat.com

صاحبزادہ طارق محمود

"عربی زبان میں ربیع بہار کو کہتے ہیں اور بہار جب آتی ہے تو غنچے چٹکتے ہیں' پھول کھل اٹھتے ہیں' کلیاں مسکراتی ہیں' سبزہ زار مہک اٹھتے ہیں' پرندے چہچہاتے ہیں' بہار کی آمد سے دل و دماغ معطر ہو جاتے ہیں اور ہر طرف ایک کیف و مستی اور سرور کا عالم ہوتا ہے۔ آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کی ویران وادی میں بہار آئی تھی۔ بی بی آمنہ کے گھر کے آنگن میں ایک سدا بہار پھول کھلا تھا' جس کی مہک سے ساری کائنات معطر ہوگئی۔ دلوں کے خلوت کدے روشن ہوگئے' تھکی ماندی انسانیت کو شادمانی نصیب ہوئی' نسل آدم کا وقار بلند ہوا' شرف انسانی کو معراج نصیب ہوئی' عظمت انسانی کو سربلندی ملی' خاک کے ذروں کو حیات نو ملی' یہ آنے والی بہار اور اس میں کھلنے والا پھول حسن ازل کی تجلی خاص اور جان کائنات' فخر موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تھی۔

مبارک ہو کہ ختم المرسلین تشریف لے آئے
جناب رحمتہ للعالمینؐ تشریف لے آئے"

marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

"ولادت کی رات سر شام ہی زمین سے آسمان تک غیر معمولی ہلچل مچ گئی تھی۔ قلب کائنات میں قدرتی طور پر یہ بات آ گئی تھی کہ آج کی رات معمولی اور عام سی رات نہیں ہے۔ گویا انہیں الہام ہوگیا تھا کہ ان کے نبی جلوہ افروز ہونے والے ہیں۔ اس لیے وہ معمول کی نیند میں نہ ڈوب جائیں بلکہ خوشی اور مسرت کے ترانے گائیں اور آنے والی ذات کا مسرتوں کے ہجوم میں استقبال کریں اور ان کے حضور عقیدت و محبت اور شادمانی کے پھول پیش کریں۔

ساکنان عرش کی آمدورفت میں بھی اضافہ ہوگیا۔ وہ نورانی پروں کے ساتھ ہواؤں اور فضاؤں میں پرے باندھ کر' ادب و احترام سے کھڑے ہوگئے۔ حوران بہشتی نے کاشانہ عالیہ نبوت کو گھیرے میں لے لیا اور خدمت کے لیے مستعد ہوگئیں۔ فرشتوں نے مشرق و مغرب میں آمد شاہ اور عظمت نبوی کے پرچم لہروائے اور اہل زمین کے دلوں میں الہام کر دیا کہ ایک دوسرے کو فرحت و انبساط کی سوغات تقسیم کریں۔ مبارک بادی کا تبادلہ کریں اور رحمتوں اور برکتوں والے آقا کی تشریف آوری کی دھوم مچا دیں۔

ستاروں کے طلوع اور سہانے خوابوں کے ذریعہ اس اعلان کو عام کیا گیا۔ اس سلسلے کی چند ایمان افروز مثالیں یہ ہیں۔

حضرت عبدالمطلب راوی ہیں کہ:

"میں نے ایک عجیب و غریب اور حیرت انگیز خواب دیکھا۔ اس وقت میں "حطیم کعبہ" میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ میری پشت پر ایک بلند ترین درخت اگا' جس نے آسمان کی چوٹی کو چھو لیا۔ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں اور اس سے نور چھن چھن کر فضاؤں کو منور کرنے لگا' انوار کے ایسے سوتے پھوٹے کہ سورج کی تابانی بھی اس

marfat.com

کے آگے ماند پڑ گئی۔ میں نے دیکھا کہ قریش کے لوگ وہاں جمع ہو گئے' کچھ شوق و وارفتگی کے عالم میں آگے بڑھے اور ان شاخوں کے ساتھ لٹک گئے' لیکن کچھ غصے سے بپھر گئے اور برافروختہ ہو کر آگے بڑھے۔ ان کے ہاتھ میں بڑے بڑے کلہاڑے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ اس نورانی درخت کو کاٹ ڈالیں۔ اتنے میں ایک بہت ہی خوبصورت' وجیہہ اور باوقار نوجوان نمودار ہوا اور درخت کے سامنے سینہ سپر ہو گیا۔ اس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔ جی چاہتا تھا کہ انسان دیکھتا ہی رہے۔ اس نے درخت کاٹنے کی کوشش کرنے والوں میں سے کسی کی آنکھیں پھوڑ دیں اور کسی کی کمر توڑ دی۔ میں گھبرا کر بیدار ہو گیا۔ ایک کاہن نے تعبیر بتائی کہ تمہاری نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا' جس کے جاہ و جلال اور عظمت و کمال کی دھوم مچ جائے گی"۔

("سیرت نبوی" زینی دحلان :32)

وہی عبدالمطلب اسی صبح نور کے تڑکے' اسی کعبہ میں رونق افروز تھے کہ یک دم انقلاب آ گیا۔ بتوں کی خدائی درہم برہم ہو گئی' وہ اوندھے منہ گر پڑے' جیسے نظر نہ آنے والے ہاتھوں نے انہیں زمین پر پٹخ دیا ہو۔ دیوار کعبہ سے ایک دلکش آواز گونجی:

ولد المصطفی المختار الذی تهلک بیده الکفار (دحلان: 41)

"مختار و برگزیدہ نبی پیدا ہو گئے ہیں' کفار ان کے ہاتھوں شکست کھا جائیں گے"۔

ابھی وہ صورت حال پر غور ہی کر رہے تھے اور اس انقلاب اور غیر معمولی واقعہ پر حیرت زدہ تھے کہ اتنے میں حضرت آمنہ کا فرستادہ ان کے پاس پہنچ گیا کہ جلد گھر پہنچیں' قدرت نے آپ کو "پوتا" عطا فرمایا ہے۔

پیغام کیا تھا' جاں بخش' مسرت افزا اور روح پرور خوشخبری تھی' شوق کے پاؤں پر اڑ کر گھر پہنچے"۔

marfat.com

سید عطاءاللہ شاہ بخاریؒ

"میں حیران ہوتا ہوں کہ خدا نے جس قوم کو آمنہ کا لعل دیا ہو' جسے امام الانبیاء' فخر رسل' باعث کل' پیغمبر آخرالزماںؐ ملا ہو' اسے اور کیا چاہیے۔

--- پورا قرآن' اسلام' احادیث' ائمہ کی محنت' یہ سجادے' یہ تصوف' یہ بس حضورؐ ہی حضورؐ ہیں' بیچ میں اگر ختم نبوت پر بال آئے گا تو پوری عمارت نیچے آگرے گی۔ خدا' خدا نہیں رہے گا' لوگ اور ہی بنائیں گے

توحید را کہ نقطہ پرکار دین ماست
دانی؟ کہ نکتہ ز زبان محمدؐ است

بلاواسطہ کچھ نہیں ملے گا۔ کعبہ میں جو صحف ابراہیمؑ و موسیٰؑ کی درس گاہ تھا' اس میں تین سو ساٹھ پتھر لا رکھے۔ پھر آمنہ بی بی کے ہاں لال آیا اور عبداللہ کا چاند طلوع ہوا تو ان کا گھر صاف ہوا۔ محور ہی انؐ کی ذات ہے' مجھے کچھ اور سوجھ نہیں سکتا۔

در پہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر
ہائے کس طرح کی پابندی ہے

وہ ماں ہی مرگئی ہے جو نبی جنے' مشاطہ ازل نے تیریؐ زلفوں میں کنگھی ہی توڑ دی۔ اب کنڈل تو باقی رہیں گے لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ دیوانے بن جاؤ۔ عقل کو جواب دے دو۔ ختم نبوت کی حفاظت عقل کا نہیں' عشق کا مسئلہ ہے۔ صحابہ کرام صحیح معنوں میں دیوانگان محمدؐ تھے۔ بس

خراباتیاں مے پرستی کنند
محمدؐ بگویند و مستی کنند"

marfat.com

عبدالکریم ثمر

"ابتدائے آفرینش سے لیل و نہار کی ہر گردش نظام فطرت کے مطابق اپنے فطری افعال سرانجام دے رہی ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اپنے محور پر گھوم رہا ہے' آسمان پر ستارے چمک رہے ہیں' رات کی زلفیں ظلمات بکھیر رہی ہیں' سورج حرارت پیدا کر رہا ہے' دریاؤں کا پانی نشیب کی جانب بہہ رہا ہے' نسیم خوشگوار کے جھونکے فضائے بسیط میں زندگی کی نزہتیں بکھیر رہے ہیں۔ روش روش پر گلستان ہستی بہار آفریں ہے اور تمام ارضی و سماوی عناصر اپنے نشو و ارتقا کے اصول طے کر رہے ہیں' کہ وادی ام القریٰ کو تمام دلفریبیوں اور جاذبیتوں کا مرکز بنا دیا جاتا ہے۔ رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے۔ جناب عبداللہ کی موت کے چار ماہ بعد عروس کائنات کے دلفریب چہرے پر بہار جاوداں کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ شگفتہ پھولوں کی پنکھڑیاں شاداب و فرحاں ہیں۔ ستاروں کی خمار آلود آنکھیں از سرنو روشن ہو رہی ہیں۔ آفتاب و مہتاب نور افشاں اور تابناک ہیں۔ افق کا دست حنائی زلف حیات کی مشاطگی کے لیے آمادہ ہے۔ فضائیں جھوم جھوم کر تزئین میں محو ہیں۔ شبنم داماں صبح پر دل آویز موتی بکھیر رہی ہے۔ نسیم خوشگوار اپنے دامن میں خوشبو کے معطر قرابے لیے وادی ام القریٰ کا طواف کر رہی ہے۔ رہ گزاروں کی ریت نکھر کر چمک رہی ہے۔ قرمزی شفق اور نیلگوں آسمان پر گہرا سکوت طاری ہے۔ ساری کائنات کسی نیر عالمتاب کے استقبال کے لیے آنکھیں فرش راہ کیے منتظر ہے۔ ارض و سما کے ساز ہائے سرمدی نغمہ بلب ہیں اور فطرت ہمہ تن گوش ہے' کہ یکایک عالم کون و مکاں میں امید کی ایک کرن پھوٹتی ہے۔ قسام ازل کی کرشمہ سازیاں کہ حجاز مقدس کی بے آب و گیاہ وادی کو قیامت تک کے لیے مرجع خلائق اور سجدہ گاہ قدسیاں بنا دیا جاتا ہے۔

حجاز کی خاک پاک شاید قرنوں سے خالق کل کے حضور جھولیاں پھیلائے

marfat.com

قاضی عبدالدائم دائم

"بہار کی ایک ایک ادائے دلنواز پر شاعروں نے کئی کئی غزلیں کہہ ڈالیں' ادیبوں نے شہ پارے تخلیق کر ڈالے مگر افسوس کہ حسن و جمل کے خزانے لٹانے والی یہ بہار عارضی ہوتی ہے' فانی ہوتی ہے----- خزاں کے بے رحم ہاتھ جب مصروف تاخت و تاراج ہوتے ہیں تو یہ سب رعنائیاں چند ہی دنوں میں دم توڑ دیتی ہیں---- آیئے! اس بہار کی بات کریں جس کی ہر مسرت لافانی ہے' ہر خوشی لازوال ہے اور ہر فرحت جاوداں ہے۔ اس بہار کا آغاز 22 اپریل 571ء ہے۔

اس بہار میں دست قدرت کا وہ شہکار غنچہ چٹکا' جس کی نکہت و شادابی اور رنگ و روپ دیکھ کر چشم نظارہ بیں ورطہ حیرت میں ڈوب گئی۔ وہ نسیم سحر چلی جس کے ہر جھونکے میں گلزار اول کی مہک رچی تھی---- وہ صبا محو خرام ہوئی جس کی اٹھکیلیوں سے باغ ابد کی ہر کلی مسکرا اٹھی' ہر شگوفہ کھل اٹھا' وہ باد بہاری چلی' جس کی راحت بخش تھپکیوں سے بے قرار امن عالم کو قرار آگیا--- وہ ابر نیساں برسا جس کا ہر قطرہ منت کش صدف ہوئے بغیر در شہوار بن گیا----- وہ شبنم پڑی جس کا نم گلستان حیات کے پتے پتے کے لیے آب حیات ثابت ہوا۔ وہ دلکش موسم شروع ہوا جس کا خوشگوار اعتدال' گرمی کی حدت سے ہانپتی اور سردی کی شدت سے کانپتی دنیا کو موسمی تغیرات سے تحفظ کی ضمانت دے گیا۔

یہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ تھی اور سوموار کی رات-----

اس رات کو وہ سراج منیر روشن ہوا جس کی ضیاء پاشی کے سامنے بزم امکان کی ہر روشنی ماند پڑ گئی' ہر چراغ بے نور ہوگیا--- وہ شمع افروزاں ہوئی جس پر نثار ہونے والا پروانہ امین حیات دوام ہوگیا---- وہ نجم درخشاں طلوع ہوا جسے دیکھ کر دشت ضلالت میں گم گشتہ کائنات کو رہ منزل کا سراغ مل گیا---- وہ ماہ

marfat.com

صاحبزادہ عابد حسین

"ربیع الاول شریف کا مہینہ جب بھی آتا ہے' اس میں رحمت و برکت' اور ایمان و ایقان کے وہ گلشن کھلتے ہیں کہ ان کی مہک پھر سارا سال اہل ایمان کے مشام قلب و جاں کو معطر رکھتی ہے۔ جونہی اس مہینہ مقدس کا چاند طلوع ہوتا ہے' ایمان کی کھیتیوں میں بہار آ جاتی ہے۔ وہ کھیتیاں' جو انسانی فطرت کے ناتے نسیان و عصیان کے جھکڑوں کے باعث خزاں دیدہ ہو چکی ہوتی ہیں' ربیع الاول کی سدا بہار ہوائیں ان میں نیا گلشن آباد کر دیتی ہیں۔ محبت رسول کی کلیاں چٹکتی ہیں' عشق رسول کی کونپلیں پھوٹتی ہیں' ایمان کے پھول کھلتے ہیں اور پھر اس مہکتے ہوئے گلستان میں ایمان کے بلبل چہچہانے لگتے ہیں۔ وہ کائنات عالم کے حسین ترین پھول' اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و ستائش کے نغمے الاپنا شروع کر دیتے ہیں۔ فرش زمین کا ذرہ ذرہ اور عرش بریں کا چپہ چپہ اس ہستی والا صفات کے نغموں میں رطب اللسان نظر آتا ہے اور سماں کچھ یوں لگتا ہے۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ' فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگا ہے' آقا تیری ہی داستان ہے

ایسا کیوں نہ ہو؟ یہ ہی تو وہ نہار ہے جس کے صدقے سب نہاروں کو بہار ملی' یہ ہی تو وہ مہک ہے جس سے سب گلشن مہک اٹھے۔ یہ ہی تو وہ ہستی ہے جس کے تصدق میں نیستی کو ہستی نصیب ہوئی اور خزاں دیدہ کائنات عالم کا چمن لہلہا اٹھا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے"

marfat.com

علی اصغر چودھری

"یہ عام الفیل ہے۔ ابرہہ کی تباہی کو صرف پچاس دن گزرے ہیں۔ لوگ ابھی تک اس عظیم تباہی کی داستانیں سنایا کرتے ہیں۔ موسم بہار اپنے جوبن پر ہے۔ جنگل میں جڑی بوٹیاں سرسبز ہیں۔ طرح طرح کے پھول دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ کہیں کہیں روئیدگی بھی نظر آنے لگی ہے۔ ہواؤں میں مستی کی سی کیفیت ہے۔ وادی مکہ پر بہار ہے۔

آج دو شنبہ ہے۔ ربیع الاول کی نو تاریخ! چاشت کا وقت ہے۔ مکہ کا بوڑھا سردار کعبتہ اللہ کے طواف میں محو ہے۔ اس پر وارفتگی کی سی کیفیت طاری ہے۔ اس عالم میں اس کی نگاہیں اچانک حرم کعبہ کے دروازہ کی طرف اٹھتی ہیں۔ ان کے مرحوم بیٹے سردار عبداللہ کی کنیز برکہ دیوانہ وار بھاگتی چلی آ رہی ہے۔ وہ زیر لب گنگناتے ہیں "خدایا خیر ہو"۔

برکہ بالکل قریب آ جاتی ہے۔ اس کا سانس پھولا ہوا ہے۔ چہرہ گلنار ہو رہا ہے۔ وہ سردار مکہ کو کچھ پوچھنے کا موقعہ دیے بغیر بے اختیار پکار اٹھتی ہے:

"سردار مبارک ہو۔ مالکن حضور کے ہاں چاند سا بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ بہت ہی خوبصورت"۔

وہ ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ جاتی ہے۔ خوشی کے مارے اس کے پاؤں زمین پر ٹکتے ہی نہیں۔ وہ کچھ سنے بغیر کہے جا رہی ہے۔ "سردار مالکن حضور نے آپ کو بلایا ہے۔ جلدی چلئے میں جا رہی ہوں"۔

آہا بچہ کتنا پیارا ہے۔

چاند سا چہرہ، سرگیں آنکھیں، نہایت صاف ستھرا بدن۔

سردار اس سے عجیب بھینی بھینی خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں۔

مالکن حضور کا سارا کمرہ مہک اٹھا ہے۔

marfat.com

اتنا کہہ کر وہ بھاگتی ہوئی واپس چلی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس میں بجلیاں سی کوند رہی ہیں۔

بوڑھے سردار کے لیے وفور مسرت سے سانس لینا دوبھر ہوگیا ہے۔ آنکھوں میں خوشی کے آنسو تیرنے لگے ہیں۔ وہ بے اختیار آگے بڑھ کر کعبہ کا غلاف تھام لیتے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں:

"یااللہ! تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں۔ تونے مرحوم عبداللہ کے گھر میں چراغ روشن کیا ہے۔

آمنہ کو بیٹے سے نوازا ہے' مجھے بڑھاپے میں سہارا دیا ہے۔

یااللہ تو اس کی حفاظت فرما"۔

وہ تھوڑی دیر تک زیرلب دعا کرتے رہتے ہیں۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سیدہ آمنہ کے گھر کی طرف چل دیتے ہیں۔

آج مکہ معمول سے زیادہ حسین اور بیت اللہ بے حد پرجلال دکھائی دیتا ہے۔ ہواؤں میں کیف و مستی کی لہریں ہیں' فضا خمار آلود ہے' آسمان جاذب نظر اور ماحول پرکشش ہے اور جناب عبدالمطلب کا وجدان بیدار ہے۔ وہ حرم کعبہ کی سرگوشیاں سنتے ہیں جو کہہ رہا ہے:

"آج وہ پیدا ہوا ہے جس کے انتظار میں کائنات صدیوں بے تاب رہی ہے' جس کی جھلک دیکھنے کو ستارے مضطرب' ماہتاب بے قرار اور آفتاب سدا گردش میں رہا ہے' جس کے پاؤں چومنے کے لیے زمین کا ذرہ ذرہ چشم براہ ہے۔

اولاد آدم لاکھوں سال سے جس کی منتظر رہی ہے' نفوس قدسی جس کی شہادت دیتے چلے آئے ہیں' وہ غریبوں کا ملجا' یتیموں کا ماوا ہے' انسانی شرف کو اس سے جلا ملے گی' انسانیت کا احیاء ہوگیا' مظلوم اس کے سائے میں پناہ لیں گے' سرکشوں کی گردنیں جھک جائیں گی' جہالت

marfat.com

کی تاریکی دور ہوگی، جس کے نور سے ارض و سما کا گوشہ گوشہ منور ہوگا، جس کی روشنی میں بھٹکے ہوئے راہ پائیں گے۔

سردار مکہ آپ کو مبارک ہو رحمتہ اللعالمین کا نور آپ کے گھر میں ضوفشاں ہوا ہے"۔

سردار عبدالمطلب سیدہ آمنہ کے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔ ایسی بھینی بھینی خوشبو ان کا استقبال کرتی ہے جس سے وہ آج تک ناآشنا تھے۔ وہ اس کمرے سے باہر ہی رک جاتے ہیں، جس میں سیدہ آمنہ پلنگ پر دراز ہیں۔ انہیں بوڑھے سردار کے آنے کی اطلاع ملتی ہے تو برکہ کے ذریعہ مبارک باد کا پیغام بھیجتی ہیں اور ساتھ ہی اندر آنے کے لیے کہتی ہیں۔ جناب عبدالمطلب کمرے کے اندر قدم رکھتے ہیں۔ ان کی بہو ایسے موقعہ پر بھی صحت مند نظر آتی ہیں۔ وہ آگے بڑھ کر نومولود کو گود میں اٹھا لیتے ہیں۔ نہایت خوبصورت چہرہ، سرگیں آنکھیں، چمکتی ہوئی پیشانی اور معطر بدن دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ فرط محبت سے بچے کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہیں۔ پھر سینے سے لگائے ہوئے بیت اللہ میں آجاتے ہیں اور وہاں تھوڑی دیر تک دعا مانگنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں۔

ہاشم کے گھرانے میں عبداللہ کے یتیم بیٹے کی ولادت پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ یہ خبر سنتے ہی اپنے آقا کے پاس بھاگتی ہوئی جاتی ہیں اور اسے بھتیجے کی خوشخبری دیتی ہیں۔ متمول چچا فرط مسرت سے کہتا ہے "ثوبیہ تم نے مجھے بھتیجے کی خوشخبری دی ہے، میں تمہیں آزادی کا پروانہ دیتا ہوں۔ جاؤ تم آج سے آزاد ہو"۔

ثوبیہ پر شادی مرگ کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسے شکریہ ادا کرنے کے لیے الفاظ نہیں ملتے، اس لیے صم بکم کھڑی آقا کا منہ تک رہی ہے۔ ابولہب اس کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس کی یہ حالت بدل جاتی ہے تو آقا سے پوچھتی ہے:

marfat.com

"آقا! کیا آپ نے واقعی مجھے آزاد کر دیا ہے"۔

ابولہب: "ہاں اپنے بھتیجے کے صدقے' میں نے تجھے آزاد کر دیا ہے"۔

ثویبہ: "میں آپ کا شکریہ کس طرح ادا کروں؟"

ابولہب: "جب تک آمنہ اپنے بیٹے کے لیے دائی کا بندوبست نہ کر سکے تم اس کو دودھ پلاؤ"۔

ثویبہ: "میں نے دو سال قبل آپ کے حکم سے آپ کے ننھے بھائی حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ اب آپ کے بھتیجے کو بھی خوشی سے پلاؤں گی"۔

ابولہب: "میں تمہیں اس کی مزدوری بھی دوں گا"۔

ثویبہ: خدا آپ کا بھلا کرے' آپ نے مجھے نئی زندگی بخش دی ہے"۔

سیدہ آمنہ تین روز تک اپنے لال کو دودھ پلانے کے بعد اسے ثویبہ کے سپرد کر دیتی ہیں۔ سردار عبدالمطلب کو ہر طرف سے مبارک باد کے بے شمار پیغام ملتے ہیں۔ وہ سات دن کے بعد قربانی کرتے ہیں اور قریش کو دعوت دیتے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع پر تکلف کھانوں سے کی جاتی ہے۔ خوشی کی مروجہ رسوم کے ساتھ جشن ولادت نہایت دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ جب لوگ دعوت سے فارغ ہوتے ہیں تو ایک آدمی پوچھتا ہے:

"سردار! آپ نے اپنے پوتے کا نام کیا رکھا ہے؟

عبدالمطلب: "محمدؐ"۔

لوگ یہ سن کر متعجب ہوتے ہیں۔

"بہت عجیب و غریب نام ہے" ایک آدمی کہتا ہے۔

"ہاں بہت ہی عجیب و غریب" دوسرا بول اٹھتا ہے۔

marfat.com

اتنے میں کوئی پوچھتا ہے "سردار! آپ نے مروجہ خاندانی ناموں کو چھوڑ کر یہ نام کیوں پسند کیا ہے"۔

عبدالمطلب "میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ دنیا بھر کی تعریف کا مرکز ہو۔ آسمان پر بھی اس کی تعریف ہو اور زمین پر بھی"۔

"خالق کو بھی پیارا ہو اور مخلوق کو بھی"۔

marfat.com

عبدالغنی سکندر شیخ

"زمانہ کے ہاتھ انسانی تاریخ کے اوراق پر نئے باب تحریر کرتے رہے۔ وقت گزرتا رہا' صدیاں بیت گئیں' گلشن انسانیت میں اخلاق کے شاداب پھول خود انسانوں کے ہاتھ خس و خاشاک میں تبدیل ہوتے رہے۔ نیک و بد کی تمیز اٹھ گئی' نیکی و شرافت کا دور ختم ہوگیا' حیا مفقود ہوگئی' جہالت و بت پرستی کا دور دورہ ہوا' عیاری و بدکاری کے طوفان منڈلانے لگے' مظالم کی ان انسانیت پوش گھٹاؤں سے جب انسانی خون کی موسلا دھار بارش شروع ہوئی اور زمین کا ذرہ ذرہ اس میں غرق ہونے لگا تو روح کائنات تڑپ اٹھی۔ فرشتوں کی نظریں جو دعائے ابراہیمی کی تاثیر کا طویل عرصہ سے انتظار کر رہی تھیں' سجدہ میں گر کر رحم کی صدائیں دینے لگیں' بے کسوں کے نالے عرش عظیم سے ٹکرانے لگے تو قدرت رحم میں آ گئی۔ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو دنیا کی وہ عظیم ہستی حضرت آمنہؓ کی گود میں چاند بن کر اتری۔ اس چودھویں کے چاند نے اپنی نرم رو کرنوں سے ظلمت کے اندھیرے روپہلی روشنی میں بدل دیے۔ زیادہ مشہور اور قوی قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت 12 ربیع الاول ہے۔ اس پر اہل مکہ کا عمل بھی ہے اور اسی رات وہ آپؐ کی جائے ولادت کی زیارت بھی کرتے ہیں ؎

کعبہ جاں' قبلہ قلب و نظر پیدا ہوئے خواجہ کونینؐ شاہ بحر و بر پیدا ہوئے"

marfat.com

عبدالماجد دریا آبادی

"آگے کچھ سننے سنانے سے قبل ذہن کے سامنے نقشہ' تاریخ کی بڑی بڑی ضخیم و مستند کتابوں کی مدد سے چھٹی صدی عیسوی کے آخر اور ساتویں صدی عیسوی کے شروع کی دنیا کا' خصوصاً مہذب و متمدن دنیا کا لے آیئے۔ دنیا کی زبردست اور نامور طاقتیں اس وقت دو تھیں' جن کے نام سے سب تھراتے تھے اور جن کے نام کا لوہا مشرق و مغرب مانے ہوئے تھے۔ مغرب میں رومن امپائر یا شہنشاہی روم اور مشرق میں پرشین امپائر یا شہنشاہی ایران۔ دونوں بڑی بڑی فوجوں اور لشکروں کے مالک' دونوں میں زر و دولت کی افراط اور دونوں تمدن عروج پر لیکن دونوں کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ۔ عیش و عشرت نے مردانگی کی جڑیں کھوکھلی کر ڈالی تھیں اور روح و قلب کے روگ ہر قسم کے پھیلے ہوئے--- انسان کا رشتہ اپنے خالق سے بالکل ٹوٹا ہوا' توحید کا چراغ گویا بالکل بجھا ہوا--- اور یہی حال کم و بیش ساری دنیا کا۔ تفصیل کا وقت کہاں ورنہ ہندوستان' چین' مصر وغیرہ ایک ایک ملک کا نام لے کر اس وقت کے اخلاقی زوال کی تصویر آپ کے سامنے پیش کر دی جاتی۔

اس وبائے عام میں ملک عرب کا نمبر خاص' شاعری کے آرٹ میں یہ قوم یقیناً طاق اور تجارت کے کاروبار میں بھی بہت ممتاز--- چند اور اخلاقی جوہر بھی ان کے اندر خوب چمکے ہوئے' بہادر اور سپہ گری' فیاضی' مہمان نوازی میں ان کا سکہ' قرب و جوار ہی میں نہیں' دور دور تک بیٹھا ہوا' لیکن اس سے آگے چلئے تو یہ لوگ بالکل کورے۔ آج اسے لوٹ لیا' کل اسے ختم کر دیا۔ بے حیائی فیشن میں داخل اور بے ستری جزو عبادت۔ شراب کی محفل جمی تو شام کی صبح ہوگئی' جوئے کی بازی لگی تو جسم کے کپڑے تک اتر گئے اور خون کے انتقام در انتقام کا سلسلہ جو چلا تو کہنا چاہیے کہ صدی کی چھٹی ہوگئی' عمریں ختم ہوگئیں' پشتیں گزر

marfat.com

گئیں اور جھگڑا چکائے نہیں چکتا۔ تو یہ تھا چھٹی صدی عیسوی کی آخری تہائی کا ملک عرب' جس کے مشہور ترین اور مقدس ترین شہر مکہ میں 571 میں ایک روز صبح صادق کے وقت قوم کے شریف ترین گھرانے میں ایک جیتا جاگتا چاند عالم ظہور میں آیا' جس کی نورانیت سے کہنے والے کہتے ہیں کہ ان کے گھر کے در و دیوار جگ مگ کرنے لگے۔ زچہ خانہ کے مادی حدود کی بساط ہی کیا' یہ نورانیت تو اس غضب کی تھی کہ مشرق و مغرب کے سرے اس سے جگمگا اٹھنے والے تھے۔

عرب کے جغرافیہ کا خاکہ تو آپ کے ذہن میں ہوگا ہی' طول البلد 12 اور 32' عرض البلد 35 اور 60' ایک طرف مصر اور حبشہ اور طرابلس اور سارا براعظم افریقہ' دوسری طرف ملک روم و شام' فلسطین اور سارا یورپ' تیسری جانب عراق اور ایران اور سارا ایشیاء اور چوتھی سمت میں سمندر ہی سمندر۔ گویا معمورۂ عالم' خصوصاً اس وقت کے دنیائے مہذب کا عین چوراہا اور پھر جو تجارتی شاہراہ مشرق کو مغرب سے ملا رہی تھی اور بحر ہند و خلیج فارس کے تجارتی مال کو خشکی کے راستہ مصر' روم و شام تک پہنچا رہی تھی وہ بحر احمد کے برابر برابر گویا ایک خط مستقیم بناتی ہوئی ٹھیک اسی عرب ہی کے مغربی کنارے پر تو تھی۔

تاریخ اور جغرافیہ دیکھئے۔ دونوں کی شہادت کیا گزری ہے' یہی ناکہ اکیلے عرب ہی کی نہیں' دنیا کی اصلاح کے لیے اس سے بڑھ کر ضروری وقت و زمانہ اور کیا ہو سکتا تھا اور مقام اس کے لیے عرب سے موزوں تر کون سا ہو سکتا تھا۔ زمان و مکان دونوں کے لحاظ سے ولادت ایسی "باسعادت" اور کون سی ہوگی؟ والد ماجد کا نام عبداللہ' توحید و عبودیت کی طرف کتنا صاف اشارہ' والدہ ماجدہ بی بی آمنہ' امن و امان کے حق میں ایک مستقل فال نیک--- آنکھ یتیمی میں کھلی' والد ماجد نورعین کے دیدار جمال سے قبل ہی سفر آخرت پر روانہ ہو چکے تھے' جس کو سارے عالم کا سہارا بنایا جانے والا تھا' حق تھا کہ قدرت اسے وجود میں بغیر ظاہری سہارے کے لائے اور اس کا سہارا روز ازل سے بجز ذات حق کے اور

marfat.com

کوئی ساجھی نہ رکھے۔

نام نامی دادا عبدالمطلب نے "محمدؐ" رکھا۔ لفظی معنی "بہت حمد کیے گئے" کے۔ ذات ستودہ صفات کے لیے اسم بامسمی' دوسرا نام "احمدؐ" پڑا۔ جس کی زندگی حمد میں کٹی اور جسے اٹھنا بھی مقام حمد میں ہے۔ اس کے لیے اس سے بہتر نام اور ہو ہی کیا سکتا تھا۔ پلے' بڑھے' کھیلے' چلے پھرے' ملے جلے' بچپن یوں گزرا کہ خود معصومیت اس بچپن پر فخر کرنے لگی۔ جوان ہوئے تو نیکی اور پارسائی' طاعت حق اور خدمت خلق بلائیں لینے لگیں۔ جوانی یوں بھی دیوانی ہوتی ہے اور پھر ایسے ملک و قوم میں جہاں عیش پرستی اور لذت کوشی کی ہر راہ کھلی ہوئی' قدم کی ہر لغزش مستانہ پر رواج اور فیشن کی مہر لگی ہوئی' اس ماحول میں اور سن و سال میں محلّہ اور بستی والوں نے کنبہ اور قبیلہ والوں نے لقب دیا--- تو کیا؟ "امین" امین کا لفظ بڑا وسیع اور جامع ہے۔ انگریزی میں اس کا ترجمہ Virtous ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ یعنی محمدؐ دیانت دار بھی ہیں اور راست باز بھی' نظریں نیچی رکھنے والے بھی اور سب کی خدمت کرنے والے بھی--- کتنے ایسے ہیں جن کی قسمت میں ہر وقت دیکھنے والوں کی زبان سے یہ شہادت آتی ہے۔

لڑکپن بھر گلہ بانی کی--- جس کے نصیب میں آگے چل کر قوموں اور امتوں کا گلہ بان ہونا تھا' اس کے لیے کتنی اچھی تعلیم--- جوان ہوئے تو تجارت کی--- جس کا کام آگے بڑھ کر جنت کے تمسکات Share Certificate ہلکے پھلکے داموں خریدوانا ہوتا تھا' اس کے لیے کتنا موزوں اور پرمعنی پیشہ۔ امانت و دیانت اور کاروبار میں مہارت دیکھ کر ایک دولت مند بیوہ نے شادی کی درخواست از خود کی اور 25 سال کے سن میں اس جوان رعنا کی خانگی زندگی بھی شروع ہوگئی۔ سن کے چالیسویں میں تھے کہ مرتبہ نبوت سے سرفراز ہوئے۔ ساری تیاریاں اسی لیے تھیں اور 23 سال تک اپنے خالق و مالک کا پیام بندوں کو سناتے رہے--- نکاح کئی فرمائے' اولادیں بھی متعدد

marfat.com

ہوئیں' لڑائیاں بار بار سخت اور خونریز اپنے ہم وطنوں اور ہم قوموں سے لڑنا پڑیں' ہمسایہ ملکوں سے معاہدے بھی کیے' ملک کے انتظام ہر طرح کے فرمائے' دیوانی' فوجداری' قانونی فیصلے ہر قسم کے کرنے پڑے۔ غیر مسلم تاجروں سے نامہ و پیام رکھا۔ بے شمار نمازیں پڑھیں اور پڑھائیں۔ خطبہ یا برجستہ تقریریں' خدا معلوم کتنی کر ڈالیں۔ غرض یہ کہ دنیا کو ہر ہر پہلو پر خوب برتا لیکن دنیا میں ایک بار بھی نہ پڑے--- جیسے غوطہ خور نے سمندر میں گر کر غوطہ لگایا اور جسم کا ایک رواں بھی بھیگنے نہ پایا اور جب 63 سال کی عمر شریف میں جون 632ھ میں اس فانی دنیا کو چھوڑا تو دل میں تمنا اپنے رفیق اعلیٰ کے دیدار کی بسی ہوئی تھی اور پاک اور معصوم ہونٹوں سے آواز **اللھم بالرفیق الاعلی** کی چلی آ رہی تھی۔

تعلیم یہ لائے کہ اپنی عقلوں اور ذہنوں کو مادیات کے جنجال میں نہ پھنساؤ' اسباب ظاہری و فریبی کے دھوکے میں نہ آؤ' ان سے کام تو یقیناً لو اور پوری طرح لو لیکن اصلی سہارا اور حقیقی بھروسہ ایک ان دیکھی ذات ہی کا رکھو۔ وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے' وہی سب کو پالنے' جلانے والا اور وہی سب کو آخر میں مارنے' اٹھانے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک' نہ ذات' میں نہ صفات میں--- زندگی کے چھوٹے بڑے ایک ایک عمل میں اپنی ذمہ داری محسوس کرو اور مادی و جسمانی زندگی کو سلسلہ ہستی کا ایک جزو اور بہت ہی محدود جزو سمجھو۔ تنگ نظری سے کام لے کر اسی کو کل سمجھ لینے کے دھوکے میں نہ پڑو۔ اس "آج" کا عنقریب "کل" ہونے والا ہے۔ ہر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو کر رہے گا۔ ساری تیاری اس یوم کے لیے رکھو۔

قانونی یہ بنایا کہ کوئی کسی حال میں کسی پر ظلم نہ کرے' بڑائی اور چھوٹائی اس عالم آب و گل کا بنیادی قانون ہے۔ کوئی امیر رہے گا کوئی غریب لیکن بڑے کو چھوٹے کے دبانے کا اور امیر کو غریب کے پیسے کا' حاکم کو محکوم کے ستانے کا قطعاً کوئی حق نہیں۔ میاں اور بیوی' بادشاہ اور رعایا' زردار اور نادار' ادائے

marfat.com

حقوق کے لحاظ سے اللہ کی عدالت میں سب بالکل برابر ہیں۔ دھیان اپنے فرائض کا رکھو۔ اپنی ذمہ داریوں کو ایک دوسرے کے حق میں ادا کرو' مطالبات حقوق کا نام لے کر غل غپاڑہ نہ کرو' دنیا کو ہنگامہ و فساد کے تہلکہ میں نہ ڈالو' تلوار ہاتھ میں اٹھاؤ بھی تو دنیا میں امن قائم کرنے کو' اللہ کی حکومت کا سکہ از سرنو چلانے کو' سود کا' رشوت کا' خیانت کا ایک ایک پیسہ حرام سمجھو۔ بے حیائیوں کے قریب نہ جاؤ' ننگے ناچ کی قدردانی نہ کرو' نشہ کی چیزوں کو ہاتھ بھی نہ لگاؤ' ترکہ سب وارثوں کو ان کے حصہ رسدی کے مطابق تقسیم کرو' یہ نہ ہو کہ سب کچھ بڑا لڑکا پاگیا اور دوسرے لڑکے لڑکیاں منہ دیکھتی ہی رہ گئیں۔ جوئے کی کمائی' چوری کے مال کی طرح گندی سمجھتے رہو۔ بیگانی عورت کی طرف نظر بھی نہ اٹھاؤ۔ ہاں جائز شادیاں اگر ضرورت یا مصلحت سمجھو تو ادائے حقوق کے ساتھ ایک سے زائد بھی کر سکتے ہو۔

غرض ان ساری ہدایتوں کو اپنے پروردگار سے سیکھ کر جب وہ رہبر اعظم اس دنیا سے رخصت ہوا تو وہ دنیا کے ہاتھ میں ایک مکمل ہدایت نامہ اور جامع و مفصل دستور العمل دے کر گیا اور اس کی یہ ساری تعلیمات محض لفظی نہ تھیں۔ وہ ان سب کی مشق سالہا سال تک اپنے سامنے کرا کر گیا--- اس کی قوم کے جاہلوں اور فاسقوں نے اس کا پیچھا لیا-- اسے اپنے مشن کے تحفظ کے لیے مکہ معظمہ سے جلاوطن ہو کر ڈھائی پونے تین سو کی منزلیں طے کر کے مدینہ جا بسنا پڑا تھا اور بے رحمانہ سختیوں کی کوئی قسم ایسی نہ تھی جو اسے اور اس کے وفادار ساتھیوں کو جھیلنا نہ پڑی ہو۔ ساری مشکلات پر وہ اپنی معجزانہ ہمت و تدبیر سے غالب آیا۔ ملکوتی اور لاہوتی قوتیں پہاڑوں کو اس کے سامنے پانی کرتی گئیں۔ اس نے اپنے پیچھے اپنے شاگردوں کی ایک جماعت ایک لاکھ سے اوپر کوئی سوا لاکھ کی چھوڑی اور عرب کے کوئی 10 لاکھ مربع میل پر وہ اپنی عادلانہ حکومت کا نقش قائم کر گیا۔ اس کی ہمہ گیر' بے نظیر اور جمال و جلال اور کمال سب کی جامع شخصیت

marfat.com

کے لیے ہم کو، آپ کو نہیں، یورپ کو آج تک اعتراف ہے کہ:

"وہ دنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین ثابت ہوئی"۔

The most Successfull of all prophets and religious personalities.

اس حوالہ کے لیے ملاحظہ کیجئے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے گیارہویں ایڈیشن کی جلد 15، صفحہ 898 اور اس کے لائے ہوئے لاجواب اور بیمثال خدائی کلام کے لیے بھی آج اسی یورپ کو اقرار ہے کہ اس سے زیادہ کثیر الاشاعت دنیا کے پردہ پر کوئی کتاب نہیں۔

The most widely read book in existence.

اس حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمایئے اسی انسائیکلوپیڈیا کے اسی ایڈیشن کی اسی جلد کا وہی صفحہ۔ یہ خراج عقیدت منکرین کی زبان سے کس کے حصے میں آیا"۔

"اللھم صلی وسلم و بارک علیہ"

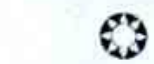

marfat.com

عبدالمقتدر حیدر آبادی

"آج بطن آمنہ سے جناب عبداللہ کے فرزند سرور کائنات، فخر موجودات، نبی رحمت، نور رب للعالمین ہدی للعالمین، خاتم الانبیاء و المرسلین، برہان الٰہی، فارق حق و باطن، کعبہ حرمین، قبلہ کونین، رسول الثقلین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و اصحابہ وسلم و بارک تسلیما" کثیرا کثیرا عالم روحانی سے جہان رنگ و بو میں تشریف لائے۔ عالم بالا میں غلغلہ تھا کہ رب کے چہیتے، فخر بشر، سرتاج انبیاء، خاتم الرسل نے آج اس جہان کو اپنے وجود مسعود سے بابرکت فرمایا اور بطن آمنہ سے وہ نور ظاہر ہوا، جس نے آتش کدۂ ایران ہی کو نہیں بلکہ ظلمت کدۂ کفر کو بھی ٹھنڈا کر دیا۔ خشک و تر، شجر حجر، بحر و بر نے اس عظیم ہستی کی آمد پر صدیوں کے طویل انتظار کے بعد نوید ولادت باسعادت سے دلی راحت محسوس کی اور اس "نئے مولود" ابن عبداللہ و آمنہ کا اپنے اپنے رنگ میں خیر مقدم کیا"۔

marfat.com

پروفیسر عبدالرشید قمر

"اللہ تعالیٰ نے عالم انسانیت کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے' جن میں یہ زمین' یہ آسمان' یہ پھولوں کی رنگینی' پھلوں کی شیرینی' لہلہاتے سبزہ زاروں کی تازگی و شگفتگی' باغ و راغ میں کھلے ہوئے حسین و دلکش پھولوں کی مسکراہٹ' خوش الحان پرندوں کی چہچہاہٹ' یہ رات کے وقت آسمان پر خوبصورت ستاروں کی جھلملاہٹ' سورج کی سنہری و روپہلی کرنوں کی جگمگاہٹ' یہ مست اور خراماں ہواؤں کی سرسراہٹ' بہار کی شادابی و دل فریبی' باد صبا کی اٹھکیلیاں' پرکشش و دلکش کوہسار کے مسحور کن مناظر پہ چلتے ہوئے پانی' صاف و شفاف بہتی ہوئی ندیاں' پچھم سے اٹھتی ہوئی گھنگھور گھٹائیں' زخار سمندر' آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑ' یہ مشام جان کو معطر کرتی ہوئی ہوائیں' باد نسیم کے ہلکے ہلکے جھونکے' یہ باد بہاری خراماں خراماں' یہ گلہائے رنگا رنگ' موسموں کے تغیر و تبدل' بہار کی سحر آفرینی' چاندنی کا دل لبھانے والا منظر' یہ تمازت آفتاب اور فصلوں کی نشوونما' پرفریب وادیاں' ان کے سینوں پر اگے ہوئے زرق برق سبزے' مناظر کوہ و دشت' انسان کی شکم پروری کے لیے یہ انواع و اقسام نعمت ہائے غیر مترقبہ شامل ہیں اور ان تمام نعمت ہائے گرانمایہ پر اپنا احسان نہیں جتایا اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے افضل اور سب سے اکمل نعمت حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت ہے اور اس نعمت بیکراں کی عظمت اور قدر و قیمت کا اندازہ اسی امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے عطیہ پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان جتایا ہے۔

سورۂ آل عمران میں فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا جب کہ انہیں میں سے ایک عظیم الشان رسول مبعوث فرمایا جو انہیں آیات الٰہی پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔ تو

marfat.com

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ پاک و کامل و اکمل ہستی کتنی قد آور ہوگی اور اس کے سیرت و اخلاق کتنے ارفع و اعلیٰ اور حسین و جمیل ہوں گے جس پر تحسین و آفرین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں اور خود اللہ تعالیٰ ان کی تعریف کرتے نہیں تھکتا۔ آیئے ذرا تاریخ کے آئینے میں جھانکتے اور آج سے چودہ سال پیشتر کے حالات کا جائزہ لیجئے جب کہ شجر زندگی کی ہر شاخ خشک ہوچکی تھی۔ تہذیب و تمدن کے پھول وحشت و درندگی کی باد سموم سے مرجھا چکے تھے۔ حسن و عمل کے زندگی بخش چشمے خشک ہوچکے تھے۔ زمین پر جوہر انسانیت کی سربلندی و شادابی کا کہیں نشان تک باقی نہ تھا۔ کشت مذاہب و اخلاق کے حدود تو باقی تھے لیکن فصلیں بالکل اجڑ چکی تھیں۔ دنیا کسمپرسی اور زبوں حالی کا شکار تھی۔ جہالت اپنے شباب پر تھی۔ تاخت و تاراج کا یہ عالم کہ انسانیت اب تک ماتم کناں ہے۔ قتل و ہلاکت اس قدر کہ کلیجہ منہ کو آ رہا ہے۔ وحشت و بربریت اور ظلم کی یہ کیفیت دریاؤں کے دل ہوں تو دہل جائیں--- پہاڑوں کے سینے ہوں تو شق جائیں' شرافت و شائستگی سر پیٹے سربازار رقص کرتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ انسانی وقار' آزادی ضمیر' عزت نفس' شرم و حیا اور تمام اخلاق اقدار نیست و نابود ہو رہی تھیں۔ ہرسو کثافتیں اور کدورتیں سر اٹھائے ہوئے تھیں۔ ظلم و ناانصافی' مخاصمت و معاندت' مسابقت و مخالف' پریشانی و سراسیمگی اور خوف و ہراس کی گھٹائیں فضائے انسانی کو ہر سو محیط کیے ہوئے تھیں۔ قرطاس گیتی پر تنازعات و منا تشات اور دنگا فساد کے خوفناک اور گھمبیر سائے بکھرے پڑے تھے۔ فتنہ و شر کی قوتیں ہرسو اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ دندناتی پھر رہی تھیں۔ بدکاری و بے حیائی' فحاشی و زناکاری کا بازار گرم تھا۔ ذاتی اغراض و مقاصد کے افکار فاسدہ اور اصنام باطلہ کی حکمرانی تھی۔ نفسیاتی خواہشات اور سفلی جذبات کی جلوہ نمائی تھی۔ قتل و غارت گری مشغلہ و معمول ٹھہری تھی۔ کہیں عورت وجہ قتل بنی تھی تو

marfat.com

کہیں زر اور زمین قتل انسان کا سبب ٹھہرے تھے۔ عدل و انصاف کی توقع عنقا تھی۔ ہر گرگ کو برۂ معصوم کی تلاش کا سماں تھا۔ "تن ہمہ داغ داغ شد پینہ کجا کجا نہم" کا عالم تھا۔ جنگل کا قانون تھا کہ طاقتور کمزور کا استحصال کر رہا تھا۔ زبردست زیردست کو ناک چنے چبوا رہا تھا۔ اخلاقی طور پر پستی اس حد تک تھی کہ جنم لینے والی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ سیاسی طور پر دنیا انتہائی بدحالی اور معاشی انحلال کا شکار تھی۔ کہیں آگ پجتی تھی' تو کہیں اپنے ہی ہاتھوں کے تراشے ہوئے بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ کہیں کواکب پرستی کا چرچا تھا تو کہیں مویشی چرانے پہ جھگڑا تھا۔ کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ تنازعہ تھا' تعیش' عیش کوشی' سہگل انگاری' اور دیوانگی کا ہر سو دور دورہ تھا۔ غرض حبس تھی' جلن تھی' گھٹن تھی' آہ و بکا' چیخ و پکار' گریہ و زاری تھی' انسانیت مغضوب و معتوب ٹھہری تھی' مظلوم و بے حس تھی' اخلاقی انحطاط' جور و ستم اور ظلم و استبداد کے پنجرے میں قید تھی۔ رہائی کے لیے عازم و کوشاں ہوتی' ہاتھ پاؤں مارتی' تگ و دو کرتی تو دار و گیر اور کشمکش رہائی میں' آہنی پنجرے کی سلاخوں سے ٹکرانے کے جسم زخموں سے چور چور اور دل داغدار و فگار اپنی بے کسی کا رونا روتی' بلکتی' آہ و فغاں کرتی' لیکن "نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن" کا سماں تھا۔ فریاد کرے تو کس سے اور روئے تو کس کے سامنے' کوئی پرسان حال نہ تھا۔ کوئی مونس و غمخوار نہ تھا' کوئی درد آشنا نہ تھا' جس سے دل کا دکھڑا کہہ کر اپنی بھڑاس نکال سکے اور باآواز بلند چیخ چیخ کر پکار رہی تھی ۔

کوئی ایسا اہل دل ہو کہ فسانہ محبت
میں اس کو سنا کے روؤں وہ مجھ کو سنا کے روئے
(حفیظ جالندھری)

marfat.com

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم اور اشرح درد اشتیاق
(مولانا رومؒ)

حال شب ہائے مرا ہمچو منے داند و بس
تو چہ دانی شب سوختگاں چوں گذرد
(شیخ سعدی شیرازیؒ)

؎ نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے
(غالب)

بے یار و مددگار دم گھٹتے پھر بیٹھ جاتی۔ کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ پھر "روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو" کا ورد شروع کرتی اور ساتھ ہی یہ بھی کہتی ؎

ذلت کا جینا ہے تو موت اچھی ہے جینے سے

اور پھر خالق کائنات سے التجا کرتی اور کہتی ؎

اس قید کا الٰہی دکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں
(اقبالؒ)

جب کچھ بن نہ پڑتا، کوئی صورت نظر نہ آتی تو پھر صیاد گمراہ انسان سے گویا ہوتی، فریاد کرتی، اس کے پاؤں پڑتی، بے انتی کرتی اور کہتی ؎

آزاد مجھ کو کر دے او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دعا لے
(اقبالؒ)

پریشانی مزید بڑھے جاتی۔ افاقے کی بجائے مرض میں مزید بڑھاوا ہوتا۔ کوئی بر نہ آتی۔ جب کوئی جز اپنے کل سے بچھڑ جائے، راہ مستقیم سے بھٹک جائے تو اسے کی کل بھی چین میسر نہیں آتا۔ اپنے مرکز سے دوری اور کج روی اس کی

marfat.com

پریشانیوں اور بے قراریوں میں یونہی انشاذ کیا کرتی ہے۔ اس فلسفے کو برگزیدہ ہستیوں نے یوں بیان فرمایا ہے ۔

تا مرا از نیستان بریدہ اند　　از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

(مولانا رومیؒ)

جب سے چمن چھٹا ہے یہ حال ہوگیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے، غم دل کو کھا رہا ہے

(اقبالؒ)

کہتے ہیں کہ خدا کے حضور دیر ہے، اندھیر نہیں۔ بالآخر جبر و استبداد اور مصائب و شدائد کی چکی میں پستی، سسکتی اور بلکتی انسانیت کی سنی گئی۔ رب ذوالمنن، اللہ رب العالمین رحمٰن رحیم کا سحاب کرم زندہ امیدوں اور تابندہ آرزوؤں کی ہزاروں جنتیں اپنی آغوش میں لیے ربیع الاول کے مقدس مہینے فاران کی چوٹیوں پر جھوم کر آیا اور بارامین کی مبارک وادیوں میں کھل کر برسا۔ انسانیت کی مرجھائی کھیتیاں لہلہا اٹھیں۔ اخلاق و تمدن کے پژمردہ پھولوں پر پھر سے بہار آ گئی۔ عمرانیت وحدنیت کے سبزۂ پامال میں نزہت و لطافت پیدا ہوگئی۔ اعمال صالحہ کے خشک چشمے حیات تازہ کی جوئے رواں میں تبدیل ہوئے۔ طغیانی و سرکشی کی باد سموم، عدل و احسان کی جاں بخش نسیم سحری میں بدل گئی۔ فضائے عالم مسرتوں کے نغموں سے گونج اٹھی۔ انسان کو نئی زندگی اور زندگی کو نئے ولولے عطا ہوئے۔ آسمان نے جھک کر بصد عجز و نیاز زمین کو مبارک باد دی کہ تیرے بخت نے یاوری کی اور تیرے خوش نصیب ذروں کو اس ذات اقدس و اعظم نور مجسم کی پابوسی کی سعادت نصیب ہوگئی۔ جو عالم موجودات کے سلسلہ ارتقاء کی آخری کڑی ہے، جس سے شرف انسانیت کی تکمیل ہوگئی جو بفضلہ تعالیٰ علم و بصیرت کے اس افق اعلیٰ پر جلوہ فرما ہے، جہاں عقل و عشق، ناسوت و لاہوت، اور وہ قوسین کی طرح آپس میں

marfat.com

ملتے ہیں جو دانش روحانی اور حکمت برہانی کے اس مقام بلند پر فائز ہے جہاں غیب و شہود کی وادیاں دامن نگاہ سمٹ کر جاتی ہیں۔ وہ آنے والا آ گیا جس کی آمد' ملوکیت و قیصریت کے لیے پیغام فنا تھی۔ مجوسی ایران کے آتش کدوں کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی کہ اب انسانی تصورات کی دنیا نار کی جگہ نور سے معمور ہوگئی۔ دنیا سے باطل کی تاریکیاں دور ہوگئیں کہ آج اس آفتاب عالمتاب کا طلوع ہوا' جس کے بھیجنے والے نے اسے جگمگاتا چراغ کہہ کر پکارا' جس کے نور سے صحرائے حجاز کے ذرے جگمگا اٹھے۔ بلد امین کی گلیوں کا نصیبہ جاگا کہ آج اس آنے والے کی آمد آمد تھی جس کی طرف جبل متین پر حضرت نوح نے ارشاد کیا تھا اور جسے کوہ زیتون پر حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کی وجہ تسکین خاطر بتایا تھا۔ جس کی بشارتیں وادی کوہ طور سینا میں بنی اسرائیل کو دی گئیں تھیں اور جس کے لیے دشت عرب میں حضرت خلیل اللہ اور ذبیح اللہ نے اپنے خدا کے حضور دامن پھیلایا تھا۔ وہ آنے والا آیا' اس شان زیبائی و رعنائی سے آیا کہ زمین و آسمان میں تہنیت کے غلغلے بلند ہوئے' مجبور و مقہور اور گم گشتہ راہ انسانیت پر خدائے بزرگ و برتر کو رحم آیا۔ انسانیت کو چارہ گر مل گیا' اس کے دکھوں کا مداوا کرنے والا مل گیا' اس کے زخموں اور گھاؤں پر پھاہا رکھنے والا میسر آ گیا۔ اس کے دکھ درد بانٹنے والا مل گیا' اس کی تکلیف کا ازالہ کرنے والا مل گیا' اسے مسیحا نفس مل گیا' جسؐ نے اسے نئی زندگی بخشی' اس کی چینوں اور سسکیوں کا معالج مل گیا۔ غریبوں کا مولیٰ اور بے کسوں کا ملجا و ماوی مل گیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت نے انسانیت کی قدریں بدل دیں' معاشی و معاشرتی' اخلاقی و سیاسی' دینی اور ملی روایات کو پست معیار سے اٹھا کر ایک بلند معیار بخشا۔ آپؐ کی نظر کیمیا اثر نے درندوں کو غمزار دوراں بنایا۔ گڈریوں کو سلطان عالم بنایا' وحوش و بہائم کو انسان بنایا۔

ایا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا   نظر میں' خبر میں' اذان سحر میں

marfat.com

طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو وہ سوز اس نے پایا انہی کے جگر میں

(اقبالؒ)

قربان جاؤں آفتاب نبوتؐ، مہتاب رسالتؐ، پیکر تسلیم و رضا، محرم اسرار حرا، شاہ دین، حضور سید المرسلین، خاتم النبیینؐ کے جو زہد و قناعت، رشد و ہدایت، رافت و رحمت، صدق و دیانت، سخاوت و شجاعت، صبر و استقامت، شفقت و محبت، مہمان نوازی و خدمت، ایثار و مروت، تقویٰ و طہارت، خوش خلقی و اخوت اور شرافت و صداقت کے پیکر تھے۔ آپ میں حلم و سخاوت ابراہیمؑ، صدق اسمٰعیلؑ، شکر داؤدؑ و سلیمانؑ، صبر ایوب، حسن یوسف، معجزات موسیٰؑ، مناجات زکریا، دم عیسیٰؑ سبھی یکجا ہو گئے تھے اور اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ ؎

حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ ید بیضاداری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بعد از خدائے بزرگ توئی قصہ مختصر"

marfat.com

سید عطا الرحمٰن جعفری

"سلام ہو مکہ کے شہر یار پر
سلام ہو ہادی برحق پر

فرشتوں کی پیش گوئی قریب تھا کہ پوری ہو جائے اور کائنات انسانیت کی جبین نورانی پر فساد فی الارض کا داغ لگ جائے۔ باغ رشد و ہدایت کو سرکشی اور ہلاکت کی خزاں نے اس بری طرح لوٹ لیا تھا کہ اس کی کامل تباہی کا اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ شیطان اپنا تخت دنیا کے چاروں کونوں پر بچھا کے اس طمطراق کے ساتھ بیٹھا تھا کہ خیال ہوتا تھا کہ قیامت تک اس کو جنبش نہ ہوگی۔ الغرض ایسے حال میں **ظھر الفساد فی البر و البحر** کی حقیقت تمام روئے زمین پر طاری تھی، رحمت الٰہی جوش میں آئی **انی اعلم ما لا تعلمون** کے ارشاد ربانی نے غیرت کی کروٹ بدلی اور عہد رسالت کا طاہر و مطہرؐ چشمہ پوری قوت کے ساتھ مکہ معظمہ سے پھوٹا، جبین انسانی سے داغ معصیت دھل گیا۔ رشد و ہدایت کا اجڑا ہوا باغ سیراب ہو کر لہلہا اٹھا۔ شیطان کا تخت خس و خاشاک کی طرح بہہ کر ہلاک ہوگیا اور امن و امان کی لم یزل حکومت دنیا میں قائم ہوگئی۔ یعنی ماہ ربیع الاول میں عین موسم بہار میں دو شنبہ کے روز جگر گوشہ آمنہ، شام حرم، حکمران عرب، فرماں روائے شہنشاہ کونین عالم اقدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوئے۔

اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و اصحابہ وسلم

سن قمری کے حساب سے آج اس روح پرور اور دلکش واقعہ کو تقریباً چودہ سو سال سے زائد گزر چکے ہیں۔ اس کے بعد کائنات کی چشم پیرانہ سال نے اس قدر دل فریب اور محبوب منظر نہیں دیکھا اور نہ اب دیکھے گی۔ اس لیے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے خدا کی نعمتیں کمال

marfat.com

کو پہنچ گئیں۔ دین مکمل ہوگیا' شریعت پر تکمیل کی مہر لگ گئی۔ نبوت کے خزانوں کے دروازے پوری طرح کھول کر اور اس کی تمام دولتیں نچھاور کر کے اس کے دروازے بند کر دیے گئے اور اب قیامت تک کوئی شخص یہ ادعا لے کر نہیں آئے گا کہ میں خدا کی طرف سے فرستادہ ہوں' آؤ اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اب رشد و ہدات کا ایک ہی دروازہ ہے' اب رضاء الٰہی کے حصول کی ایک ہی راہ ہے اور اب نجات و فلاح کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس لیے ہدایت پانا آسان ہوگیا ہے اور نجات پانا سہل بنا دیا گیا ہے۔ مینائے نبوت کے منہ پر مہر لگا دی گئی ہے۔ اگر حضور صلعم کے بعد جدید انبیاء کا سلسلہ قائم رہتا تو دین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ امت محمدیہ کا شیرازہ بالکل بکھر جاتا۔ ملت اسلامیہ مختلف انبیاء کے پیروؤں میں تقسیم ہو کر رسول اکرم سے دور جا پڑتی۔ اس لیے کہ انبیاء کی آمد ایک بڑا امتحان ہے اور قومیں ہمیشہ مومنین اور کافرین میں تقسیم ہو جایا کرتی ہیں لیکن اللہ کو منظور یہ تھا کہ اب محمدؐ ہی کا تخت اجلال دنیا پر بچھایا جائے۔ ہدایت کی بھیک اسی کے در سے مانگی جائے۔ بہشت کے دروازوں کی کنجی اسی سے طلب کی جائے۔ رضائے خداوندی اسی کے ذریعہ تلاش کی جائے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کاملہ کا نزول فرما کر انبیاء کا مزید سلسلہ بند کر دیا"۔

marfat.com

چوہدری غلام جیلانی (بی۔ اے)

"یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟

جب کہ سورج آسمان کے وسط سے نیچے ڈھلک رہا ہے اور فرات کی روپہلی لہروں پر ڈھونگے اور مچھوے نرم ریشم کی مانند تیر رہے ہیں۔ بابل کی گلیوں سے روشن چہروں والے لوگ باہر نکل رہے ہیں اور اس کی شاہراہوں کی خوش آہنگ آبادی اپنے پیچھے ایک سناٹا بکھیرتی چلی جا رہی ہے۔ عورتیں فرات کے کوئلے اور دریائی چاندنی کے زیور پہنے کھلکھلاتی جا رہی ہیں۔ نوجوانان بابل ریشمی عبائیں اوڑھے ان کی طرف کنکھیوں دیکھ رہے ہیں۔ سب ایک ہی حرکت کے ساتھ جا رہے ہیں۔ گلیوں سے باہر' بازاروں سے باہر' شاہراہوں سے باہر' باہر فرات کے کنارے' کھلے میدان میں' جہاں بابل کا سالانہ جشن اپنا خراج مسرت ان سے وصول کرے گا۔ اس دن عورت مرد کا انتخاب کرے گی اور مرد عورت کا۔ چاندی کا ایک سکہ ہی کافی ہو گا اور مطلوب طالب کی جھولی میں ہو گا۔ دریائی سرکنڈے کی بانسری کے نغمے فضا کے دوش پر تیر رہے ہوں گے۔

"لے لو شب فردوس کے پھول' اگر تمہاری محبوبہ فرقت میں روتی اور ہنگام وصل ہنستی ہے تو نجم شب اس کے لیے مناسب ہے اور اگر وہ تمہارے بازوؤں میں آنسوؤں کے موتی پروتی ہے تو بلال قلب اس کو بحال کر دے گا"۔

بوڑھے پھول فروش نے ایک نوجوان کو دیکھا جو ایک نازنین کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا۔ وہ جھپٹ کر اس کی طرف بڑھا۔ "آنکھوں کی ٹھنڈک جوان' اگر تمہاری محبوبہ ان دونوں صفات سے عاری ہے تو فغان سحر لے لو"۔

بوڑھے کی خوشامد آمیز مسکراہٹ اس کی آنکھوں تک پھیل گئی۔ نوجوان نے زمین پر تھوکا اور اس کی طرف دیکھے بغیر چل دیا۔

کھلے میدان میں انسانوں کا بوقلموں ہجوم متحرک تھا۔ شمس دیوتا کی قربان گاہ

marfat.com

کی طرف اچھوتے بیل ہانکے جا رہے تھے' جن کے سفید چمڑے سورج کی طلائی تابش سے سرخ ہو رہے تھے اور قربان گاہ پر شمس دیوتا اس خون کو غضب کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جو نرم گردنوں کی **نسیجوں** سے رستے رستے ایک ندی کی شکل میں بہنے لگا۔ اس کا چہرہ ابھی تک تمتما رہا تھا۔ قربان گاہ کے پیچھے بابلی راہب لمبی لمبی عبائیں پہنے اپنی جھولیوں میں دریائی پھولوں کے ڈھیر لیے مقدس راگ گا رہے تھے۔ ان کی طویل گھنگھریالی لٹیں ان کے شانوں پر سانپوں کی طرح بل کھا رہی تھیں اور لمبی داڑھیاں فرات کی لہروں کی طرح لہرا رہی تھیں۔ ان کے سر مذہبی جنون اور **سر گشتگی** سے بید مجنوں کی طرح کانپ رہے تھے اور پسینے کی پتلی لکیریں ان کی پیشانیوں سے پہاڑی چشموں کی طرح پھوٹ رہی تھیں۔ ان کی لرزتی ہوئی ہم آہنگی فضا میں مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح پھیل رہی تھی۔

ڈونگے اور مچھوے پانی پر دوشیزہ کی آوارہ آنکھوں کی طرح تیر رہے تھے اور بابل کے میناروں کے سائے خاکی زمین کو چوم رہے تھے۔

"مجھ کو سن دیوتا کی قسم' میں اپنا پہلا بچہ اس کی نذر کر دوں اگر وہ آہو چشم مجھے مل جائے" ایک گھنی مونچھوں والا اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔

"صرف ایک شب کے عوض میں اس کے گیسوؤں کے ڈنگ سے اپنی جان دینے کو تیار ہوں۔ صرف ایک شب کے عوض' شام کی پہلی سیاہ دھاری سے سحر کی پہلی سفید دھاری تک" دوسرے نے آہ سرد بھر کر کہا۔

ہجوم شہر سے مکڑیوں کی طرح نکل رہا تھا اور باہر کی طرف جا رہا تھا۔ ہجوم پہاڑیوں کے بل دار راستوں سے چیونٹیوں کی طرح اتر رہا تھا اور باہر کی طرف جا رہا تھا۔ ہجوم مرغزاروں اور وادیوں سے تیتروں کی طرح اڑتا آ رہا تھا اور باہر کی طرف جا رہا تھا' جہاں فرات کا دیوتا عقیدت کے پھول قبول کر رہا تھا۔ پانی کے کنارے امیدوں بھرے ہاتھ اپنی بھینٹیں لیے پھیلے ہوئے تھے۔ پانی کی لہر جونہی آتی' ہاتھوں سے پھول چھوٹ جاتے اور دیوتا منہ پھاڑ کر انہیں نگل لیتا۔ یکایک

marfat.com

ایک دردناک چیخ اٹھی اور ایک عورت سسکیاں بھرتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے پھول کیچڑ میں دھنسے رہ گئے اور موج ایک کف آلود سرسراہٹ کے ساتھ لوٹ گئی۔

"ابھاگنی"۔

عورت کے شانے پر ایک مضبوط ہاتھ پڑا۔ اس نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں اٹھا کر دیکھا۔ اس کے پیچھے فرات دیوتا کا راہب کھڑا تھا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا اور اس کی چاند دھوپ میں چمک رہی تھی۔

"تم بیوہ ہو؟"

"ہاں مقدس باپ" اس نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"تم معبد میں کتنے برس رہ چکی ہو؟"

"دو برس"۔

"تمہارا وہی ٹھکانہ ہے"۔

عورت نے پلو میں منہ چھپا لیا لیکن اس کی سسکیاں اس کے بھنچے ہوئے ہونٹوں سے کھسک گئیں۔ اس کا چہرہ گلاب سے لالہ بن گیا۔ اس کا جسم فرات و دجلہ کے مقدس پانیوں سے دھلا ہوا تھا۔ جونہی وہ چلی' راہب کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ گویا ہوس کی چنگاری سے۔

سورج پہاڑیوں کے پیچھے چھپ رہا تھا اور بابل کے میناروں کے سائے فرات کے کناروں کو چھوڑ رہے تھے۔ میدان میں مشعلیں رات کی لاتعداد آنکھوں کی طرح روشن ہو رہی تھیں اور انتخاب کی منتظر عورتیں کنوؤں سے لگی کھڑی تھیں۔ قہقہے اور گیت فضا میں تھرتھری پیدا کر رہے تھے۔ بابل مکمل سناٹے میں کھڑا تھیر سے اس میدان کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں اس کا سارا شوق منتقل ہو چکا تھا۔ صرف ایک جواں سال لڑکا تھا جو مکانوں کے سایوں کی آڑ لیتا ہوا اس کی تنہا و سنسان گلیوں میں گھوم رہا تھا۔ وہ معبد عظیم کے سامنے رک گیا جس کے اندر

marfat.com

ایک صد ایک طلائی بتوں کے سامنے مقدس آگ کے شعلے سرگوشیاں کر رہے تھے اور اس کے ستونوں کے درمیان عنبر و عبیر اور خوشبودار عود کی لپٹیں چکر لگا رہی تھیں۔ وہ بے دھڑک اس بت کے سامنے جا کھڑا ہوا جو سب بتوں کے وسط میں تھا اور اپنی ہیئت و حجم سے ان کا سردار معلوم ہو رہا تھا۔ اس نے لڑکے کی اس جسارت آمیز گستاخی پر اسے اپنی سرخ زمردی آنکھوں سے گھورا۔ لڑکا بدستور بے خوف اس کی اور اس کے ننھے منے چیلے دیوتاؤں کی طرف دیکھتا رہا جن کے طلائی جسموں پر مقدس شعلوں کے سائے زیرو بم کھیل رہے تھے۔

"تم مجھے کائنات اور اس کے اندر بسنے والی زندگی کی حقیقت سے آگاہ کر سکتے ہو؟ یہ سب راز کیا ہے؟"

بڑے دیوتا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔ اس سے پہلے کبھی کسی نے ایسا سوال نہ کیا تھا۔ ہمیشہ لوگ آتے' سر جھکائے ان کی حمد و ثناء کرتے اور گڑگڑا کر اس کے سامنے اپنی پوشیدہ آرزوئیں ظاہر کر کے چل دیتے۔ کبھی کسی نے آنکھ اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے کی جرات نہ کی تھی۔ پھر یہ کون تھا؟ جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس سے یہ سوال پوچھ رہا تھا اور اس کے علم کی گہرائی جانچ رہا تھا۔ بڑے دیوتا کی آنکھوں کی سرخی شعلوں کی مانند گہری اور چمکدار ہو گئی۔

"تم مجھے انسانی خلقت کا راز بتا سکتے ہو؟"

تہوار کے قہقہے پانی کی موجوں کی طرح اچھلے۔ اب کے دوسرے دیوتاؤں کے کان بھی کھڑے ہو گئے۔ یہ کس طرح ممکن تھا کہ ایک گستاخ اور منہ پھٹ لڑکا ان سے ایسے سوالات پوچھے جن کا خود انہیں بھی سان و گمان نہ ہوا تھا۔

"تم مجھے بتاؤ گے یا نہیں؟" لڑکے نے تلخ لہجے میں پوچھا۔ "کتنے عرصے سے میرا دل بے قرار ہے کہ میں معلوم کروں کہ یہ سب شور کیسا ہے؟ میری آنکھیں گھومتی ہیں اور اپنے گرد رنگوں کی قوس قزح اور صورتوں کی بوقلمونی دیکھتی ہیں۔

marfat.com

میوے کان صورت کے تال و تناسب سے بھر جاتے ہیں۔ وہ کیا ہے جس سے ان میں شیرینی و تلخی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ عالم آہنگ و رنگ! مجھ کو بتاؤ یہ کیا ہے کہ جب میں آنکھیں موند لیتا ہوں تو میرے اندر کی دنیا ہفت رنگ کی کلی کی طرح کھل جاتی ہے جس سے نغموں کے سوتے پھوٹ بہتے ہیں اور رنگ برنگ کے پھول بہار کا دامن تھامے نمودار ہو جاتے ہیں لیکن جب اس طرف سے بھی توجہ ہٹتی ہے تو کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں رہتا! کیا یہ سب کھیل کسی کی کامل توجہ کا نتیجہ ہے یا یہ ایک وسیع مرض کا بوس ہے جو سب جانداروں کو احاطہ کیے ہوئے ہے؟ میں نے ستاروں کی قندیلوں کو گم ہوتے دیکھا' سورج کی طشت کو افق میں ڈوبتے دیکھا اور چاند کے نقرئی حسن کو سورج کی قہرمانی کے سامنے فق ہوتے دیکھا۔ کیا یہ سب جلال و جمال کی آنکھ مچولی ہے؟ مجھ کو بتاؤ یہ سب کچھ کیا ہے؟ میں تم سے پوچھ رہا ہوں' جس کے سامنے بابل کے ان گنت لوگ اپنی آرزوؤں کو دل کے طشت میں لے کر آتے ہیں۔ میری مشکل بھی حل کر دو"۔

بڑے دیوتا کی زمردی آنکھوں میں شعلے کانپ رہے تھے۔ ننھے منے دیوتا ساکن کھڑے اپنے سرخیل کی بے بسی اور لڑکے کی جسارت پر متعجب ہو رہے تھے۔ آگ میں عجیب قسم کی بے چین سرسراہٹ پیدا ہو رہی تھی۔ اس کے شعلے لاتعداد اژدہوں کی زبانوں کی طرح لپک رہے تھے۔

"اگر تم میرے سوالات کا جواب نہ دو گے تو میں تم سب کے سر پھوڑ دوں گا"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی آستین سے ایک کلہاڑا نکالا جس کا پھل آگ کی روشنی میں چمک اٹھا۔

باہر سے قہقہوں کا شور اٹھا۔ بڑے دیوتا کی آنکھیں خوف سے بے نور ہو گئیں اور ننھے منے دیوتاؤں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"کوئی جواب نہیں تو پھر میں تم سب سے باغی ہوں۔ سن لو میں تم سب سے اور تمہارے بنائے ہوئے جہان سے باغی ہوں"۔ یہ کہہ کر اس نے ایک سر۔

marfat.com

سے دیوتاؤں کی گردنیں اتارنا شروع کر دیں۔ انسانی زندگی کو گمراہ کرنے سے بہتر ہے کہ تم نابود ہو جاؤ۔ اگر تم میں بدلے کی جسارت ہے تو اپنی تمام قوتیں لے آؤ اور مجھ کو جو سزا دے سکتے ہو دو۔ ایک---- دو----- تین---- چار-----

سوائے بڑے دیوتا کے، جس کی آنکھوں کی چمک بالکل ہی زائل ہو چکی تھی، اس نے سب کے سر اتار دیے۔ پھر اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا "تمہیں اس کے ذمہ دار ہو چونکہ تم میرے سوالوں کا جواب نہ دے سکے، اس لیے مجھ کو یہ کام کرنا پڑا"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اس کے کندھے پر کلہاڑا رکھ دیا۔

صبح کے وقت لڑکا پکڑا گیا۔ ایک جزام زدہ بڑھیا، جو جشن بابل میں شریک نہ ہو سکی تھی، نے اس کو معبد سے نکلتے دیکھ پایا تھا۔ بابل میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ہر آنکھ غضب سے شرربار ہو رہی تھی۔ ان کے خداؤں کی بے حرمتی؟ آسمان کیوں نہ ٹوٹ پڑا، زمین کیوں نہ پھٹ گئی۔ یک بیک شہر تلواروں کی چمک اور بھالوں کی نوکدار انیوں سے بھر گیا۔ جوش و غضب کے نعرے لگنے لگے۔

بڑے راہب نے غضبناک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "لڑکے تم نے یہ کام کیا ہے؟" ہیکل کے اندر چھوٹے بتوں کے سر ٹوٹے ہوئے ناریلوں کی طرح بکھرے پڑے تھے۔

"نہیں یہ تو بڑے دیوتا کا کام ہے۔ اس سے پوچھو جس کے کندھے پر کلہاڑا ہے"۔

"کبھی بت بھی بول سکتے ہیں؟" مقدس راہب نے جھنجلا کر کہا۔

لڑکے نے طنز آمیز نگاہوں سے بوڑھے راہب کی طرف دیکھا--- وہ وفور اضطراب سے اپنے ہونٹ چبا رہا تھا۔ "پھر تم انہیں پوجتے کیوں ہو؟ اگر وہ تمہارے سوالوں کا جواب بھی نہیں دے سکتے"۔ راہب کی زبان بتوں کی مانند

marfat.com

گنگ ہو گئی۔

وہ بھی اس کے سوالوں کے جواب نہ دے سکا۔ غضبناک ہجوم یہ گستاخانہ رویہ برداشت نہ کر سکتا تھا اور انہوں نے اسے آگ میں زندہ پھینک دیا لیکن وہ بھی راہب اور اس کے خداؤں کی طرح بے بس ہو کر ٹھنڈی پڑ گئی۔ اس کے بعد اس لڑکے نے، جس کا نام آئندہ نسلوں نے ابراہیمؑ سنا، اپنے خدا کا ایک الگ مسکن وادی غیرذی زرع میں لا بنایا کیونکہ اس کا خدا آبادیوں سے زیادہ تر ویرانوں میں بستا تھا۔ یہ معبد ایک سادہ اور کچا مکان تھا جس کی چاردیواری قد آدم سے بڑھی نہ تھی۔ وہاں عود و عنبر اور لوبان نہ سلگتے تھے کیونکہ اس کا خدا تکلف پسند نہ تھا۔ وہاں کوئی رسم و آئین نہ تھا، وہاں کسی قربان گاہ اور بھینٹ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس کا خدا صرف دلوں کی نیاز قبول کرتا تھا۔

جب عالم انسانی میں وہ مرکز تیار ہو رہا تھا، ابراہیمؑ معمار کا کام کر رہا تھا اور اسمٰعیلؑ مزدور کا۔ باپ بنیاد چن رہا تھا، بیٹا اس کے لیے مواد مہیا کر رہا تھا۔ جب دیواریں مکمل ہو چکیں تو باپ نے مسکرا کر بیٹے کی طرف دیکھا، اس کا نور اس کے سینے میں جاگزین ہوا۔ پھر یعقوب و یوسف میں، پھر وہ نور کوہ سینا پر چمکا اور اس کے بعد اسی نور کی مشعل لیے ایک واعظ بے نوا بیت المقدس کی گلیوں میں گھوم رہا تھا۔

اس کے بعد وہ نور کدھر جائے گا۔

---------- (۲) ----------

یہی سوال تھا جو احوبہ کے فکر پر مسلط تھا۔ اس کا معلم بوڑھا منجم اپنی آنکھوں پر ہاتھ سے سایہ کئے ستاروں کی طرف دیکھ رہا تھا، جو بیت المقدس کے گرم آسمان پر بہار کے سفید پھولوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی بیضوی آنکھیں ستاروں کے ازدحام میں مضطربانہ گھوم رہی تھیں۔ احوبہ کھڑی کھڑی تھک گئی۔ اس نے محسوس کیا گویا اس کی پنڈلیوں میں سوئیاں سی چبھ رہی تھیں۔ وہ

marfat.com

رصد گاہ کے کٹہرے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہوگئی۔ اس کی آنکھیں اندھیرے میں بھی یسوع ناصری کے کلیسا کی بلند صلیب دیکھ سکتی تھیں۔ وہ بوڑھے منجم کی طرف یک بیک جھنجھلا کر مڑی' جس کی نگاہیں ستاروں کے جھرمٹ میں بدستور الجھی ہوئی تھیں۔

"اے حکمت کے باپ تم کیا دیکھ رہے ہو؟"

اس کا بے گوشت ہاتھ اٹھا اور خود بخود داڑھی پر پھرنے لگا۔

"وہ دو نئے ستارے---- وہ یقیناً سیارے نہیں۔ ان کی روشنی اتنی تیز' صاف اور مستعد" وہ بڑبڑایا' گویا اپنے آپ سے کچھ رہا تھا۔

احوبہ نے اس کے الفاظ سن لیے لیکن اس نے اپنے سوال کو پھر دہرایا۔ اس کے بالوں میں گندھی ہوئی کلیوں کی ہلکی ہلکی خوشبو رات کی گرمی میں تحلیل ہو رہی تھی۔ وہ بے اختیار آنکھیں موند لینا چاہتی تھی۔

"ہو ہو ہو" بوڑھے نے اپنے گھٹے ہوئے سانس کو آزاد کیا۔ "یہ دو ستارے اس سے پہلے آسمان پر نہ تھے۔ عجیب بات ہے۔ سمیہ چراغ اور کتاب لاؤ"۔

"کون سے ستارے حکیم السموت؟"

"وہ دیکھو" اس نے اپنی انگلی سے اس کی طرح اشارہ کیا جہاں سلیمان کے نابور ہیکل کی یاد میں ایک پہاڑی رہ گئی تھی' اس کے عین اوپر دو ستارے چمک رہے تھے۔ کسی مقدس فرشتے کی آنکھوں کی طرح مستعد یا نوپید غزالی کی آنکھوں سے مشابہ------

حبشن خادمہ زیتون کا چراغ اور چرمی کتاب لیے آگئی۔ اس کے چہرے کی سیاہی زیتون کی سفید روشنی میں اور بھی گہری ہوگئی۔ اف "تو تو شیطان کی کتیا دکھائی دیتی ہے"۔ احوبہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بوڑھا منجم اپنی کتاب کے عتیق صفحات الٹ پلٹ رہا تھا۔ وہ کچھ دیکھتا' کچھ پڑھتا' پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا لیتا۔ احوبہ اس کی لمبی سفید داڑھی کی طرف

marfat.com

دیکھ رہی تھی جو اس کے عمامے کے عین نیچے سینے تک لٹک رہی تھی۔ اس کی پھیلی ہوئی گھنی بھنویں اس کی آنکھوں پر کھجور کی چھتریوں کی طرح سایہ کر رہی تھیں۔ اس کا سفید جبہ اس کے نحیف جسم پر مانگے تانگے لباس کی مانند ڈھیلا ڈھالا لٹکا ہوا تھا۔

"اس کی سمت؟" وہ یک بیک چلا اٹھا۔

وہ ستاروں کی طرف ایسے دیکھ رہا تھا گویا کسی کو طوفان کے آثار نظر آ جائیں۔ اس کی پتلیاں پھیل گئیں۔ دیئے کی سفید لو اس کی آنکھوں میں مقدس زردشتی آگ کی طرح ناچ رہی تھی۔ یکایک صحرائی ہوا کا ایک جھونکا آیا اور دیئے کو بجھا گیا اور وہ دونوں اندھیرے میں ستاروں کی طرف تکتے رہ گئے۔

"اے صاحب اسرار نجوم' حوریں تیری داڑھی میں موتی پروئیں' کچھ مجھ کو بھی بتا"۔

منجم نے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ دو ستارے مل کر ایک شعلہ پیدا کرنے والے ہیں' جو جہان قدیم و فرسودہ کو خاکستر کر کے ایک نئے جہان کو روشن کرے گا۔ یہ کائناتی انقلاب کے آثار ہیں"۔

احوبہ کی غزالی آنکھیں بوڑھے کو حیرت سے تک رہی تھیں اور بوڑھے کا سراپا بید مجنوں کی طرح لرز رہا تھا۔

"بیت المقدس کا نور فاران کی جانب ڈھلک رہا ہے۔ ایک قوت اس شہر کو قصہ پارینہ بنانے والی ہے"۔

احوبہ کی عبرانی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کی آنکھوں میں اسرائیلی آگ کا پرتو تھا۔ وہ ایک یہودی رقاصہ کی بیٹی تھی' جس کا شہرہ قیصر و کسریٰ کے درباروں میں گونج چکا تھا۔ اس کی ماں نے ساری عمر بدن کے ہیجانات اور لعل و جواہر کے شعلہ بار سمندر میں گزار دی' یہاں تک کہ وہ اس سے اس قدر سیر ہو گئی کہ اس

marfat.com

کا دل نفرت اور خوف کے جذبات سے لبریز ہوگیا۔ اگر وہ خوف کی طرف جھک جاتی تو اس کا مقام مسجد اقصیٰ کے کسی محراب کا گوشہ تھا اور اگر وہ نفرت سے متاثر ہوتی تو اپنے ہر محب کو ہنگام وصل قتل کر دیتی۔ شاید وہ اپنے حواس ہی کھو بیٹھتی یا شاید اس کے زمردی ہونٹوں میں ایسی بے پناہ تلخی اور آگ پیدا ہو جاتی کہ ان سے چھونے والا ہر ہونٹ خاکستر ہو جاتا۔ اسی فکر میں غلطاں' وہ روز بروز زندگی کے ہنگاموں سے دور ہوتی گئی۔ اس کی آنکھوں کی گرم چمک ٹھنڈی پڑنے لگی اور بیت المقدس کے میخانوں میں رندان تیز نگاہ نے اس کے شعلہ آسا حسن سے شبنم کے قطرے جمتے دیکھ لیے۔ اس نے رقص کرنا چھوڑ دیا اور اپنے آپ کو اپنے مکان کی چار دیواری میں مقفل کر دیا۔ دو ہلالوں کے بعد وہ دیوار گریہ کے سایہ میں روتی ہوئی پائی گئی۔ وہاں اس نے خدائے توریت و زبور سے ایک میثاق کیا۔ اگر اس کے ہاں کوئی لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اس کو راہ رشد و ہدایت پر ڈالے گی۔ چند ایام کے بعد اس نے ہرمقس نامی ایک سوداگر سے شادی کر لی۔ وہ ہیروں کا تاجر تھا اور اس کے جہاز سرخ پانیوں میں تیر رہے تھے۔ جب لڑکی پیدا ہوئی تو اس نے ایک جشن منایا اور لڑکی کی تربیت و تعلیم کے لیے بیت المقدس کے سربرآوردہ عالم مقرر کیے۔ اسے چودہ علوم کے اسرار پڑھائے گئے اور جب وہ فارغ التحصیل ہوئی تو کنعان کے چاردانگ میں اس کا نام گونج رہا تھا۔

"کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ فضیلت اب بنی اسرائیل سے رخصت ہونے والی ہے؟"

بوڑھے نے پھر ستاروں کی طرف دیکھا۔

"ایسا ہی دکھائی دے رہا ہے"۔

"اگر وہ نور بیت المقدس سے نکلنے ہی نہ پائے تو پھر؟"

منجم نے اپنی بیضوی آنکھیں گھما کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے ہونٹ دانتوں میں دبائے دور دیکھ رہی تھی' جہاں مسجد اقصیٰ کا سیاہ کلس اوندھے پیالے

marfat.com

کی طرح نظر آ رہا تھا۔

"جس کی پشت سے وہ مشعل نکلنے والی ہے اگر تم اس کی نشانیاں مجھ کو بتا دو تو تم دیکھ لو گے کہ بیت المقدس کے تقدس کے سامنے میں کس طرح ایک سد آہنی بن کر کھڑی ہو جاؤں گی"۔

اس کے گلے کا نیلم آسمانی ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔ منجم نے اس کے الفاظ کے اندر اس کی ماں کا جنون دیکھ لیا۔ اس کے الفاظ آہنی عزم اور آتشیں جوش میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"تمہیں وہ شخص فاران کی چوٹیوں کے نیچے ملے گا۔ اس کی پیشانی لافانی تابانی سے منور ہوگی"۔

اس کے بعد دونوں چپ چاپ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے۔ بیت المقدس کے گرم آسمانوں پر سلیمان کے نابود ہیکل کے ڈھیر کے اوپر ستارے بدستور چمک رہے تھے احوبہ دل ہی دل میں کہہ رہی تھی "ایک ستارہ میں ہی ہوں' میں اس شمع کو ضرور واپس لاؤں گی"۔

دوسرے دن وہ دیوار گریہ کے پاس کھڑی رو رہی تھی۔ دیوار کے پرلی طرف توریت کی یزدانی تختیاں زیر زمین دفن تھیں لیکن کون جان سکتا تھا کہ وہ کس سل کے نیچے تھیں؟ اس لیے کوئی انسانی قدم ان پتھروں پر چلنے کی جرات نہ کر سکتا تھا۔ مبادا خاکی انسان کے پاؤں آسمانی الفاظ پر پڑ جائیں اور ساتوں آسمان ریت کے گھروندے کی طرح کھڑکھڑاتے ٹوٹ گریں۔ سسکیوں اور ہچکیوں کی آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی آوازیں گھٹے ہوئے حلقوں سے پیدا ہو رہی تھیں۔ اسرائیل کی بدقسمت اولاد اب بھی اسی جگہ کھڑی تھی' جہاں موسیٰؑ و ہارونؑ نے اسے چھوڑا تھا۔ وہ حیران و سرگشتہ تھی۔ جب سے ارض موعود اس کے قدموں کے نیچے سے کھسک گئی تھی۔ وہ خدا کی برگزیدہ قوم تھی۔ وہ خدا کے لاڈلے بچے تھے لیکن ان کا خدا کہاں تھا۔ کیا وہ اس سے دور تھے یا وہ ان سے دور؟ شاید وہ درمیانی خلا کو

marfat.com

آنسوؤں اور سسکیوں سے عبور کرنا چاہتے تھے۔ تاہم وہ سب جہان سے اولیٰ و افضل تھے۔ وہی تھے جن پر بخت نصر کی فوج کی طرح جھپٹی لیکن وہ نہ رہا' وہ رہ گئے۔ وہی تھے جن پر ٹیٹس کا غضب ٹوٹا اور سلیمان کا ہیکل درخت کے کھوکھلے تنے کی طرح چرمراتا نیچے آ رہا۔ پر وہ نہ رہا' وہ رہ گئے۔

بنی اسرائیل' آل اسحاق' احوبہ نے اپنے پیش و گرد نگاہ ڈالی۔ روتی ہوئی آنکھوں نے اس کے سامنے تصور لا کھڑا کر دیا۔ جب اہرام مصر کی تپتی ہوئی چوٹیوں تک وہ پتھروں کی بڑی بڑی سلیں اپنی کڑی پشتوں پر پہنچا رہے تھے' ان کی پیٹھوں پر کوڑے جنگی نقاروں کی طرح بجتے لیکن انہوں نے سب کچھ سہا۔ انہوں نے اپنے مردوں کو کٹوایا اور اپنی عورتوں کو فراعنہ مصر کی ہوس رانی کی بھینٹ چڑھتے دیکھا۔ پھر وہی تھے جو اٹھے اور فرعون کے تخت پر چڑھ دوڑے' وہی تھے جنھوں نے بحیرۂ احمر کے پانیوں کی موٹی چادروں کے درمیان اپنا راستہ نکالا۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ وہ مشعل' جو وہ پورے ہزار برس سے تھامے چلے آ رہے تھے' ان کے ہاتھوں میں جائے' جن کی گردنیں ان کے سود کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہوں۔ وہ نور جو سینا کی جھاڑی سے نکلا اور ناصرہ کے اصطبل میں چمکا' وہ صرف پاک گھر ہی کو روشن کرنے کے لیے ہے۔

"میں اس نور کو بچاؤں گی' اسحاق و یعقوب کے خداوند مجھ کو توفیق دے"۔

"آمین" عبادت گزاروں کی ہم آہنگ پکار گونج اٹھی۔ احوبہ نے چونک کر سر اٹھایا۔ دعا شروع ہوچکی تھی۔

احوبہ نے اپنی محبوبہ حبشن بوڑھیا کو سنا دیا کہ وہ عزم سفر کر رہی ہے۔ سفر بھی چھوٹا نہیں پوری زندگی کا سفر۔ یہ بساط سفر کھلی ہی دل کی قیمتی آرزوؤں اور عزائم پر تھی۔

"سچ کہتی ہو بنت بریرہ؟" حبشن کا منہ یہ خبر سنتے ہی نیم وا ہوگیا۔ اس کے سفید دانت سیاہ ہونٹوں کے درمیان شب دیجور میں بجلی کی طرح چمکے۔ "یہ کیسے

marfat.com

ہو سکتا ہے کہ وہ عبرانی پھول' جس کی سینچ ساسانی اور رومی خون سے ہوئی ہو' جو مشرق کی رات کا نجم سحر ہو' وہ صحرائی جھونکوں میں یوں لڑکھڑاتا پھرے گویا گھاس کا حقیر تنکا ہے۔ بنت بریرہ! چھی' چھی میں سمجھتی ہوں کہ تم میں اپنی ماں کا جذبہ شوق و عزم والہانہ ابل رہا ہے تاہم ضبط ضبط"۔

احوبہ نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اگرچہ اس کے دل میں درد کی ہلکی ہلکی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

"ہاروت و ماروت کی زائیدہ' تجھے چلنا ہوگا میرے ساتھ۔ تجھے موت کے گھاٹ اترنا ہوگا میرے ساتھ۔ مجھ کو وہ شمع لینے جانا ہے جو آل یعقوب کی میراث ہے۔ صرف تم اور قیس ساربان--- لیکن سنو یہ کسی پر فاش نہ ہوگا"۔

یہ کہہ کر احوبہ اپنی شب گاہ کی طرف چل دی۔ سمیہ کا منہ بدستور کھلا ہوا تھا۔ یہ فیصلہ سن کر اور بھی کھل گیا۔ آہ ہر مقس کی بیٹی بنت بریرہ"۔

کچھ دنوں کے بعد وہ انجیر و زیتون کی سرزمین سے نکل کھڑے ہوئے اور ان کی اونٹنی نے صحرائے عرب میں اپنا قدم رکھ دیا۔ مصائب و نوائب کے طویل لمحات اپنی گھناؤنی روح سمیت پرے باندھے چلے آ رہے تھے۔ گرمی اپنا راستہ بنائے چلی آ رہی تھی اور سورج عین خط استوا پر آن کھڑا ہوا۔ صبح کے وقت سورج ریت کی دبیز چادر سے اپنا منہ نکالتا اور اس کا طلائی چہرہ تمتما اٹھتا۔ طوفانوں اور آندھیوں کی گھڑیاں شروع ہو جاتیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے ریت کے چمکیلے ذرات پتنگوں کی مانند اڑتے اڑتے ایک بگولے کی صورت بن جاتے جو تمام کرہ فضا پر محیط ہو جاتا۔ شام کے وقت ریت کا پرسکون سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا جس کے سناٹے کو توڑنے والا یا تو قیس کا پردرد گیت ہوتا یا حبشن کی امید و بیم سے چھلکتی ہوئی دعائیں۔ کہیں کہیں نخلستان کے جزیرے اپنے پھیلے ہوئے سایوں سے صحرا نوردوں کو اپنی طرف مدعو کر لیتے۔ ان کی ٹھنڈی ندیاں اپنی سرد موجوں کو کھجور اور زیتون کی چھاؤں میں سبک رو ہوا کے بربط پر اچھالتیں لیکن پھر وہی تشنگی کام و

marfat.com

دہن ہوتی اور وہی سراب، جس کا سحر انگیز فریب انسان کو آرزو کی مانند منزل بمنزل دھکیلتا لیے چلا جاتا ہے۔

تبوک کے قریب گھنے باغات کا جلوہ نظر آیا۔ احوبہ اپنے محمل سے نکلی۔ اس کا چہرہ خزاں زدہ کلی کی طرح فسردہ ہو رہا تھا۔ گرمی کا پیلا رنگ اس کے چہرے پر دوپہر کے خشک بادل کی طرح چھایا ہوا تھا۔ ندی کے ٹھنڈے پانی سے اس نے اپنا منہ دھویا اور اسی کے آئینے میں اپنے بال سنوارے جب کہ وہ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لے رہی تھی اور بوڑھی حبشن پانی میں کلیلیں کر رہی تھی، تو اس نے اپنے پیچھے پاؤں کی چاپ سنی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ اس کے سامنے ایک بوڑھا مسیحی درویش کھڑا تھا۔ اس کی نقرئی داڑھی ہوا میں لہرا رہی تھی اور اس کی سبز عبا پر صندلی صلیب ابدی رحمت کی طرح آویزاں تھی۔

"محترمہ اگر تم کھجوریں اور بکری کا دودھ چاہو تو اس درویش کی کٹیا حاضر ہے"۔

اس نے انگلی سے کھجوروں کے جھنڈ کی طرف اشارہ کیا، جس کے پیچھے ایک چھوٹی سی کٹیا تھی۔ احوبہ اس کی پیش کش رد نہ کر سکی، اس لیے وہ اس کے پیچھے پیچھے چل دی۔ "یہاں بیٹھو" اس نے پھوس کے ایک تخت کی طرف اشارہ کیا۔

درویش تھوڑی دیر کے بعد بکری کا تازہ دودھ اور کھجوریں لے آیا۔ اس نے طشت احوبہ کے سامنے رکھ دیا۔ "محترمہ میری دنیا تمہارے لیے یہی کچھ پیش کر سکتی ہے"۔

ندی سے ہائے ہائے کی دردناک آواز آئی۔ درویش اپنے بڑھاپے کے باوجود سبک رفتاری سے ندی کی طرف بڑھا۔ ایک عورت کے پاؤں میں ایک بڑا سا کانٹا لگ گیا تھا۔ اس کا مٹکا اوندھا پڑا ہوا تھا اور اس کے پاؤں سے خون کی ایک پتلی سی لکیر جاری تھی۔ درویش نے اس کے زخم پر اپنا لعاب لگا دیا اور اس کا خون ایکا ایکی بند ہو گیا۔ پھر اس نے خود مٹکا بھرا اور اپنے سر پر اٹھا کر اس کے آگے آگے

marfat.com

ہو لیا۔

جب وہ لوٹا تو احوبہ اس کے قدموں میں آ کر بیٹھ گئی۔

"تیرے مقدس چہرے پر نور برس رہا ہے۔ اے محترم بزرگ میری رہنمائی کر!"

درویش کی پرسکون و ملائم آنکھیں کھجور کی جھالر دار شاخوں کو دیکھ رہی تھیں، جو ہوا میں جھوم رہی تھیں۔

"خاتون تم ذرے کو آفتاب سمجھ رہی ہو، تمہیں دھوکا ہوا ہے۔ میں اپنے ازلی گناہوں کا بارکش ہوں اور خدا کی آسمانی سلطنت کی دید کا خواہاں ہوں"۔

"نہیں، نہیں! مقدس باپ، مجھ کو دھوکا نہیں ہوا۔ میں آرزوزدہ ہوں، فریب زدہ نہیں۔ صرف موت میری راہ میں حائل ہے ورنہ میں ریت کی مانند ہمیشہ ہمیشہ پیاسی رہنے والی ہوں"۔

"سچ ہے، سچ ہے" بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا: "چہرہ دل کا آئینہ ہے"۔

"کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ وہ مشعل اب کدھر جائے گی جس کو یعقوبؑ نے روشن کیا تھا"۔

احوبہ اضطراب اور بے چینی سے بوڑھے راہب کے خشک اور پیلے ہونٹوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بوڑھے کے چہرے کے نقوش یکایک کھنچ گئے۔ اس کی پیشانی اس طرح شکن آلود ہوگئی گویا اس کے دل میں سخت درد اٹھ رہا تھا اور وہ اسے دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"باعزم خاتون! جس درخت کی جڑ کو اس کی شاخیں ہی کھا گئی ہوں، اس درخت سے باروری کی امید پتھر سے موم کی توقع ہے" پھر اس نے آنکھیں گھما کر اس کی طرف دیکھا "تم اس شمع کو واپس لانے جا رہی ہو"۔

"ہاں مقدس راہب! مجھ کو تمہاری مدد اور تائید چاہیے"۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" بوڑھا بڑبڑایا۔ پھر وہ طویل مراقبے میں ڈوب گیا۔

marfat.com

جب اس نے سر اٹھایا تو اس کی پیشانی پر پسینے کے باریک قطرے کھڑے تھے۔۔۔

"میں تمہاری امداد پر قادر نہیں لیکن ایک بار تمہارے پاس آؤں گا ضرور"۔

---------- (۳) ----------

ان دنوں وادی بطحا میں یہ خبر آگ کی طرح دوڑ گئی کہ فاران کے سایہ تلے ایک ایسی عورت خیمہ زن ہے جو بیت المقدس سے آئی ہے اور اپنے سیم و زر کو خاک کی طرح اڑا رہی ہے۔ "یہ عورت کون ہو سکتی ہے؟" لوگ سوچ رہے تھے۔ "ضرور یہ کوئی ملک بدر شہزادی ہے یا شاہ حیرہ کی جاسوس" لوگوں نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دے دیا۔ اعرابی اور بدو اپنے ٹٹوؤں پر سوار ہو کر اس کے خیمے کے سامنے سے گزرتے لیکن اس عورت کی نگاہ میں ان کی بھی اتنی ہی حیثیت تھی، جتنی کہ اس شہسوار کی کہ جس کے سر پر سیاہ عمامہ بندھا ہو، جس کے گھوڑے کی ٹاپوں سے پہاڑیاں گونج اٹھی ہوں اور جس کے بھالے کی انی ان گنت سینوں کا خالص خون چوس آئی ہو۔ ہر راہ گیر اس کے مال و دولت میں برابر کا شریک تھا۔ اور وہ یوں لینے سے انکار کرتا تو وہ ہدیہ قبول کرنے پر اصرار کرتی لیکن ایک دن ایک ایسا عرب بھی آ پہنچا جس نے اصرار کے باوجود ہدیہ بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سفید گھوڑے پر سوار تھا اور اس کی سنہری تلوار اس کی کمر میں لٹک رہی تھی۔ وہ معمر تھا لیکن اس کے خال و خط، چہرے کی درخشاں رنگت، پر جلال نگاہیں اور بامتانت بولی اس کی سرداری کی چغلی کھا رہی تھیں۔ احوبہ نے سونے کا طشت چاندی سے بھر کر سمیہ کو دیا اور کہلا بھیجا کہ ایک بار، صرف ایک بار وہ شیخ اس کے سامنے سے گزرے۔

جب سمیہ سونے کی طشتری لے کر اس کے سامنے گئی تو اس نے آنکھ اٹھا کر سمیہ کی طرف دیکھا۔ سمیہ کا ہاتھ لرز گیا اور طشتری چھن سے روپہلی اور سیمیں

marfat.com

نکلیوں سمیت زمین پر آ رہی۔

"تم نے مجھے کسان جانا تھا' جاؤ اپنی مالکہ سے جا کر کہہ دو کہ اس نے آج تک کسی عربی گھوڑے کی ہنہناہٹ نہیں سنی؟"

شیخ کی آنکھیں آفتاب کی حدت سے چمک اٹھیں۔ اس کے ہاتھ گھوڑے کی عنان پر زیادہ مضبوط ہوگئے۔ جب سمیہ نے احوبہ کو شیخ عرب کا پیغام دیا تو اس نے خیمے کی جالی میں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بلاشبہ سردار قوم تھا۔ احوبہ نے پیغام بھیجا "اے محترم شیخ! یہ درخواست دل خراشی کے لیے نہ تھی بلکہ ایک اجنبی کا دست صلح دامن تھا۔ کیا وہ عورت کی قدر نہیں کرتے؟"

شیخ نے جواب دیا "بے شک ہم مسافر اور عورت کو اسی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نگاہ سے ہم چراگاہ کے درخت پر انڈے دینے والی کبوتری کو دیکھتے ہیں' اگر وہ بہادر اور دلیر ہے تو ہمارے دل میں اپنے لیے اسی صف میں جگہ پائے گی جس صف میں ہمارے برق رفتار گھوڑے کھڑے ہیں"۔

یہ سن کر احوبہ باہر نکل آئی۔ اس کے چہرے پر سیاہ نقاب چاند پر بادل کے کسی لطیف ٹکڑے کی طرح لٹکی ہوئی تھی۔ اس کی عبرانی آنکھیں نقاب کی جالی میں سے شیخ کو گھور رہی تھیں۔ اس کے مرمریں گلے میں سرخ موتیوں کی مالا جگمگا رہی تھی اور اس کا لباس سونے کی تاروں سے گندھا ہوا تھا۔ شیخ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا' پھر دور افق کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں بیت ابراہیم اور اس کے ساکنان کی خدمت میں اپنی نذر لیے پیش ہوئی ہوں۔ کیا محترم شیخ میرا یہ حقیر تحفہ قبول نہ فرمائے گا؟"

"میں تمہیں نگاہ حرمت سے دیکھتا ہوں خاتون۔ اگر تمہیں ایسا ہی کرنا ہے تو تم اسے کعبہ کی نذر کر سکتی ہو' تم مجھ کو وہیں پاؤ گی' میں ہاشم کا بیٹا ہوں"۔

"اس شخص کے سوا ہر راہ گیر وہاں سے جھولی بھرے گزرتا۔ وہ اس کے جالی دار خیمے کے سامنے سے گزرتے اور نذرانہ لیتے وقت اپنے چہرے پر پس پردہ

marfat.com

دو سیاہ زیتونی آنکھیں اپنے چہرے پر گڑی پاتے۔

ان دنوں مکہ میں جوئے اور شراب کی خوب گرم بازاری ہوگئی۔ عرب شہسوار سونے کی ٹکلیوں پر شرطیں بدتے۔ ہر صبح و شام میدان عرفات میں اونٹوں اور گھوڑوں کی دوڑیں ہو رہی تھیں' نیزے چل رہے تھے اور قتل کی وارداتیں پہلے سے کچھ بڑھ گئی تھیں۔ کچھ بھی ہو' عربی خون تمازت آفتاب اور طعن آمیز چرکے پر کھول اٹھتا ہے۔ عورت' شراب اور دولت محض تفریحات تھیں۔

کچھ دنوں بعد حرم کعبہ میں شاعروں کا جمگھٹا لگا ہوا تھا۔ مضبوط پٹھوں والے گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے وادی بطحا گونج اٹھی۔ عربی گھوڑوں کی ایالیں پر گوشت گردنوں پر شاہی خلعت کی طرح جھول رہی تھیں اور دراز قد اونٹ اور اونٹنیاں اپنی لمبی لمبی گردنیں جھکا جھکا کر حرم کعبہ کے اندر دیکھ رہی تھیں' جس کے صحن میں ہوا سے پھولی ہوئی قرغلیں کعبہ کے گردا گرد طواف کر رہی تھیں اور میدان جنگ میں موت سے کھیلنے والے شاعر اپنے پر افتخار اشعار قرطاس یاد سے پڑھ رہے تھے۔

اے لیلیٰ اگر تو اپنے جام کو گردش دینا چاہتی ہے
تو اسے دائیں ہاتھ سے شروع کر' ہم بھی تشنہ لب منتظر ہیں
اور جب ہم جنگ کی چکی کسی قوم کی طرف لے جاتے ہیں
تو وہ اس میں اس طرح پس جاتی ہے جیسے آٹا
ہم میں سے کوئی سردار اس وقت تک نہیں مرتا
جب تک کہ اس کی جگہ لینے کو ایک اور تیار نہ ہو جائے
جنگ کے زمانے میں ہمارا خون پانی کی طرح سستا ہے
لیکن عہد امن میں وہی خون کسی قیمت پر بھی مل نہیں سکتا
(عمرو بن کلثوم)

وہ خالص عربی فطرت کو بے نقاب کر رہے تھے۔ ان عربوں کی فطرت' جن کا

marfat.com

خون ریت کے ذروں کی طرح چمکیلا اور سورج کی طرح گرم تھا۔ ان کے اشعار میں آگ تھی اور شعراء کی آنکھیں انتہائی خودداری اور مردانہ انانیت سے دہک رہی تھیں۔ کعبہ کے اردگرد ملمع پانی سے اشعار مرقوم تھے۔

احوبہ یہ سب کچھ دیکھتی ہوئی گزر رہی تھی۔ اس کی آنکھیں ہر راہرو' ہر گھوڑ سوار اور سانڈنی سوار کو تک رہی تھیں۔ حتیٰ کہ بعض نوجوانوں کو کچھ وہم سا ہونے لگا' لیکن وہ ایک نظر ہر ایک کو دیکھتی ہوئی آگے نکل گئی۔ گویا وہ تلاش گمشدہ میں محو تھی لیکن وہ کہاں تھا؟ وہ اپنے دل سے بار بار یہی سوال پوچھ رہی تھی "وہ کہاں ہے؟"

ان کی گہما گہمی ٹھنڈی پڑ رہی تھی اور شعراء اپنے خیموں کے اندر شراب کے مٹکوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ منتخب اشعار کی مذہب تختیاں کعبہ کی دیواروں پر لٹکی' ہوا کے جھونکوں سے ہل رہی تھیں اور ہجوم اپنے بازگشت کی تیاری کر رہا تھا۔ دل برداشتہ احوبہ نے بھی اپنے ساربان کو واپسی کا حکم دیا۔

جونہی وہ لوٹ رہی تھی کہ اس نے کعبہ کی بستی سے باہر ببول کے درخت کے نیچے ایک جواں سال لڑکی کو دیکھا جو درخت سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ صحرائی آفتاب کی آخری کرنیں اس کے چہرے کو اپنی طلائی تابش سے ملمع کر رہی تھیں۔ وہ ایک سیاہ لبادے میں ملبوس تھی۔ اس کی غزالی آنکھیں پانی کے اس شفاف چشمے کی طرح چمک رہی تھیں' جس کی تہ تک کے سنگریزے روشنی میں نظر آ جاتے ہیں یا گویا اس کی آنکھیں آسمانی نغموں کی شبنم سے پرنم تھیں۔ وہ مریم ام عیسیٰ کی طرح خاموش کھڑی تھی۔

"اونٹنی بٹھا دو" احوبہ چلائی۔

جب اونٹنی بیٹھ گئی تو وہ ایک بے اختیار جذبے کے ماتحت پردے سے نکل آئی اور اس کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ "تم آل بنی اسرائیل ہو؟"

"نہیں" اس نے معصومانہ انداز میں ملائم و شیریں آواز میں جواب دیا "میں

marfat.com

خاندان پاسبان حرم سے ہوں"۔

"تمہارا نام؟"

"آمنہ"۔

احوبہ کے نہاں خانہ دل میں یہ نام دو بار گونجا۔ اسے ایسا محسوس ہوا گویا یہ نام اس کے لیے معانی کی ایک آباد دنیا اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس نے سمیہ کو آواز دی اور وہ سونے کی طشتری لیے آ گئی۔ کسی عورت کی خدمت میں اس کا سب سے پہلا ہدیہ نیاز تھا۔

"میرے لیے اونٹنی کا دودھ کافی ہے"۔ یہ کہتے ہوئے وہ مڑی اور چلی گئی۔

خیمہ میں آتے ہی اس نے اپنا صندلی آئینہ نکالا اور اپنی صورت دیکھی۔ اس نے اپنے چہرے کو ہر طرف سے گھما کر دیکھا لیکن---- اس میں فطرت کی سادہ گلکاری پر انسانی صنعت کے نقوش بھی تھے۔ فطرت کے نرم و ملائم بھولے پن پر انسانی عزم و ارادہ کی صلابت بھی موجود تھی۔ اپنے دل کے اندر اس نے کچھ محسوس کیا۔ ایسا کچھ' جو اس کی زبان تک نہ آ سکتا تھا۔ آسمان پر سورج کی آخری سرخی بھی غائب ہوگئی تھی اور وہ قسمت بھرے ستارے آسمان کی سدا بیدار آنکھوں کی طرح روشن تھے۔ وہ اب کافی قریب آ چکے تھے۔ احوبہ کا دل بے اختیار دیوانہ ہوا چاہتا تھا۔ اس نے سیاہ افق کی طرف دیکھا اور حسرت آگیں آنسو اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ دن چڑھتا اور رات کے اندھیرے میں گم ہو جاتا۔ رات پھیلتی اور دن کے اجالے میں سمٹ جاتی لیکن احوبہ کا نجم آرزو ابھی تک دکھائی نہ دے رہا تھا۔ مکہ اور منیٰ کے درمیان سینکڑوں انسان بستے تھے' ہزاروں گزرتے تھے لیکن ان سب کی پیشانیاں اس نور سے خالی تھیں جس کی تلاش میں وہ سرگرداں تھی۔

ایک صبح اس کے خیمے کے سامنے ایک یک چشم راہب کھڑا تھا' جو احوبہ سے ملاقات کا متمنی تھا۔ جب سمیہ نے اس کی اطلاع کی تو احوبہ اس وقت دعا مانگ

marfat.com

رہی تھی۔

"وہ کون ہے؟" احوبہ نے سمیہ کی طرح رخ کیے بغیر پوچھا۔

"وہ کہتا ہے میں یہودی ہوں"۔

"تو پھر اسے اندر بلا لاؤ"۔

دوسرے لمحے وہ راہب احوبہ کے عین سر پر کھڑا تھا۔ اس کی ایک آنکھ خراب کنوئیں کی طرح بند تھی اور دوسری قطب ستارے کی طرح روشن۔ وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

"میں نے سنا ہے تم آل یعقوب کا سرمایہ حیات لوٹانے آئی ہو"۔

احوبہ کا رنگ پیلا پڑ گیا' وہ کیسے جان گیا؟ اس نے سرد نگاہوں سے راہب کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ باچھوں سے پھیلتی ہوئی اندھی آنکھ تک پہنچ گئی تھی اور اس کی روشن آنکھ اس کی طرف یوں دیکھ رہی تھی' جیسے باز قابو میں آئے ہوئے شکار کو۔

"میں معلوم کر سکتا ہوں مجھ کو آسمانی علم سے نوازا گیا ہے۔ میں ہر چیز کو جان سکتا ہوں۔ انسان کا چہرہ دیکھ کر اس کے دل کی کیفیت بھانپ سکتا ہوں۔ لوگوں کی زبانوں سے بات سن کر ایک شخص کی صحیح صحیح تصویر اپنی نگاہوں میں اتار لیتا ہوں اور کسی کے پھبن سے اس کی نیت بھی تاڑ لیتا ہوں"۔ احوبہ اس کی طرف خاموشی سے تک رہی تھی۔ وہ داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا "میں تمہیں ایک نوید سنانے آیا ہوں"۔

احوبہ کا بجھتا چہرہ روشن ہو گیا۔

"تم یقیناً اپنے مقصد میں کامیاب ہو گی"۔

"خدا تیرا منہ آسمانی شہد سے میٹھا کرے" احوبہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

"تمہارا نام ہر اس زائچے پر لکھا ہوتا ہے' جو بنی اسرائیل کی قسمت پر ڈالا جائے"۔

marfat.com

احوبہ کا دل مسرت سے جھولنے لگا۔ اس نے سمیہ کو پکار کر سونے سے بھری تھیلی لانے کا حکم دیا۔

"لیکن میں تو ابھی اپنا گوہر مقصود پانے میں کامیاب نہیں ہوئی"۔

"اسی لیے تو میں آیا ہوں"۔

"کیا؟" احوبہ چلائی۔

"ہاں ہاں میں اسے تمہارے پاس لا سکتا ہوں"۔

"سمیہ سونے کا ایک توڑا لاؤ"۔

یک چشم راہب زیر لب مسکرا رہا تھا۔ وہ اپنی داڑھی پر تیزی سے ہاتھ پھیر رہا تھا اور احوبہ خوشی میں ڈوبی جا رہی تھی۔

جب راہب چلنے لگا تو اس نے اس کا دامن پکڑ لیا۔ "یہ راز کسی پر فاش نہ ہو، تم جانتے ہو انسانی دنیا کا پانسہ الٹنے والا ہے"۔

"تم مجھے نادان سمجھتی ہو ہرمقس کی بیٹی!"

احوبہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں ہاں" اس نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "میں ہر ایک شخص کا نام بھی معلوم کر سکتا ہوں۔ میں اسے کل تمہارے پاس لاؤں گا"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی پشت پر سونے کے توڑے رکھ لیے۔ چلتے ہوئے اس نے کہا "صرف تمہاری دل شکنی کا خیال دامن گیر ہے ورنہ میں تمہاری یہ دولت کبھی بھی قبول نہ کرتا۔ راہب کا دھن سے کیا کام"۔

دوسرے دن اس کے خیمے کے باہر ایک سفید خچر اچھل کود رہا تھا۔

اسی شام مکہ کی گلیوں میں مشہور ہوگیا کہ فاران کی چوٹیوں کے نیچے جو عورت خیمہ زن تھی، وہ ایک ساحرہ ہے، جو اپنے چرتر سے مکہ پر تسلط جمانا چاہتی ہے۔ کسی نے کہا "ممکن ہے وہ شاہ حیرہ کی جاسوس ہو"۔

دوسری صبح اس کے خیمے کے باہر چار سو گھوڑ سوار کھڑے تھے۔ انہوں نے

marfat.com

سمیہ سے کہا "ہم تمہاری مالکہ سے ملنا چاہتے ہیں"۔

احوبہ نے جواب بھیجا' وہ اندر آ سکتے ہیں۔

"نہیں" ان کے سردار نے ترش لہجے میں کہا "اسے باہر آنا ہو گا"۔

احوبہ باہر نکل آئی۔ وہی شیخ اس کے سامنے کھڑا تھا' جس نے اس دن کی خیرات لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے چہرے کے نقوش اجنبیت سے سخت ہو گئے تھے۔

"ہماری مہمان محترمہ' ہم کافی مل چکے ہیں۔ ہم اس زر و دولت کے بھی ممنون ہیں جس کی چمک سے ہماری صحرائی گلیاں جگمگا اٹھی ہیں لیکن مختصر قیام محبت کی شدت کو بڑھاتا ہے جب کہ طویل قیام نفرت کی آمیزش کے بغیر ہو نہیں سکتا"۔

احوبہ چپ کھڑی تھی۔

"ہم اپنی دوستی کا حق ادا کیے دیتے ہیں۔ بعد کے فسادات کے یقیناً ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے"۔

"میں آپ کی شکر گزار ہوں" احوبہ نے کہا۔ "میں بھی معزز خاندان سے تعلق رکھتی ہوں اور مجھ کو فخر ہے کہ میں سردار مکہ سے ہم کلام ہوں۔ کیا مجھ کو اس وقت تک قیام کی اجازت ہے جب تک کہ ہلال نو' بدر بن کر غائب نہ ہو جائے"۔

کچھ توقف کے بعد سردار بولا "لیکن معزز خاتون کو بستی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں"۔

اتنا کہہ کر انہوں نے باگیں موڑیں اور غبار کے بادلوں میں گم ہو گئے۔

اس شام احوبہ نے ستاروں کو دیکھا۔ وہ ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے۔ "کیا واقعی ان میں سے ایک میں ہوں؟" اس نے اپنے آپ سے پھر سوال کیا۔

marfat.com

آہ آرزوئیں عزم کا دامن پکڑے آتی ہیں لیکن وہ جانتی نہیں کہ امید کے خوشے کے ساتھ حسرت کا خار بھی لگا ہوتا ہے۔ احوبہ نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ستارے ایک دوسرے کے بہت ہی قریب آ گئے تھے۔ جب اس کے خیمے کے قریب ایک قافلے نے آن پڑاؤ لگایا' ہارے ہوئے جواری کی طرح احوبہ وقت کی بساط پر اپنا آخری پانسہ لگا دینا چاہتی تھی۔ وہ ہر راہ رو کا چہرہ دیکھنے کے لیے دولت کی تھیلیاں دینے کو تیار تھی۔ اس نے سمیہ کو یہ معلوم کرنے بھیجا کہ وہ قافلہ کہاں سے آ رہا تھا۔

"وہ شام سے آ رہا ہے اور مکہ جا رہا ہے۔ وہ مکہ ہی کے تاجر ہیں" سمیہ نے خبر سنائی۔

امید کی ٹمٹماتی شعاع چمک اٹھی۔

"جن کی بیٹی بھاگ' اور ان سے کہہ کہ اگر وہ سونا چاندی لینا چاہتے ہیں تو میرے خیمے کے سامنے سے ایک ایک کر کے گزریں"۔

جب عربی بدوؤں نے یہ خبر سنی تو انہوں نے گرد سے اٹی ہوئی داڑھیوں پر ہاتھ پھیرا "کیا وہ ملک غسان کی بیٹی ہے؟"

"نہیں ایک عبرانی شہزادی ہے' جو اپنے گناہوں کا کفارہ بیت ابراہیم کے جوار میں ادا کرنا چاہتی ہے"۔

انہوں نے اپنے جوتوں کی خاک جھاڑی اور ایک ایک کر کے اس کے خیمے کے سامنے سے گزرتے گئے اور تھیلیاں لیتے گئے۔

سب نے اپنے چہروں پر پس پردہ دو سیاہ آنکھوں کی ٹکٹکی چبھتی محسوس کی۔

"کوئی باقی تو نہیں"۔

"صرف ایک ہے اور وہ ایسی خیرات لینے سے انکاری ہے"۔

"وہ ضرور کوئی پاسبان حرم کعبہ ہی ہو گا"۔ احوبہ بے ساختہ پکار اٹھی۔ پھر

marfat.com

معاً اس نے محسوس کیا گویا وہ اسی کے متعلق کہہ رہی تھی جسے وہ ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔

"جا سمیہ اس سے کہہ کہ وہ راہ خدا میں بھی کچھ لینے کو تیار نہیں؟"

کچھ وقت کے بعد سمیہ جواب لائی "میں راہ خدا میں دینے کا عادی ہوں' لینے کا نہیں"۔

یہ قرشی پندار کا خاصہ تھا۔ جب احوبہ نے جواب سنا تو اس کا دل دھڑکنے لگا۔ اس نے محسوس کر لیا کہ وہ چشمہ کے کنارے پر پہنچ گئی تھی۔ بالکل وجدانی طور پر اور پھر بھی اپنے اس یقین وہمی کو سہارا دینے کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔

"اس سے کہہ کہ اگر وہ نہیں آ سکتا تو ایک ملتجی کو شرف ملاقات بخش سکتا ہے؟"

جواب ملا "بے شک"۔

قافلے کے اونٹ قطار در قطار بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پر کجاوے بدستور کسے ہوئے تھے کیونکہ ان کا قیام بالکل لمحاتی تھا۔ ایک درخت کے نیچے چند جوان تیر اندازی کر رہے تھے۔

"میں اپنے سونے کی تھیلی پر شرط لگاتا ہوں' تم اپنے تیر سے چوٹی کی شاخ کو نہیں کاٹ سکتے"۔

دوسرے نوجوان نے عقابی نگاہوں سے شاخ بلند کی طرف دیکھا' جو ہوا کے اشاروں پر جھوم رہی تھی۔

"لات و عزیٰ کی قسم میں ایسا کر سکوں گا"۔ یہ کہتے ہوئے اس نے نشست باندھ کر تیر چھوڑا۔ شاخ چیخی اور چرمراتی ہوئی نیچے آ رہی۔

"وہ مارا" نوجوان خوشی سے چلایا "ابراہیم و اسماعیل کی قسم' میں آدھی دولت ان کی بھینٹ چڑھاؤں گا۔ وہ تیر اندازی کے فاطر تھے"۔

marfat.com

احوبہ ان کے قریب سے گزری اور اس کجاوے کے قریب آن کھڑی ہوئی' جس میں وہ مغرور قریشی نیم دراز تھا۔ وہ اسے دیکھ کر بھی لیٹا رہا۔ جب وہ اس کے عین سامنے آن کھڑی ہوئی تو اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں نجات اور خود اعتمادی کی مستی تیر رہی تھی۔ اس کے سیاہ گیسو اس کی درخشاں پیشانی پر لوٹ رہے تھے اور اس کا سرخ و سپید چہرہ آسمانی نور سے دھلا ہوا تھا۔ "یہ تو وہی ہے' یہ تو وہی ہے" احوبہ کا دل زور سے اچھلا۔ اگر وہ اپنے شعور کی مجموعی قوت سے ارادہ کو عنان میں نہ رکھتی تو یقیناً وہ جھک کر اس سے لپٹ جاتی اور اس کے فراخ سینہ پر اپنا سر رکھ کر ڈھائیں مار مار کر روتی لیکن نسائی حیا سب سے زیادہ قوی تھی۔

"اے جوہر عرب! معزز سردار میں ایک فریضہ ادا کر رہی ہوں"۔

معزز سردار نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ احوبہ خوشی سے کانپ رہی تھی۔

"میں خود خیرات دیتا ہوں" اس نے تحکمانہ انداز سے کہا۔ اس کی آواز سے اس کی مردانگی نمایاں ہو رہی تھی۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کی پیشانی کا نور بدر منیر کی مانند جگمگا اٹھا۔

"میں خیرات لے سکتی ہوں؟" احوبہ نے وفور سرور کو دباتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں! کیوں نہیں"

احوبہ ایک قدم اور قریب آ گئی۔ اس نے ادھر ادھر نگاہ ڈالی۔ اونٹ لاپروائی سے جگالی کر رہے تھے اور درخت کے نیچے وہ لوگ نئی شرط پر شور مچا رہے تھے۔ وہ اس کا ہاتھ چوم لینا چاہتی تھی۔ اب کسی رسم و تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ دنیاوی آئین کی اب کیا احتیاج تھی؟ جب اس کے سامنے وہ موتی تھا' جس میں اس کی پوری زیست کا مقطر نچڑ کر آ گیا تھا۔

"مجھے اپنی باندی بنا لو' میں سرزمین کنعان کے ایک باوقار خاندان سے تعلق رکھتی ہوں"۔

marfat.com

اس نے اسی لاپروائی سے اس کی طرف دیکھا۔

"نقاب اٹھاؤ" اس نے حکم دیا۔

اس نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دی۔ اس کی پلکوں پر آنسو آخر شب کے ستاروں کی مانند جھلملا رہے تھے۔ سردار قریش اپنی سیاہ اور مست آنکھوں سے اس کے حسن کا تجزیہ کر رہا تھا۔

مجھ کو کنعان کا یہ پھول قبول ہے" اس نے اپنا فیصلہ سنایا۔

اس کا گلا فرط مسرت سے گھٹنے لگا۔ "میں کل تمہارا انتظار اپنے خیمے پر کروں گی"۔

"کل"۔

"ہاں کل تمہیں تین سو ساٹھ عرب خداؤں کی قسم، تم کل ضرور آؤ۔ کیا میں عقد وعدہ میں تمہارا خنجر لے سکتی ہوں؟"

وہ مسکرایا اور اس کے موتیوں سے سفید دانت چمکے۔

"یہ لو، تم نے عربی زبان کی تیزی نہیں دیکھی، یہ خنجر سے بھی تیز ہے"۔ اس نے اپنے سرہانے کے نیچے سے سنہری خنجر نکال کر اس کی طرف پھینک دیا۔ احوبہ نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اسے اٹھا کر چوم لیا۔ عمر میں پہلی دفعہ وہ اپنا تمام نسائی عجز اور کمزوری عریاں ہوتے دیکھ رہی تھی۔

جب وہ واپس آئی تو اس نے خیمے کے سامنے تبوک کے درویش کو مراقبہ میں محو پایا۔

"میں نے پا لیا ہے، میں نے پا لیا ہے"۔ احوبہ اسے دیکھتے ہی پکار اٹھی۔

درویش نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا۔

"واقعی"۔

"کل تم دیکھ لو گے کہ میں کس طرح اس نور کو اپنی جان کی تہوں میں چھپائے بیت المقدس واپس جاتی ہوں"۔

marfat.com

اس شام دو ستارے ایک دوسرے کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ احوبہ کے دل میں لافانی خوشی کی موجیں اٹھ رہی تھیں۔

دوسرے دن سورج افق سے ابھی ایک نیزہ بلند تھا۔ چاہ زمزم پر سفید کبوتر پھڑپھڑا رہے تھے اور عرار نجد کی کلیاں اپنی یک روزہ زندگی کے آخری سانس لے رہی تھیں کہ ایک عربی سردار سیاہ گھوڑے پر سوار احوبہ کے خیمے کے باہر کھڑا تھا۔ احوبہ دوڑ کر باہر نکلی اور اس کی رکابیں تھام لیں۔ وہ گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔

"میرے معزز سردار اور محسن مہمان کے لیے خیمہ منتظر ہے"۔

خیمہ بہترین ایرانی اور رومی صناعت سے سجا ہوا تھا۔ مشرق کے ملائم ترین ریشم کے پردے لٹک رہے تھے۔ عود و عبیر کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں اور سونے کے طشتوں میں دمشق کی کھجوریں، حجاز کے انگور اور شام کے انار چنے ہوئے تھے۔ چاندی کے مٹکے قسطنطنیہ کی قیمتی شراب سے لبریز تھے۔

"میرے معزز مہمان کے لیے بنیز مناسب مزاج ہوگی۔ یہ ایرانی دوشیزاؤں کے ہاتھوں کی تیار شدہ ہے اور اس میں ہاتھیوں کے ملک کے مسالے ملے ہوئے ہیں۔ یہ روح و بدن کی تھکاوٹ دور کرتی ہے"۔ اس نے چاندی کی ایک منقش مینا سے جام بھرتے ہوئے کہا۔

عرب نے طلائی پیالے کو منہ سے لگا لیا اور ایک ہی جرعہ میں اسے خالی کر دیا۔ اس کی سیاہ بلوریں آنکھوں میں ستارے جگمگا اٹھے۔ اس کے بعد احوبہ نے اجازت لی اور تبدیلی لباس کے لیے دوسرے خیمہ میں آ گئی۔ سمیہ صندلی آئینہ لیے بیٹھی تھی۔

احوبہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ سمیہ نے یمنی زیتون کا تیل اس کے سر میں ڈالا اور اس کی لٹوں میں بحیرہ احمر کے خوناب موتی پرونے لگی۔ پھر اس نے طلائی تاروں سے گندھا ہوا موباف اس کے ریشمیں اور چمکیلے بالوں میں باندھ دیا۔

marfat.com

احوبہ اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں ہونے والے حادثہ کے تخیل سے مست ہو رہی تھیں۔ پھر سمیہ نے اطلس کا وہ لباس نکالا جس کے اندر ایران کے یک صد کاریگروں نے اپنے ناخنوں سے سونے کے تار پروئے تھے۔ احوبہ نے اپنے گلے میں دجلہ و فرات کے باریک گھونگھوں کی مالا ڈالی۔

وہ زینت و آرائش سے فارغ ہو چکی تو سمیہ ایک نقرئی صندوقچی لے آئی۔

"ہرمقس کی بیٹی! میں اپنے ساتھ بیت المقدس کی خاک لیے آئی تھی۔ یہ اپنی تاثیر سے تمہیں اپنے پاس بلا لے گی"۔

سمیہ نے مٹی کی ایک چٹکی لی اور اس کے لباس اور بالوں پر چھڑک دی۔ پھر احوبہ تبوک کے درویش کے پاس آئی۔ وہ مراقبہ میں بدستور محو تھا۔

سورج ریتلے افق میں آہستہ آہستہ دھنس رہا تھا۔

"مقدس راہب! گواہ رہیو' میں موسیٰ و عزیزؑ کی ناموس بیت المقدس واپس لیے جا رہی ہوں"۔

احوبہ نے عرب کے خیمے کی طرف قدم اٹھایا لیکن درویش نے ایک لمحہ توقف کا اشارہ کیا "اس کے قریب ہوتے ہوئے دیکھ لینا کہ دو ستارے بھی ویسے قریب ہو گئے ہیں یا نہیں"۔

جب وہ اندر داخل ہوئی تو عرب مردانگی کا جوہر' نرم قالینوں پر لیٹا ہوا انگور کے خوشے سے انگور منہ سے توڑ توڑ کر کھا رہا تھا۔

"میں آ گئی ہوں! لالہ صحرا"۔

اس نے لیٹے لیٹے اس کی طرف دیکھا اور انگور کھانے میں مشغول رہا۔ احوبہ اس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ "میں تمہیں خوابوں میں دیکھا کرتی تھی۔ مجھ کو معلوم نہ تھا کہ تم فاران کے سایہ تلے ملو گے"۔

عرب بولا "اے ارض مقدس کی پروردہ' تمہیں سرزمین بطحا خوش آمدید کہتی ہے"۔

marfat.com

"معزز سردار! یہ خاک تمہارے نور ہی سے روشن ہے"۔

قرشی نے دوشیزہ کی طرف دیکھا۔ عرب کو کسی کے منہ سے اپنی تعریف سننا گوارا نہیں۔ وہ اپنی تعریف سننا پسند کرتا ہے تو صرف اپنی زبان سے ورنہ مطلقاً نہیں۔

احوبہ نے ایک جام بھرا جسے وہ غٹاغٹ کر کے پی گیا۔

صحرا کے آسمان پر سیاہی کے پردے تن رہے تھے۔ دم بدم احوبہ کا دل گرتا' ابھرتا۔ اسے ایسا محسوس ہوا گویا وہ تختہ دار پر چڑھ رہی تھی۔ عورت ناکامی کو دیکھنے کی بجائے اپنی آنکھیں بند کر لینا زیادہ بہتر سمجھتی ہے۔ اگرچہ اندھیرا چھا رہا تھا لیکن وہ آسمانوں کی جانب آنکھیں اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔

عرب مہمان اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ اس کے چہرے کے قریب آ رہا تھا۔ احوبہ کھڑی ہو گئی۔ "ذرا ٹھہرو" وہ دروازے میں آن کھڑی ہوئی۔ اس کا دل زور زور سے کانپ رہا تھا۔ وہ آسمان کی طرف دیکھنا نہ چاہتی تھی لیکن اس کی آنکھیں خود بخود اٹھ گئیں مگر---- وہاں تو صرف ایک ہی ستارہ اپنی لافانی تابانی سے چمک رہا تھا۔ اس کا سر چکرا گیا۔

"تم شادی شدہ ہو؟" احوبہ نے نحیف آواز میں پوچھا۔

"ہاں"۔

"تم کل رات اپنی بیوی سے ملے تھے؟"

"ہاں" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ ملاقات عرصہ دراز کے بعد تھی"۔

"پھر یہاں سے نکل جاؤ" احوبہ یکایک چیخی۔ وہ دیوانہ وار اس کی طرف بڑھی اور پھلوں سے بھرے ہوئے طشت الٹ کر اسے باہر دھکیلنے لگی۔ "نکل جاؤ' نکل جاؤ" وہ چمگادڑ کی طرح چیخ رہی تھی۔ عرب متحیر پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

marfat.com

"یہ لو اپنا خنجر، نکل جاؤ"۔

اس نے عرب کا طلائی خنجر اپنی آستین سے نکالا اور اس کے منہ پر زور سے دے مارا۔

"میں تمہیں ہرگز ہرگز دیکھنا نہیں چاہتی"۔

عرب کوئی لفظ کہے بغیر باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے بعد اس کے گھوڑے کی ٹاپیں گہری سیاہی میں گونج کر ڈوب گئیں۔

رات نوحہ خواں عورت کی طرح بال کھولے آسمان پر پھیل رہی تھی۔ چمکدار ستارہ روشن آنکھ کی طرح زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اپنے قریب سے احوبہ نے گویا ہنسی کی آہٹ سنی۔ اس نے تبوک کے درویش کی طرف دیکھا۔ وہ ستارے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

احوبہ نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"یا یہود، یا یہود!"

دنوں کا سفر مہینوں میں کٹ رہا تھا۔ اب احوبہ کے لیے کون سا ٹھکانا تھا؟

وہ ابھی حجاز کی آخری سرحد ہی تک پہنچی تھی کہ اس نے قافلے والوں کی زبانی سن لیا کہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بت ایک دن اوندھے گر گئے اور نوشیرواں کے ملوکی محل کی برجیاں ایک زلزلے سے سرنگوں ہو گئیں۔

اس نے ساربان کو پھر مکہ لوٹنے کا حکم دیا۔

جب وہ منیٰ کے قریب پہنچی تو اس نے اونٹنی روک لی۔ اس کی صورت تو پہلے ہی بدل چکی تھی۔ اس نے اپنا لباس بھی بدل لیا۔ اسی حالت میں وہ مکہ میں داخل ہوئے۔ اب کے وہ پیچھے پیچھے چل رہی تھی اور سمیہ آگے آگے۔

سمیہ نے ایک عورت سے پوچھا "محترمہ جس دن کعبہ کے بت گرے تھے، اس دن کس گھر میں بچہ پیدا ہوا تھا؟"

عورت نے انگلی سے ایک خستہ حالت کچے مکان کی طرف اشارہ کیا۔ وہ

marfat.com

دونوں مکان کی طرف بڑھیں۔ اس مکان کی دیواریں قد آدم سے کچھ ہی بڑی ہوں گی۔ انہوں نے کھٹکھٹائے بغیر دروازہ کھول لیا اور اندر داخل ہو گئیں۔ کچی کوٹھڑی کے اندر ایک نور کی شمع جل رہی تھی۔ وہی عورت' جسے ایک دن اس نے ببول کے درخت کے نیچے دیکھا تھا' اپنی گود میں ایک بچہ لیے بیٹھی تھی۔ احوبہ نے اس کی طرف دیکھا اور یک بیک اس کا دل ایک چنگاری سے سلگ اٹھا۔ وہ اس منظر کو زیادہ دیر برداشت نہ کر سکی۔ اس کا سر چکرانے لگا اور وہ باہر نکل آئی۔

پورے 53 برس بعد ایک نئی امت' جو اپنے آپ کو ملت ابراہیم کہتی تھی اور اپنے لیے مسلم کا لفظ پسند کرتی تھی' پورے ایک ماہ کے روزے رکھ رہی تھی۔ کہا جاتا تھا کہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدائے ارض و سموات کے رہن رکھ دی تھیں۔ ان کے نزدیک فرمانروائی کا حق کسی انسان کو نہ تھا بلکہ یہ حق صرف اسی کے لیے مخصوص تھا جس نے انہیں خلق کیا تھا اور وہ تمام انسانوں کو ایک ہی جڑ کی شاخیں تصور کرتے تھے۔ ایک ماہ بعد ایک شام یثرب کی انگلیاں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں۔ مسلمان خوشیاں منا رہے تھے اور ان کے ہاتھ دعا میں آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے۔ جب الہڑ لڑکیاں ڈھولکیوں پر جنگ یغاث کے گیت گانے لگیں تو ایک ضعیف بڑھیا یہ شور سن کر ہانپتی کانپتی چھت پر آئی۔ آسمان کے مغربی گوشے میں ہلال نور ریشمی آسمان پر جھومر کی طرح لٹک رہا تھا۔ یکایک اسے یعقوب و اسحاق کے باپ کی دعا یاد آئی' جو اس نے حرم کعبہ کی اینٹیں چنتے ہوئے کی تھی۔

"الٰہی ان انسانوں کے درمیان اپنا ایک رسول **بھیجیو** جو ان کو تیری آیات سنائے' انہیں قانون و تدبر سے روشناس کرائے اور ان کی زندگیوں کو صیقل کر دے۔ الٰہی! تو ہی غالب اور حکمت والا ہے"۔

(بقرہ)

marfat.com

غلام احمد پرویز

"جب زمین گرمی کی شدت سے تمتما اٹھتی ہے' تمازت آفتاب اس کی رگ رگ سے نم زندگی چوس لیتی ہے' آسمان کی شعلہ ریزیاں ساری فضا کو دہکتا ہوا انگارہ بنا دیتی ہیں' باد سموم کی ہلاکت سامانیاں تازگی و شگفتگی کی ہر نمود کو جھلس ڈالتی ہیں' پھول مرجھا جاتے ہیں' شگوفوں کی گردن کے منکے ٹوٹ جاتے ہیں' لالہ کا رنگ اڑ جاتا ہے' پتیاں سوکھ جاتی ہیں' شاخیں پژمردہ ہو جاتی ہیں' لہلہاتی کھیتیاں خشک ہو جاتی ہیں' سرو و صنوبر آتشدان ارضی کے دود کش دکھائی دیتے ہیں' تابندہ چشمے دیدۂ کور کی طرح بے نور ہو جاتے ہیں' مرمریں ندیاں خط تقدیر محکوماں کی طرح بے آب رہ جاتی ہیں۔ لو کی دہشت سے سارے کانپتے ہیں' راستے ہانپتے ہیں' خنکی غاروں میں منہ چھپا لیتی ہے' تھنڈک سہم کر کنوؤں میں جا دبکتی ہے۔ وفور تپش سے سینہ کائنات میں سانس رکنے لگتی ہے' جنگل کے جانور آسمانی شعلوں کی لپیٹ سے کہیں پناہ نہیں پاتے۔ پرندے اپنے گھونسلوں میں نرم و نازک زبانیں نکالے نڈھال ہو کر پڑ جاتے ہیں۔ طائر نگاہ تک بھی کاشانہ چشم میں سمٹ کر رہ جاتا ہے۔ انسان' زندگی اور اس کی تمام طاقتوں سے مایوس ہو جاتا ہے۔ سوختہ بخت کسان کھیت کے کنارے کھڑا للچائی ہوئی نظروں سے آسمان کی طرف تکتا ہے کہ کہیں سے اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان دکھائی دے' لیکن اس کی خاسر و نامراد نگاہیں' حسرت بن کر اس کے ویرانہ قلب میں لوٹ آتی ہیں۔ اس طرح جب حیات ارضی کے کسی گوشے میں بھی امید کی نمی باقی نہیں رہتی اور بساط کائنات کے کسی کونے میں بھی زندگی کی کوئی تازگی دکھائی نہیں دیتی تو یاس و ناامیدی سے اس انتہائی عالم میں مبداء فیض کی کرم گستری سے سحاب رحمت انسان کی آنکھوں کا نور بن کر فضائے آسمانی بن کر چھا جاتا ہے اور اپنی جواہر پاشیوں اور گہر ریزیوں سے دامن ارض کو بھر پور کر دیتا ہے۔ زمین مردہ میں پھر سے زندگی آ جاتی ہے۔ رگ کائنات میں نبض حیات پھر سے متموج ہو جاتی ہے۔ فضا کے

marfat.com

سینے میں رکی ہوئی سانس پھر سے زندگی کی جوئے رواں بن جاتی ہے۔ چشموں کی خشک آنکھیں شراب زندگی کے چھلکتے ہوئے جام نور بن جاتی ہیں۔ ندیوں کی بے آب لکیریں' بادۂ جاں فزا کی مسیحا نفسی سے رگ جان میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ سہمی ہوئی خنکیاں غاروں سے نکل کر فضاؤں پر چھا جاتی ہیں۔ دبکی ہوئی برودتیں' کنوؤں کی تہوں سے اچھل کر بساط ارض پر پھیل جاتی ہیں۔ خشک پتیوں میں جان پڑ جاتی ہے' مرجھائے ہوئے پھولوں میں از سر نو تازگی و شگفتی آ جاتی ہے۔ شگوفے چٹکتے ہیں' کلیاں مہکتی ہیں' ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے نفیس و لطیف جھونکے سرسبز و شاداب درختوں کی شاخوں میں لچک اور پھولوں میں یوں جنبش پیدا کر دیتے ہیں گویا---

"بہار جھول رہی ہے خوشی کے جھولوں میں"

ہر طرف ایک نئی زندگی اور ہر سمت ایک حیات تازہ' جھومتی' مسکراتی' مچلتی' لوٹتی' ایک ایسی جنت نگاہ بن جاتی ہے' جس کی ہر روش میں مسرتوں کے چشمے ابلتے اور ہر تختے میں قمقموں کے پھول کھلتے دکھائی دیتے ہیں۔

یہ فطرت کا نظام ہے۔ یہ اس کا قانون ہے جس کے قوانین اٹل اور جس کے آئین غیر متبدل ہیں۔ یہ اس کا قاعدہ ہے' جس کے قواعد و ضوابط میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی' کہ تبدیلیاں زمان و مکان کے تغیرات کا نتیجہ ہوتی ہیں اور اس کی ذات زمان و مکان کی قیود سے ماورا اور ان کے اثرات سے بے نیاز ہے۔

لیکن ان مادی تشبیہات و استعارات سے ہٹ کر ذرا دنیائے انسانیت کی طرف آیئے اور دیکھئے کہ وہاں بھی یہی اصول فطرت کس طرح عمل پیرا ہے۔ یہ مادی تشبیہات و استعارات بھی درحقیقت اسی مقصد کے لیے بیان کیے جاتے ہیں کہ انسان ان محسوسات کی راہوں سے مجرد حقیقتوں کی طرف آئے اور جو کچھ عالم آفاق میں ہو رہا ہے اس سے عالم انفس پر دلیل لائے۔ گزشتہ اوراق میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ آج سے چودہ سو سال پیشتر دنیائے انسانیت کی کیا کیفیت ہو چکی تھی۔ تاریخ کی یادداشتیں اس پر شاہد ہیں کہ اس وقت عالم انسانیت کی خشک سالی اس سے کہیں زیادہ شدید و

marfat.com

مہیب تھی جس کا شیبی منظر اوپر پیش کیا جا چکا ہے۔ اس وقت شجر زندگی کی ہر شاخ سے نمی خشک ہو چکی تھی۔ تہذیب و تمدن کے پھول' وحشت و بربریت کی باد سموم سے مرجھا چکے تھے۔ حسن عمل کے زندگی بخش چشمے یکسر خشک ہو چکے تھے۔ زمین پر جو ہر انسانیت کی سرسبزی و شادابی کا کہیں نشان تک باقی نہ تھا۔ کشت مذاہب و اخلاق کے حدود تو باقی تھے' لیکن فصلیں بالکل اجڑ چکی تھیں۔ اس وحشت و سراسیمگی کے عالم میں خاسر و نامراد انسان ادھر ادھر مارا مارا پھرتا تھا لیکن خدا کی اس وسیع زمین پر اسے کہیں زندگی کا نشان اور تازگی کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ چاروں طرف سے مایوس و ناامید ہو کر اس کی نگاہیں رہ رہ کر آسمان کی طرف اٹھتی تھیں اور ایک پکار سننے والے کو پکار پکار کر کہتی تھیں کہ متی نصراللہ! یہ وقت تھا کہ فطرت کے اس اٹل قانون کے مطابق جس کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے' اس افسردگی و پژمردگی کو پھر سے تازگی و شگفتگی میں بدل دیا جاتا۔ چنانچہ اس کے لیے اس رب ذوالمنن کا سحاب کرم' زندہ امیدوں اور تابندہ آرزوؤں کی ہزار جنتیں اپنے آغوش میں لیے' ربیع الاول کے مقدس مہینے میں فاران کی چوٹیوں پر جھوم کر آیا اور بلد امین کی مبارک وادیوں میں کھل کھلا کر برسا' جس سے انسانیت کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں لہلہا اٹھیں۔ اخلاق و تمدن کے پژمردہ پھولوں پر پھر سے بہار آگئی۔ عمرانیت و مدنیت کے سبزۂ پامال میں نزہت و لطافت پیدا ہوگئی۔ اعمال صالحہ کے خشک چشمے حیات تازہ کے جوئے رواں میں تبدیل ہوگئے۔ طغیانی و سرکشی کی باد سموم' عدل و احسان کی جاں بخش نسیم سحری میں بدل گئی۔ فضائے عالم مسرتوں کے نغموں سے گونج اٹھی۔ انسان کو نئی زندگی اور زندگی کو نئے ولولے عطا ہوئے۔ آسمان نے جھک کر زمین کو مبارک باد دی کہ تیرے بخت بلند نے یاوری کی اور تیرے خوش نصیب ذروں کو اس ذات اطہرؐ و اعظم کی پابوسی کی سعادت نصیب ہوگئی' جو عالم موجودات کے سلسلہ ارتقاء کی آخری کڑی ہے جس سے شرف و مجد انسانیت کی تکمیل ہوگئی' جو علم و بصیرت کے اس افق اعلیٰ پر جلوہ بار ہے' جہاں عقل و عشق' فکر و نظر' دین و دنیا' قوسین کی طرف آپس میں

marfat.com

ملتے ہیں' جو دانش نورانی و حکمت برہانی کے اس مقام بلند پر فائز ہے' جہاں غیب و شہود کی وادیاں دامن نگاہ میں سمٹ کر آ جاتی ہیں۔ ہاں تو' آسمان نے خوش بخت زمین کی بارگاہ عالیہ میں جھک جھک کر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کیا۔ نوامیس فطرت نے "جنت سے نکالے ہوئے آدم" کے اس طالع بیدار کا تقدیس و تحمید کے زمزموں سے استقبال کیا۔ دنیا سے طاغوتی قوتوں کے تخت الٹ گئے کہ وہ آنے والا آ گیا۔ جس کی آمد ملوکیت و قیصریت کے لیے پیغام فنا تھی۔ ایران کے آتش کدوں کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی کہ اب سے انسانی تصورات کی دنیا نار کی جگہ نور سے معمور ہوگئی۔ دنیا کے صنم کدوں کے بت پاش پاش ہوگئے کہ آج مسلک ابراہیمیؑ کی تکمیل کا دن آ گیا۔ شیاطین نے پہاڑوں میں جا کر منہ چھپا لیا کہ اب جور و استبداد کی ہر طاغوتی قوت کے روپوش ہونے کا وقت آ گیا۔ دنیا سے باطل کی تاریکیاں دور ہوگئیں کہ آج اس آفتاب عالمتاب کا طلوع ہوا' جس کے بھیجنے والے نے اسے "جگمگاتا چراغ" کہہ کر پکارا

جب وہ آیا تو اس نے ان تمام اغلال و سلال کو ایک ایک کر کے توڑ دیا' جن میں انسانیت جکڑی چلی آ رہی تھی۔ احبا و رہبان کی تقلید کے اطواق و سلاسل' قیصر و کسریٰ کے استبداد کی زنجیریں' توہم پرستی کی بصیرت سوز بندشیں۔ تقسیم انسانیت کے انسانیت کش نسلی' جغرافیائی' وطنی' غیر فطری معیار' سب ایک ایک کر کے ٹوٹتے چلے گئے اور پابند قفس طائر لاہوتی کو پھر سے آزادی کی فضائے بسیط میں اذن بال کشائی عطا ہوا اور انسان ایک مرتبہ پھر زمین پر سر اونچا کر کے چلنے کے قابل ہوگیا۔ انسانیت کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کی سیدھی راہ مل گئی۔ عقل کو عشق کا جنون اور عشق کو عقل کی فرزانگی عطا ہوئی۔ فقر کو شکوہ خسروی اور پادشاہی کو استغنائے فاروقی عنایت ہوا۔ یہ تھی وہ ذات گرامی کہ

محبت از نگاہش پائیدار است
سلوکش عشق و مستی را عیار است

marfat.com

مقامش عبدہ' آمد و لیکن
جہان شوق را پروردگار است

اسی حقیقت باہرہ کو باندازِ دگر دیکھئے۔ آویزش ابلیس و آدم سے سلسلہ رشد و ہدایت کی ابتدا ہوئی۔ ابلیسانہ قوتوں کی تائید میں' کشش و جاذبیت کا وہ تمام نگاہ فریب سامان رنگ و تعطر تھا جو نگار خانہ طلسم و حیرت کے دامن میں بھر کر رکھ دیا گیا تھا۔ دوسری طرف انسانی راہ نمائی کے لیے پیغام ازلی تھا جو مبداء فیض کی شان ربوبیت سے انسانوں تک پہنچتا رہا۔ عقل خودبیں طبیعیاتی زندگی ہی کو سفر حیات کی آخری منزل قرار دے کر' اعلیٰ مقاصد اور بلند اقدار کو اس کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتی تھی۔ لیکن یہ پیغام ازلی اس کے سامنے طبیعیاتی زندگی کی آرائشوں کے ساتھ ساتھ شرف انسانیت کی بلند حقیقتوں کو بے نقاب کرتا تھا۔ اس پیغام کی لم ایک تھی' حقیقت ایک تھی۔ لیکن جوں جوں اس طلسم کدۂ رنگ و بو کی پیچیدگیاں بے نقاب ہوتی جاتی تھیں' اس تعلیم کی جزئیات میں مناسب رد و بدل اور ضروری تغیر و تبدل ہوتا جاتا تھا' تاکہ طبعی ارتقا کے ساتھ ساتھ' جوہر انسانیت میں بھی بتدریج ارتقا ہوتا جائے۔ یہ ارتقائی مدارج تکمیل کی طرف بڑھ رہے تھے۔ رہروان شوق کا یہ کاروان سوئے منزل جادہ پیما تھا۔ ان پیغمبران حیات جاوید کا ہر ایک قدم ایک خاص سمت اٹھتا اور ہر نشان راہ ایک آخری مستقر کی طرف اشارہ کرتا جاتا۔ چنانچہ آنے والوں میں سے جو کوئی اپنے منصب کی تکمیل کے بعد واپس جاتا تو جاتے وقت ایک آخری آنے والے کا پتہ نشان بتا کر جاتا۔ تاکہ جب وہ آنے والا آئے تو یہ قافلہ بلا تامل و توقف اس کے پیچھے ہو لے اور راہ گم کردہ' مختلف وادیوں میں سرگرداں و حیران نہ پھرتا رہے۔ اس لیے کہ یہ سب ایک ہی سلسلہ زریں کی مختلف کڑیاں تھیں جن میں کی ہر کڑی' سلسلہ کی آخری کڑی کی روشن دلیل تھی۔ یہ سب ایک ہی کتاب فطرت کے اوراق و ابواب تھے' جن میں کتاب کا ہر ورق اور ہر باب' کتاب کے آخری باب کی تمہید تھی۔ یہ سب ایک ہی شجر طیب کی شگفتہ شاخیں

marfat.com

تھیں جو ایک گل سرسبد کے لے نوید بہار تھیں۔ چنانچہ جب مشیت ایزدی کی یہ تدبیر محکم جس کے لیے زمین و آسمان قرنہا قرن سے یوں سرگرداں پھر رہے تھے' اپنی پختگی تک پہنچی۔ جب انسانیت' جس کے لیے کائنات نے ایک ایک ذرے کو لاکھوں چکر دیے تھے' گہوارۂ طفولیت سے حریم شباب میں آ گئی۔ جب اس صحیفہ فطرت کی تکمیل کا وقت آ گیا' جس کے مختلف اوراق ستاروں کی ٹھنڈی ٹھنڈی مرمریں روشنی میں کوثر و تسنیم سے دھلے ہوئے قلم سے لکھے گئے تھے' جب سینہ کائنات میں اتنی کشادگی پیدا ہو گئی کہ وہ اپنے اندر رازہائے درون پردہ کے معدن لعل و گہر کو سمو لے تو آسمان کی حوریں زمین پر اتریں کہ جنت کے تروتازہ پھولوں سے وادی بطحا کی تزئین و آرائش کریں۔ صحن گلستان کائنات پر بہار آ گئی۔ ہر طرف سے مسرتوں کے چشمے ابلنے لگے۔ چاند مسکرایا' ستارے ہنسے' آسمان سے نور کی بارش ہوئی۔ فرشتوں کی معصوم نگاہوں میں **انی اعلم ما لا تعلمون** کی تفسیر' ایک پیکر محبوبیت کا حسین تصور بن کر چمکنے لگی۔ فلک تعظیم کے لیے جھکا' زمین نے اپنی خاک آلود پیشانی سجدہ سے اٹھائی کہ آج اس کی قرنہا قرن کی دعاؤں کی قبولیت کا وقت آ پہنچا تھا۔ صحرائے حجاز کے ذرے جگمگا اٹھے۔ بلد امین کی گلیوں کا نصیبہ جاگا کہ آج اس آنے والے کی آمد آمد تھی جس کی طرف جبل متین پر حضرت نوحؑ نے اشارہ کیا تھا اور جسے کوہ زیتون پر حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں کو وجہ تسکین خاطر بتایا تھا۔ جس کی آمد کی بشارتیں وادئ طور سینین میں بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں اور جس کے لیے دست عرب میں حضرت خلیل اکبرؑ اور ذبیح اعظمؑ نے اپنے خدا کے حضور دامن پھیلایا تھا۔ وہ آنے والا کہ جس کے انتظار میں زمانہ نے لاکھوں کروٹیں بدلی تھیں' آیا اور اس شان زیبائی و رعنائی سے آیا کہ زمین و آسمان میں تہنیت کے غلغلے بلند ہوئے۔ فرشتوں نے زمزمہ تبریک گایا' سدرۃ المنتہیٰ کی حدود فراموش شاخوں نے جھولا جھلایا۔ ملاء اعلیٰ کی مقدس قندیلوں نے چراغاں کیا۔ کائنات کے ذرے چمک اٹھے۔ فضائے عالم صلوۃ و سلام کی فردوس گوش صداؤں سے گونج اٹھی اور انس و جان وجد کیف کے عالم میں پکار اٹھے کہ

marfat.com

اے سوار اشہب دوراں بیا
اے فروغ دیدۂ امکاں بیا
در جہان ذکر و فکر و انس و جاں
تو صلوٰۃ صبح، تو بانگ اذاں

یہ آنے والا رسولؐ کافتہ للناس اور رحمتہ للعالمین بن کر آیا اور اپنے ساتھ وہ نظام عدل و حریت لایا جو انسان کو دنیا بھر کی غلامی سے آزادی دلانے کا کفیل تھا۔ یہ پیغام کوئی انوکھا پیغام اور یہ تعلیم کوئی نئی تعلیم نہ تھی۔ صداقت جہاں کہیں بھی تھی، اسی کتاب مبین کا کوئی نہ کوئی ورق تھی جو محمدؐ کی وساطت سے دنیا کو ملی۔ روشنی جس مقام میں بھی تھی، وہ اسی قندیل آسمانی کی کوئی نہ کوئی کرن تھی جو قلب نبویؐ میں اتاری گئی۔ شام جاں نواز نے جہاں کہیں بھی عطر بیزی و عنبر فشانی کی، وہ لالہ و یاسمن کی ان ہی پتیوں کی رہین منت تھی جن کا گلدستہ اس نبی آخر الزمانؐ کے مقدس ہاتھوں محراب کعبہ میں رکھا گیا۔ پیغام محمدیؐ کیا ہے؟ ان ہی اوراق کی شیرازہ بندی جنہیں حوادث ارضی و سماوی کی تیز آندھیوں نے صحن کائنات میں ادھر ادھر بکھیر دیا تھا اور مقام محمدیؐ کیا ہے؟ ان ہی درخشندہ و تابندہ ذرات نادرہ کا پیکر حسن و زیبائی جن کی حقیقی آب و تاب کو ان کے ستائش گروں کی غلو آمیز عقیدت کی رنگینیوں نے مستور کر رکھا تھا۔ وہاں یہ جوہر الگ الگ پڑے تھے، یہاں یہ پیکر جلال و جمال ان سب کا حسین مجموعہ تھا۔ وہاں یہ الفاظ بکھرے ہوئے تھے، یہاں ایک ایسے عدیم النظیر مصرعہ میں آب و تاب سے موزوں ہو گئے تھے جو ضمیر کائنات میں قرنہا قرن سے پہلو بدل رہا تھا۔ وہ موتی تھے، یہ مالا تھی، وہ پتیاں تھیں یہ پھول تھا۔ وہ ذرے تھے، یہ چٹان تھی۔ وہ قطرے تھے، یہ سمندر تھا۔ وہ ستارے تھے، یہ کہکشاں تھی۔ وہ افراد تھے، یہ ملت تھی۔ وہ نقطے تھے، یہ خط مستقیم تھا۔ وہ ابتدا تھی، یہ انتہا تھا۔

خلق و تقدیر و ہدایت ابتدا است
رحمتہ للعالمینی انتہا است

marfat.com

خدائے جلیل نے اپنے بندوں سے جو کچھ کہنا تھا' آخری مرتبہ کہہ دیا۔ شرف انسانیت کی تکمیل کے لیے جو قوانین دیے جانے تھے' وہ اپنی انتہائی شکل میں دے دیے گئے۔ اس کے بعد انسان کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے کسی دوسری مشعل راہ کی ضرورت اور کسی اور ہادی طریقت کی احتیاج نہ رہی۔ اب انسانیت کے مقام بلند تک پہنچنے کے لیے وہی ایک صراط مستقیم ہے' جس پر اس ذات اقدس و اعظمؐ کے قدم جگمگ جگمگ کر رہے ہیں اور جنہیں دیکھ کر ہر دیدہ ور پکار اٹھتا ہے کہ

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق' دل بند و راہ مصطفیؐ رو

یہ تھا حاصل بہار چمن کائنات' کہ جس کا ظہور صبح بہار کائنات تھا

وہ راز خلقت ہستی وہ معنی کونین
وہ جان حسن ازل وہ بہار صبح وجود
وہ آفتاب حرم' نازنین کنج حرا
وہ دل کا نور وہ ارباب درد کا مقصود
وہ سرور دو جہاں وہ محمدؐ عربی
بروح اعظم و پاکش درود لا محدود

ان اللہ و ملئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما○ (۵۶ / ۳۳)

marfat.com

پروفیسر غلام ربانی عزیز

"جب سے حضرت آدم نے دنیا میں قدم رکھا تھا' ان گنت معصوم روحوں نے لاتعداد ماؤں کی زندگیوں میں پاکیزہ مسرتوں کے سدا بہار پھول کھلائے تھے۔ لاکھوں محسنان انسانیت جن میں انبیاء بھی تھے اور کشور کشا بھی' مقنن بھی تھے اور فلسفی بھی۔ اپنے معہود وقت پر ظہور فرما کر اس فانی دنیا کو الوداع کہہ چکے تھے لیکن حضرت آمنہ بی بی کے گھر جنم لینے والے بچے کو دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ یتیم دنیا بھر کے بے کسوں کا غم گسار' بے یار و مددگارو مظلوموں کا مربی' ستم رسیدہ غلاموں کا آقا' لاچار اور بے وسیلہ بیواؤں کا مونس اور بے سہارا یتیموں کا مشفق سرپرست ثابت ہوگا' جس کی آمد کے صدقے میں خزاں رسیدہ دنیا ابدی اور سرمدی بہاروں سے ہمکنار ہوگی' جس کے معطر قدسی انفاس کی برکت سے دلوں کی مرجھائی ہوئی کلیاں کھل کر پھول بن جائیں گی' کفرو شرک' لادینی و الحاد کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ جہالت کے بت سرنگوں اور شقاوت و طغیان کے صنم کدے زمین بوس ہو جائیں گے۔ وحدت کے دل نواز زمزمے اور توحید کے سامعہ فریب نغمے ہر طرف گونج اٹھیں گے۔ ظلم و تشدد' حق ناشناسی' اور خدا ناترسی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ وحشت و بربریت' سفاکی و مردم آزادی کو دیس نکالا مل جائے گا' ذاتی تعلی اور نسلی تفاخر کے صنم توڑ پھوڑ دیے جائیں گے' فرعونیت کے فلک بوس محل اور رعونت و غرور کے رفیع مینار پیوند خاک ہو جائیں گے' جاہلی تمدن کے طور طریقے اور لادینی سماج کے مروج اقدار کی بساط لپیٹ دی جائے گی' حسن اخلاق کو جلا ملے گی اور شرافت کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری قرار پائے گی۔

اللہ اللہ! آج کی صبح کتنی مسرت انگیز اور یہ مبارک ساعت کتنی سہانی ہے کہ حضرت آمنہ بی بی کے گھر دنیا کے مصلح اعظم اور بنوہاشم کے خاندان میں نبی

marfat.com

آخر الزمان نے ظہور فرمایا ہے۔ کسریٰ' ایران کے محلات میں زلزلہ آگیا ہے اور قیصر روم کا تخت کانپ رہا ہے۔ سیاہ کاری اور بدکرداری کھڑی سر پیٹ رہی ہے' عرب کا فخر اور عجم کا غرور پابدامن ہے۔ کفر و الحاد کے بھڑکتے الاؤ' گمراہی اور بے دینی کے ابلتے لاوے بھسم ہونے کو ہیں۔ حق و صداقت کے گلشن میں بہار جاں فزا کی آمد آمد ہے۔ آفتاب وحدت کی ضیاء بیزی سے ظلمت شرک کے بادل چھٹنے کو ہیں اور ماہتاب رسالت کی نورپاشیوں سے یہ تیرہ و تار جہاں بقعہ نور بننے والا ہے۔ اب کوئی دن جاتا ہے کہ خوش سیرتی اور نیک کرداری کا دور دورہ ہوگا' مواخات اور بھائی چارے کا بھولا ہوا سبق دہرایا جائے گا اور چار دانگ عالم میں آشتی و خیر سگالی' ہمدردی اور انسان دوستی کے دلفریب مناظر دعوت نظارہ دیتے سنے جائیں گے۔ گویا ہزار ہا حیات بخش تبدیلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں بارگاہ ایزدی سے عالم انسانیت کو ارزانی فرمائی جائیں گی۔ **اللھم صلی علی محمد و علی ال محمد**"۔

marfat.com

حاجی فضل احمد

"اللہ کریم کا نور عرش اعظم اور لامکان وسعتوں میں نہ سما سکتا تھا۔ اس نور مطلع کو اپنے عیانی ظہور کے لیے ایک پاکیزہ اور مقدس مکان کا خیال عزم محبت کے لباس میں دامن گیر ہوا۔ محبت الٰہی کی لطیف اور پر تاثیر ہوائیں ایسے چمنستان کی تلاش میں نکلیں، جس کی ہر کلی اور ہر پتی، اس لطیف اور سرور پرور ہوا کی ہر لہر کو، اپنے سینے کے بہشت بریں میں صدر نشین کر دے۔

ارادۂ الٰہی کو باد محبت کی سرسراہٹ نے جنبش دی اور اس محبت کی چمکتی ہوئی لہریں، عرش و ساکنان عرش سے پہلے نور محمدؐ بن کر نمودار ہوئیں۔ اس کے بعد اسی دلربا کے فیض لامتناہی سے حسب مراتب ہر مکین و مکان کو وجود کا نور و مظہر نور عطا ہوا، **لولاک لما خلقت الافلاک** (اگر آپؐ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)

تو اصل وجود آمدی از نخست　　دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

عرفان کی آنکھیں زمین عالم میں بوئے ہوئے ہر تخم میں اس کا شیریں و خوش نما ثمر دیکھتی ہیں اور یہی لذت و لطافت سے بھرا ہوا ثمر تمام محنتوں اور تمام کوششوں کا مقصود ہوتا ہے۔ بخدا تخلیق عالم مقصود اور تزئین عرش و فرش کا مطلوب باغ ہدایت کا ثمر شیریں، ہمارا کملی والا نور مبین ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

عرش والے کروڑوں سال سے منتظر، فرش والے ابتدائے آدم سے چشم براہ، کائنات کا ذرہ ذرہ اسی انتظار میں کہ وہ صبح نور کب نمودار ہوگی، جب حبیبؐ کبریا محمد مصطفیٰ اپنے ظہور قدسی سے زمین و فلک کی آنکھ میں جلوۂ طور کا سماں پیدا کریں گے۔ رحمت ازلی جوش میں آئی۔ مخلوق کی بے نوائی کو نواہائے بے بہا سے بدلنے کے ارادۂ ازلی کو حرکت ہوئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کے لیے خلت کا خلعت پایا، حضرت یوسف علیہ السلام نے جس کے لیے جمال جہاں آرا دکھایا، حضرت موسیٰؑ کا شوق دید جس کے

marfat.com

صحیفہ محبت کی تمہید بنی اور حضرت عیسیٰؑ کا دم عیسیٰ جس کی مسیحائی کی نوید بنا' وہی نور مجسم' محبوب دو عالم' عرش کا تارا' اللہ کا پیارا ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن صبح صادق کے وقت' بزم آرائے عالم امکان ہوا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) الحمدللہ محفل کونین میں صدر کی خالی کرسی کو زینت ملی۔

روایت ہے کہ ظہور قدسی کے وقت کسریٰ کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے اور آتش کدۂ فارس بجھ گیا اور دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔ یہ تمہید تھی کہ اب شہنشاہیت کا قصر فلک بوس' دربار ختم رسلؐ میں خاک بوسی کرے گا اور شر و فساد کی آتش قلوب' بنی آدم کے آتش کدوں میں سرد پڑ جائے گی اور ظلم و ستم کا دریا خشک ہو کر رہ جائے گا۔ حضور سرور کونینؐ کے ظہور سے ابلیسیت اپنی ذریت کو لے کر بحر ظلمات میں جا چھپی اور شیطنیت اپنے ہتھکنڈوں سمیت شش جہات عالم سے بھاگ کھڑی ہوئی۔

ہدایت کا آفتاب چمکا' رحمت کا بادل برسا' آدمیت نے اپنے بھولے ہوئے سبق یاد کیے' ہدایت کی راہیں کھل گئیں' معرفت الٰہی کا دربار لگ گیا۔ محبت الٰہی کی دولت لٹنے لگی۔ سارے عالم کے زیاں کار بھی جب اس بازار میں آئے تو صاحب اعتبار ہو کر گئے۔ یہ اسی نور مبین کی برکت ہے کہ آج بھی اس دور ظلمت میں ہدایت کے آفتاب کی شعاعیں گھر گھر پہنچ رہی ہیں اور اس مادہ پرستی کے زمانے میں' خدا پرستی اور حق شناسی کی راہیں کھلی ہیں۔

یہ اسی ظہور قدسی کے طفیل ہے کہ نگاہیں آج بھی آسمان کے اس پار پہنچ جاتی ہیں جب کہ عصیاں کوشی اور خدا فراموشی کے اندھیرے' دل کی آنکھوں کو اندھا کر چکے ہیں۔ حیات ابدی کا متلاشی اور صراط مستقیم کا طالب اگر اس طوفانی دریائے ضلالت میں نجات کا کنارا چاہے' تو دین محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بغیر اسے کوئی کشتی سلامت مل نہیں سکتی"۔

marfat.com

قمریزدانی

"چمن زار فصل میں بہار آتی ہے تو دلفریب رعنائیوں اور کیف زا لطافتوں' روح پرور نزہتوں اور دلکش رنگینیوں کو اپنے جلو میں لے کر جب اس شان و وقار سے بہار کا ورود ہوتا ہے تو گلشن میں گلہائے رنگا رنگ کھلتے ہیں' غنچے مہکتے ہیں' کلیاں مسکراتی ہیں' عندلیب زار بہاروں کی اس بوقلمونی پر نثار ہوتی ہے اور اپنے کیف آفرین اور دلنشیں نغمات' حسن چمن پر نچھاور کرتی ہے۔ تمام کائنات' قدرت کے ان روح پرور مظاہر اور حسن ازل کی دل فریبیوں کی داد دیتی ہے۔ اس کے ساتھ دلاویز بہاروں کا خالق بھی اپنی مخلوق کو مسکراتا دیکھ کر اپنے اس حسن تخلیق پر ناز کرتا ہے اور کائنات کے لیے رحمت و عطا کے دروازے کھول دیتا ہے۔

چنانچہ خالق کائنات کے اس نظام فطرت کے تحت گلستان ہستی پر بہار جاوداں کا ورود ہونے والا ہے۔ نسیم رحمت کی شمیم جان فزا کے دلنواز جھونکے مشام ہستی کو معطر کرنے والے ہیں۔ گویا گلستان حیات میں فصل بہاروں کا اہتمام ہوچکا ہے اور ذرہ ذرہ اس کے خیر مقدم کے لیے بیقرار ہے۔ مشاطہ قدرت زلف گیتی کی تزئین میں مصروف ہے اور عروس کائنات کے چہرہ گلگوں پر فرحت و انبساط کے آثار نمایاں ہیں۔ رحمت الٰہی کی نسیم خوشگوار اور لطافتوں کو اپنے جلو میں لیے ریگزار عرب کے خطہ مقدس کا طواف کر رہی ہے اور عالم لاہوت میں حوران و ملائک نغمات سرمدی سے کائنات کو مسحور کر رہے ہیں"۔

marfat.com

جسٹس پیر محمد کرم شاہ

"خیابان ہستی اجڑا پڑا تھا' خزاں کی چیرہ دستیوں سے گلوں کی نکہت افشانیوں اور عنادل کی نغمہ ریزیوں کی یاد تک بھی گلدستہ طاق نسیاں بن چکی تھیں۔ روشیں ویران تھیں اور آبجوئیں خشک--- جہاں کبھی سبزۂ نودمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا' وہاں خاک اڑ رہی تھی۔ یاس و قنوط کی ایک ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے ایک گھنگھور گھٹا اٹھی' جس کا ہر قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی' یہاں تک کہ گلزار عالم میں پھر آثار حیات نمودار ہونے لگے۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر پھر شباب و قوت کی سرمستیاں ظہور پذیر ہونے لگیں۔ خودداری و عزت نفس' شجاعت و ایثار کے افسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سر نو خلعت برگ و بار عطا ہوئی۔ قمریوں نے پھر عفت قلب و نظر کا نغمہ چھیڑا۔ توہمات و عقائد باطلہ کے قفس کی **تیلیاں** ایک ایک کر کے ٹوٹیں اور ہمائے بشریت کو توحید کی مقدس و معطر رفعتوں سے پھر دعوت پرواز آنے لگی۔

دنیا والوں نے اس شوخ و شنگ اور خیرات و برکات سے بھرپور گھٹا کو محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے دلنواز نام سے پکارا۔ عالم بالا کے مکینوں نے اسے احمدؐ کہا لیکن حقیقت کی دلفریبیوں سے نقاب اس وقت اٹھا جب اس کے خالق و پروردگار نے اسے اپنی کائنات سے یوں روشناس کیا **"و ما ارسلنک الا رحمتہ للعالمین"**

ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا اور صبح صادق کی ضیاء بار سہانی

marfat.com

گھڑی تھی۔ رات کی بھیانک سیاہی چھٹ رہی تھی اور دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا۔ جب مکہ کے سردار عبدالمطلب کی جواں سال بیوہ بہو کے سادہ سے مکان میں ازلی سعادتوں اور ابدی مسرتوں کا نور چمکا۔ ایسا موعود مسعود تولد ہوا جس کے من موہنے مکھڑے نے صرف اپنی غمزدہ ماں کو ہی سچی خوشیوں سے مسرور نہیں کیا بلکہ ہر درد کے مارے کے لبوں پر مسکراہٹیں کھیلنے لگیں۔ اس نورانی پیکر کے جلوہ فرمانے سے صرف حضرت عبداللہ کا کلبہ احزاں جگمگانے نہیں لگا بلکہ جہاں کہیں بھی مایوسیوں اور حرماں نصیبوں نے اپنے پنجے گاڑ رکھے تھے' وہاں امید کی کرنیں روشنی پھیلانے لگیں اور ٹوٹے دلوں کو بہلانے لگیں۔ صرف جزیرہ عرب کا بخت خفتہ ہی بیدار نہیں ہوا بلکہ انسانیت' جو صدیوں سے ہوا و ہوس کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی اور ظلم و ستم کے آہنی شکنجوں میں کسی ہوئی' کراہ رہی تھی' اس کو ہر قسم کی ذہنی' معاشی اور سیاسی غلامی سے رہائی کا مژدہ جاں فزا ملا۔ فقط مکہ و حجاز کے خدا فراموش باشندے خدا شناس اور خود شناس نہیں بنے بلکہ عرب و عجم کے ہر مکین کے لیے میخانہ معرفت کے دروازے کھول دیے گئے اور سارے نوع انسانی کو دعوت دی گئی کہ جس کا جی چاہے آگے آئے اور اس مئے طہور سے جتنے جام نوش جاں کرنے کی ہمت رکھتا ہے' اٹھائے اور اپنے لبوں سے لگا لے۔ طیور خوش نوا زمزمہ سنج ہوئے کہ خزاں کی چیرہ دستیوں سے تباہ حال گلشن انسانیت کو سرمدی بہاروں سے آشنا کرنے والا آگیا۔ سرگریباں غنچے خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ انہیں جگانے والا آیا اور جگا کر انہیں شگفتہ پھول بنانے والا آیا۔ افسردہ کلیاں مسکرانے لگی تھیں کہ ان کے دامن کو رنگ و نکہت سے فردوس بداماں کرنے والا آیا۔ علم و آگاہی کے سمندروں میں حکمت کے جو آبدار موتی آغوش صدف میں صدیوں سے بے مصرف پڑے تھے' ان میں شوق نمود انگڑائیاں لینے لگا"۔

marfat.com

"ماہ ربیع الاول کس بہار سرمدی کا پیغام لے کر آیا ہے۔ یہ ہلال نو کس بدر منیر کے طلوع ہونے کا مژدہ سنا رہا ہے۔ رات بھر ستارے کیا سرگوشیاں کرتے رہے ہیں' شاخ گل پر بیٹھے عنادل کس کے میلاد کی خوشی میں نغمہ سرا ہیں۔ یہ سحر کوئی عام سحر تو نہیں۔ اس سحر کی جبین پر تو یمن و برکت کا نور برس رہا ہے' آسمانوں کی بلندیوں میں' قدسیوں کی محفل میں "اللہ ھو" کی گونج کا انداز بالکل نرالا ہے۔ عرش الٰہی کا **بانکپن**' اس کے انوار کی شوخیاں اور تجلیات کی تابانیاں' کس راز کو افشاں کرنے پر مجبور ہیں۔ انفس و آفاق کی دنیا میں کیف و سرور اور ذوق و شوق کا یہ روح پرور سماں کیوں ہے؟

کائنات کا ذرہ ذرہ زبان حال سے اعلان کر رہا ہے کہ کوئی آنے والا ہے اور وہ اپنے ساتھ کچھ لانے والا ہے۔ ماہ ربیع الاول کی ایک صبح سعید تھی۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ' محبوبیت کی خلعت زیبا پہنے' ختم نبوت کا تاج سر پر سجائے' رحمت للعالمین کا منشور ہاتھ میں لیے' زینت بخش بزم ہستی ہوا۔ وہ اپنے دامن میں ہدایت و سعادت' رحمت و برکت کے بے پایاں خزانے سمیٹ کر لے آیا تاکہ خلق خدا میں انہیں بڑی فیاضی سے تقسیم کرے بلکہ بڑی دریا دلی سے انہیں لٹائے تاکہ جو قطرے اس کی نظر کرم سے مشرف ہوں وہ مہر و ماہ بنیں اور جو ذرے اس کی کفش پا کو چوم لیں' لعل و گہر بن جائیں۔

آج وہ آیا جس کے نور سے آدم کی جبیں مطلع انوار بنی۔ آج وہ آیا جس کی بعثت کے لیے حضرت خلیلؑ نے اپنے رب کریم سے بڑی دلسوزی سے التجائیں کیں۔

آج وہ آیا جس کا امتی بننے کی دعا کلیم اللہؑ نے کی۔
آج وہ آیا جس کی آمد کا مژدہ حضرت مسیحؑ نے سنایا۔

marfat.com

کے۔ ایل۔ گابا

" قرمزی آفتاب' ریت کے میدانوں سے ورے سمندر میں غوطہ لگاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اس کی ہلکی شعاعوں نے آسمان کو ایک سنہری چادر سے ڈھانپ رکھا ہے اور پہاڑیاں گنگا جمنی رنگوں سے مزین نظر آ رہی ہیں۔

ایک پرشکوہ قافلہ اس پہاڑی سڑک کے بالائی حصہ سے آتا ہوا نظر آ رہا ہے' جو یثرب سے وادی مکہ کی طرف آتی ہے۔ ایک ہی نظر میں اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی تجارتی قافلہ نہیں ہے۔ گھوڑوں کے ساز و سامان' اعلیٰ عربی راہواروں کی چال ڈھال' لدھے پھندے اونٹوں کی قطاروں کو دیکھ کر جن پر زرق برق پالکیاں سجی ہوئی ہیں' یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی عرب سردار قبیلہ کسی تقریب میں شرکت کے لیے مکہ جا رہا ہے۔ شہر کے چوک میں آگ کے شعلے میناروں کی شکل میں بلند ہو کر آسمانی شفق کو انگلیاں دکھا رہے ہیں۔ سازوں اور قمقموں کی آوازوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی پر تکلف دعوت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ مہمان فرداً فرداً گروہوں یا کاروانوں کی شکل میں آ آ کر جمع ہو رہے ہیں۔ کیونکہ ان آتش مزاج ابنائے بادیہ کی زندگانیوں میں اس قسم کے مواقع کم ہی آتے ہیں۔

مہمان آگ کے گرد جمع ہوتے اور میزبان کے وسیع دسترخوان سے حتی الوسع سیر ہو کر ہی اٹھتے ہیں۔ کھانے میں چاول اور دنبے کا گوشت تھالوں میں اور مختلف قسم کے سالن' جن کی خوشبو سے بھوک چمک اٹھے' بے شمار رکابیوں میں' مصالحہ دار قہوہ پیالوں اور تیز و تند ہری چائے گلاسوں میں پیش کی جاتی ہے۔ اس وقت ہر طبقہ اور عمر کے دو سو سے زائد مہمان جمع ہیں' جن میں قبیلہ کے شیخوں سے لے کر ادنیٰ حیثیت کے خانہ بدوش بدو اور اعلیٰ حکام' شہر کے معمولی تاجر تک اکابرین قریش میں فوجوں کے سپہ سالاروں سے صنم خانہ ہبل کے شیرین نقال پروہت تک سب ہی تو شامل ہیں۔ ان کی نیلی نیلی' سرخ و سفید قباؤں نے میدان میں عجب رنگ آمیزی پیدا کر

marfat.com

رکھی ہے۔ رنگ برنگے ازاروں کو انہوں نے اپنے زانوؤں سے لپیٹ کر آگے کی طرف یا پہلوؤں میں نرالے ڈھنگ کی گرہیں لگا رکھی ہیں۔ سر پر بھاری بھر کم صافے ہیں' جن سے جنگجو افراد اور شہریوں کے مابین تمیز ہوتی ہے۔

مکہ میں اس سے بہتر اجتماع ناممکن ہے۔ کیونکہ میزبانی کے فرائض عبدالمطلب ادا کر رہے ہیں' جو خانہ کعبہ کے متولی ہیں۔ اور اس عہدہ کو عرب میں سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ آج وہ بے انتہا خوش و خرم نظر آ رہے ہیں۔ ہر ایک سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے ہیں۔ کبھی ادھر جاتے ہیں' کبھی ادھر' مہمانوں کی تواضع بھی کرتے جاتے ہیں اور ان سے تفریح و مذاق بھی ہوتا جاتا ہے' جس سے خوشی اور محبت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کے قد و قامت اور انتہائی متناسب خدوخال کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ صحرائے عرب کے فرمانرواؤں کے درمیان خود ان کی حیثیت بھی ایک فرمانروا کی سی ہے۔ ایک ہی نظر میں ان کی شرافت و عظمت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان کی دوربین آنکھیں' چوڑی چکلی پیشانی' لمبی ستواں ناک' مضبوط لب دہانہ' ان کے اعلیٰ نسب عرب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

ایک تنومند حبشی غلام گود میں چھوٹے سے نوزائیدہ بچہ کو لیے ہوئے باری باری مجمع میں سے ہر ایک کو دکھاتا پھرتا ہے اور عبدالمطلب ایک مہمان کے دریافت کرنے پر فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا ہے۔

سب لوگ پوچھتے ہیں محمد کیوں رکھا؟ آپ کے خاندان میں تو بڑے عمدہ نام ہوا کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی رکھ لیتے۔ آپ کا سلسلہ نسب تو ہاشم' عبد مناف' قصی' کلاب لوئے' غالب' نضر' عدنان' عدی' ثابت' حمل اور قیدار کے توسط سے حضرت اسمٰعیل اور حضرت ابراہیم تک پہنچتا ہے۔

حضرت عبدالمطلب ہاتھ سے بچے کے دبیز رخساروں کو پیار سے تھپتھپاتے ہوئے جواب دیتے ہیں۔ "مجھے امید ہے ہے کہ اس نام کی بدولت جو میں نے اس کے واسطے تجویز کیا ہے۔ یہ بچہ ایک بہت بڑا آدمی بنے گا"۔

marfat.com

عبدالمطلب کے احباب نے انہیں آج سے زیادہ کبھی ہشاش بشاش نہ دیکھا تھا۔ ان کے بہت سے لڑکے لڑکیاں تھیں۔ جن کی تعداد بعض مورخین اٹھارہ تک بتاتے ہیں لیکن ان سب میں انہیں حضرت عبداللہ سے خاص انسیت تھی۔ دراصل انہیں اپنے اس بیٹے سے اسی قسم کی محبت تھی، جیسے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسمٰعیل سے تھی اور انہیں کی طرح انہوں نے بھی اپنے بیٹے کو بتان کعبہ کی بھینٹ چڑھا دینے کی منت مان رکھی تھی۔ لیکن سرداران قریش کا اصرار مانع آیا۔ جس کے باعث وہ اپنے اس عہد کو پورا کرنے سے باز رہے اور نقص عہد کی پاداش میں سو اونٹ یا دنبے قربان کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ اس وقت سے قریش میں عہد شکنی کے بدلے سو اونٹ قربان کرنے کی رسم جاری ہوئی۔ اس چھوٹے معصوم بچے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں انہیں اس کے باپ کے خدو خال اور دلاویز شرمگیں آنکھوں کی جھلک نظر آتی ہے۔ انہوں نے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس عقیدہ اور امید پر رکھا ہے کہ عبداللہ کا یہ شیرخوار بچہ قبائل کے درمیان بڑی ناموری حاصل کرے گا اور ممکن ہے کہ ان کی جگہ کعبہ کی تولیت کا بلند مرتبہ بھی حاصل کر لے"۔

marfat.com

کوثر نیازی

"ربیع الاول کا مہینہ پوری تاریخ انسانی میں ایک غیری فانی اہمیت کا حامل مہینہ ہے۔ اس مہینے میں وہ ذات بابرکات پہلوئے آمنہ میں ہویدا ہوئی جس نے تاریخ انسانی کے دھارے کا رخ پلٹ دیا۔ جس نے انسانیت کو پستی سے نکال کر عظمت و رفعت کے آسمان پر پہنچایا۔ جس نے دکھی دنیا کو پیغام امن و راحت دیا۔ اسے دکھوں اور آلام کا مداوا بخشا۔ اس کی ان بیڑیوں کو کاٹا جس میں وہ صدیوں سے جکڑی چلی آ رہی تھی۔ اس کی پشت پر سے وہ بوجھ اتارے جس کے نیچے وہ قرن ہا قرن سے دبی جا رہی تھی اور اسے ایک ایسا اجتماعی نظام حیات دیا جس کو اپنا کر وہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکتی ہے' اور جس میں رنگ و نسل' وطن اور قوم اور امارت و افلاس کی بنیاد پر کوئی تفریق اور امتیاز نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) جس وقت پیدا ہوئے' ساری دنیا ضلالت و گمراہی میں سرگرداں تھی' خدائے واحد سے منہ موڑ کر انسان ہر جگہ ذلیل و خوار ہو رہا تھا۔ ہر انسانی معاشرہ مختلف طبقات میں بٹا ہوا تھا۔ اوپر کا طبقہ زیردست طبقے کا خدا بنا ہوا تھا۔ اخلاقی اور اجتماعی امراض پوری طرح گھر کر چکے تھے۔ ہر طرف جنگل کا قانون رائج تھا اور دھرتی انسان کے خون سے انسان کے ہاتھوں لالہ زار ہو رہی تھی۔ ایسے عالم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

سید المرسلین کا عالم انسانیت پر بلاشبہ یہ احسان عظیم تھا اور یقیناً وہ دن بڑا ہی اہم تھا جب یہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔

بہ نظر غائر دیکھا جائے تو عید میلاد النبیؐ ہی تمام عیدوں کا مبداء ہے۔ آنحضورؐ کا ظہور پرنور ہوا تو خلق خدا کو خدائے تبارک و تعالیٰ کی ہستی کا شعور حاصل ہوا۔ توحید کا ادراک' وحدانیت کا اقرار' احکام خداوندی کی تعلیم' عبادات کی تفہیم' سب آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات مقدس کی مرہون

marfat.com

مت ہیں۔ رمضان شریف اور اس کی فضیلتیں آنحضورؐ کی وجہ سے ہم پر ظاہر ہوئیں اور انہی فضیلتوں سے متمتع ہونے کے بعد ہم عیدالفطر کی مسرتوں کے مستحق ہوئے۔ اسی طرح آنحضورؐ نے ہی ہمیں حج اور قربانی کے طریقے سکھائے جن کی بنا پر ہمیں عیدالاضحیٰ کی خوشیاں نصیب ہوئیں۔ پس جو یوم مبارک عیدین سعیدین کی تقریبات کا مبداء ہے' وہ تو کہیں زیادہ مسرت و ابتہاج کا دن ہے جسے ہم سب سے بڑی عید کا دن کہہ سکتے ہیں"۔

marfat.com

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت' کائنات کا اہم ترین واقعہ ہے۔ بحر احمر کی مضطرب لہروں سے عرب کا آفتاب زرفشاں طلوع ہوا۔ عطر بند ہواؤں کی نرم و نازک رفتار سے مس ہو کر پھوٹنا شروع ہو گئے۔ فرش سے عرش تک مینارۂ نور نے آنکھیں خیرہ کر دیں۔ بحر احمر کی سرخ موجیں' جھلمل جھلمل کرنے لگیں۔ عرب میں آفتاب نو طلوع ہوا۔ صحرائے اعظم کی جوش مستی میں نوا سنج ہوئی۔ گرم ہوائیں کھجور کے جھنڈوں میں پتوں سے مس ہو کر سارنگی بجانے لگیں۔ ریگ زاروں کا ذرہ ذرہ بقعہ نور بن گیا۔ ساری کدورتیں دھل گئیں اور محبت کے دیپ جلنے لگے۔ ہر سو نیا رنگ تھا' نیا روپ!

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز ہے کہ جس صبح' شان عجم اور شوکت و تمکنت عرب ماند پڑ گئی تھی۔ آتش کدہ کفر بجھ گیا' آذر کدہ گمراہی' سرد ہو کر رہ گیا۔ صنم کدوں میں خاک اڑنے لگی۔ توحید کا غلغلہ اٹھا' شاہ حرم' شہنشاہ کونین اور امام الانبیاء عالم ارواح سے' عالم امکان میں تشریف لائے۔ سلام ان پر' درود ان پر۔ آج اس ذات گرامی کی آمد کا دن ہے' جن کی بشارت توریت اور انجیل نے دی۔ آج اس ظہور قدسی کا دن ہے' جن کے قدموں کی چاپ عیسیٰؑ' موسیٰؑ اور داؤدؑ نے سنی تھی"۔

marfat.com

قائداعظم محمد علی جناحؒ

"لیکن یہ قانون قدرت ہے کہ جب موسم خزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر جھڑ جاتے ہیں، تو بہار کی دلفریب ہوائیں بھی بہت دور پیچھے نہیں ہوتیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ مردہ درختوں کے جسم سے لہلہاتی ہوئی کونپلیں پھوٹتی ہیں اور قدرت پھر ایک دفعہ دلفریب دلہن کی طرح حسن کی آرائشوں سے مالا مال ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب عرب گمراہی کی ضلالتوں میں ٹھوکریں کھا رہا تھا، اللہ تعالیٰ کے فضل نے ایک ایسے سورج کا طلوع کیا، جس کی درخشانی اور تابانی نے تاریک ترین راہگزروں کو بھی بقعہ نور بنا دیا۔ یعنی 22 اپریل 571ء کو مکہ میں آفتاب رسالت کا طلوع ہوا"۔

marfat.com

سید مناظر احسن گیلانی

"یوں آنے کو تو سب ہی آئے' سب میں آئے' سب جگہ آئے (سلام ہو ان پر) بڑی کٹھن گھڑیوں میں آئے' لیکن کیا کیجئے کہ ان میں جو بھی آیا' جانے ہی کے لیے آیا۔ پر ایک اور صرف ایک' جو آیا اور آنے ہی کے لیے آیا' وہی جو اگنے کے بعد پھر کبھی نہیں ڈوبا' چمکا اور پھر چمکتا ہی چلا جا رہا ہے' بڑھا اور بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے' چڑھا اور چڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ سب جانتے ہیں اور سبھوں کو جاننا ہی چاہیے کہ جنہیں کتاب دی گئی اور جو نبوت کے ساتھ کھڑے کئے گئے' برگزیدوں کے اس پاک گروہ میں اس کا استحقاق صرف اسی کو ہے اور اس کے سوا کس کو ہو سکتا ہے جو پچھلوں میں بھی اس طرح ہے جس طرح پہلوں میں تھا۔ دور والے بھی اس کو ٹھیک اسی طرح پا رہے ہیں اور ہمیشہ پاتے رہیں گے جس طرح نزدیک والوں نے پایا تھا' جو آج بھی اسی طرح پہچانا جاتا ہے' اور ہمیشہ پہچانا جائے گا جس طرح کل پہچانا گیا تھا' کہ اسی کے اور صرف اسی کے دن کے لیے رات نہیں' ایک اسی کا چراغ ہے جس کی روشنی بے داغ ہے"۔

marfat.com

مولانا سید محمد متین ہاشمی

"ماہ ربیع الاول جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے' دنیا روحانیت کے لیے موسم بہار ہے۔ یہ بہار صرف مسلمانوں کے لیے نہیں ہے' بلکہ پورے عالم کون و مکاں اور کارگہ حیات کے لیے ہے۔ اس لیے کہ اسی ماہ مبارک کی 12 تاریخ کو جب کہ انسانیت بربریت و بہیمیت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی' جب کہ انسان انسان کے خون کا پیاسا تھا' جب کہ شرف بشریت پتھروں کے خود تراشیدہ اصنام کی چوکھٹوں پر سجدہ ریز تھا' جب کہ ظہر الفساد فی البر والبحر کی کیفیت طاری تھی' جب کہ غریبوں' کمزوروں' یتیموں' بیواؤں' غلاموں اور مجبوروں کو کوئی سہارا دینے والا نہ تھا' استحصال اور جبریت کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہ تھا' کوئی ایسا نہ تھا جو انسانیت کو اس کی عظمت سے آشنا کرتا اور کوئی شخصیت ایسی نہ تھی' جو نوع آدمیت کو صراط مستقیم کی طرف لے جاتی۔ ذات پات کی خلیجیں انسانوں کے درمیان تفریق کا پہاڑ بن کر کھڑی تھیں۔ یونان کے فلسفے کے سوتے خشک ہوگئے تھے' مصر کے تمدن کی عمارت منہدم ہوچکی تھی' ایران کے عوام فلاکت و افلاس کی چکی میں پس رہے تھے' ہندوستان بتوں اور بت پرستوں کا مرکز بن چکا تھا' چینی حکمت دم توڑ چکی تھی' عراق میں خاک اڑ رہی تھی' سرمین حجاز بانجھ بنی ہوئی تھی کہ رحمت خداوندی کو جوش آیا اور وہ رحمتہ للعالمین کے ابر کرم کی شکل اختیار کر کے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ایسا جھوم جھوم کر برسی کہ ساری کائنات سیراب و مالا مال ہوگئی"۔

marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

"چاند چمک رہا ہے' ستارے کھل رہے ہیں' نور کی پھوار پڑ رہی ہے--- اچانک غلغلہ بپا ہوا' ایک ندا دینے والا دے رہا تھا--- لوگو! صدیوں سے جس ستارے کا انتظار تھا' دیکھو دیکھو آج وہ طلوع ہوگیا---- آج وہ آنے والا آ گیا--- وادی مکہ کے سناٹے میں یہ آواز گونج گئی۔ سب حیران' یہ ماجرا کیا ہے؟---- کس کا انتظار تھا' کون آ رہا ہے؟------ ہاں سونے والو! جاگ اٹھو! آنے والا آ گیا--- نور کی چادر پھیل گئی' میلوں کی مسافتیں سمٹ گئیں' بھرائے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ سارے عالم میں چاندنا ہوگیا' ہاں یہ کون آیا سویرے سویرے؟--- وہ کیا آئے رحمت کی برکھا آ گئی' نور کے بادل چھا گئے' دور دور تک بارش ہو رہی ہے۔ چاندی بہہ رہی ہے۔ حد نظر تک نور کی چادر تنی ہے۔ عجب سماں ہے' عجب منظر ہے!---- ایسا منظر تو کبھی نہ دیکھا تھا!--- تاریکیاں چھٹ گئیں' روشنیاں بکھر گئیں' جدھر دیکھو نور ہی نور' جدھر دیکھو بہار ہی بہار---- تازگی انگڑائیاں لے رہی ہے' مسرتیں پھوٹ رہی ہیں' رنگینیاں اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ سارا عالم نہایا ہوا ہے' ذرے ذرے پہ مستی چھائی ہوئی ہے--- ہاں یہ اجلا اجلا سا سماں' یہ مہکی مہکی سی فضائیں' یہ مست مست ہوائیں' جھوم جھوم کر جشن بہاراں کے گیت گا رہی ہیں۔

ہاں بہار آئی' بہار آئی---- زندگی میں بہار آئی' دماغوں میں بہار آئی' دلوں میں بہار آئی' روحوں میں بہار آئی' علم و حکمت میں بہار آئی' تہذیب و تمدن میں بہار آئی' فکر و شعور میں بہار آئی' عقل و خرد میں بہار آئی--- برسوں کی ہتھکڑیاں کٹ گئیں' صدیوں کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں' گھٹی گھٹی سی فضائیں بدل گئیں' مندی مندی سی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ بجھی بجھی سی طبیعتیں سنبھل گئیں۔ رندھی رندھی سی آوازیں کھنکھنانے لگیں--- ڈوبتے ہوئے ابھرنے

marfat.com

لگے، سہمے ہوئے چہکنے لگے، روتے ہوئے ہنسنے لگے، صدیوں کے دبے ہوئے، پسے ہوئے سرفراز ہونے لگے، خون کے پیاسے محبت کرنے لگے، ہارنے والے جیتنے لگے--- بکھرے ہوئے خیال یک جا ہوگئے۔ منتشر قوتیں سمٹ گئیں، ضعیف و ناتواں ایک قوت بن کر ابھرے اور دنیا نے پہلی مرتبہ جانا کہ انسان احسن تقویم میں بنایا گیا "اشرف المخلوقات" کے منصب عالی پر فائز کر کے خلافت الہیہ سے سرفراز کیا گیا--- زندگی نے ایسا سنگھار کیا کہ سب جھانکنے لگے، سب دیکھنے لگے، سب تکنے لگے، سب بلائیں لینے لگے، سب فدا ہونے لگے، سب آرزوئیں کرنے لگے، سب تمنائیں کرنے لگے--- وہ کیا آئے، کائنات کا ذرہ ذرہ دل کش و دل ربا معلوم ہونے لگا۔

ہاں آج ان کی آمد آمد کا دن ہے، آج عید کا دن ہے، آج خوشی کا دن ہے--- ایسا حسین انقلاب آیا کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا--- ایسی بہار آئی کہ دنیا نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی--- ایسا حسین آیا کہ دنیا نے ایسا حسین تو کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہاں۔

بے مثال کی ہے مثال وہ حسن
خوبیِ یار کا جواب کہاں؟"

(حسرت)

marfat.com

محمد میاں صدیقی

"جب کائنات کی تر دامنی خشک ہونے لگتی ہے' زمین کا چپہ چپہ پانی کے ایک ایک قطرہ کے لیے ترس جاتا ہے' معصوم اور بے زبان پرندے اپنے گھونسلوں میں پیاس کی شدت سے پھڑپھڑانے لگتے ہیں' درختوں اور پودوں کی بے زبانی' زبان حال سے گرمی و خشک سالی کا ماتم کرنے لگتی ہے' کائنات ارضی کی تمام تر رعنائیاں مضمحل ہونے لگتی ہیں' اس وقت اس عالم کا ایک ایک ذرہ امید و بیم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ آسمان کی گرم و خشک فضا کی طرف نظریں اٹھاتا ہے۔ پروردگار عالم رافت و رحمت کے نقاب میں آتا ہے اور اپنی کائنات کو مایوسی و ناامیدی کے بعد امید کا اور موت کے بعد زندگی کا پیغام دیتا ہے۔

جو پروردگار زمین کی پکار سن کر اسے پانی دیتا ہے' جسم کی بھوک دیکھ کر اسے غذا بخشتا ہے----- وہ یقیناً روحوں کی تشنگی اور دلوں کی بھوک کے لیے بھی سب کچھ کر سکتا ہے' جب اس کی شان ربوبیت درختوں' پتوں اور پھولوں کی پژمردگی نہیں دیکھ سکتی تو بھلا اپنی پیدا کردہ اشرف المخلوق کی روحانی ہلاکت و بربادی کو کیسے دیکھ سکتی ہے----- حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا' سب سے مبارک اور سب سے اہم دن ہے۔ اس دن کو اس وقت تک فراموش نہیں کیا جا سکتا جب تک دنیا کو نیکی اور سچائی کی ضرورت ہے اور جب تک دنیا کو سیدھے راستے کی طلب ہے' اس وقت تک اس دن کی یاد ضرور منائی جائے گی"۔

marfat.com

ماہر القادری

"زندگی خواب ہے---- اور بہت سے خواب سچ مچ زندگی بن جاتے ہیں۔ ہر کسی کو ایسے سچے خواب دکھائی نہیں دیتے۔ بہت سے لوگ خوابوں کو تصورات کی افسانہ طرازی اور اوہام کی بت گری بتاتے ہیں۔ لیکن اپنی اپنی وسعت فکر و خیال اور دل و نگاہ کی پاکیزگی کی بات ہے۔ بعض خواب اوہام کی شیشہ گری سے بلند ہوتے ہیں' حال و مستقبل کے برزخ کی اس طرح مثالی سیر کرائی جاتی ہے کہ آنے والے واقعات کا عکس آئینہ ادراک پر پڑنے لگتا ہے---- یہ خواب دوسروں کی بیداری سے زیادہ سچے' کار آمد بلکہ مقدس ہوتے ہیں۔

اس دنیا میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جاگتے ہیں مگر ان کے دل سوتے رہتے ہیں۔ نفس و آفاق کی ایک نشانی میں بھی انہیں ہدایت کا کوئی اشارہ نہیں ملتا' ماضی اور حال کے واقعات کی رصد گاہ سے مستقبل کی ایک پرچھائیں بھی ان کو نظر نہیں آتی' ساری زندگی بے خبری میں گزر جاتی ہے--- مگر کچھ سعید روحیں عالم خواب میں بھی بیداری کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتی ہیں اور مستقبل ان کے سامنے آپ ہی آپ آ کھڑا ہوتا ہے----

آمنہ کو خواب نظر آنے لگے۔ نہایت ہی عجیب و مسا ک خواب! کبھی یہ کہ بی بی آمنہ کا جسم خاکی یکبارگی آئینہ کی طرح جھلکنے لگا اور روئیں روئیں سے سرد شعائیں نکلنے لگیں' کبھی کانوں سے سنا کہ بہشت کی حوریں' آسمان کے فرشتے اور مقدس روحیں مبارک باد دے رہی ہیں۔ کبھی سوتے میں ایسا محسوس کیا کہ وہ اپنے نورانی اور شفاف جسم کے ساتھ بلندی پر ہے۔ اونچے سے اونچے پہاڑ پست نظر آتے ہیں۔ آمنہ کے تلوے ستاروں کو چھو رہے ہیں اور چاروں طرف تہنیت اور تبریک کے زمزمے چھڑے ہیں۔

دستور کے مطابق قبیلہ کی عورتیں آمنہ کی مزاج پرسی کے لیے آتیں تو

marfat.com

انہیں کچھ ایسا نظر آتا جیسے بام کعبہ سے لے کر عبداللہ کے گھر تک نور کا شامیانہ تنا ہوا ہے' جسے کافوری شمعوں سے زیادہ اجلے اور روشن ہاتھ تھامے ہوئے ہیں۔ گھروں میں چرچے ہونے لگے کہ آمنہ پر آسمان کی نورانی دیویاں بہت مہربان ہیں۔ وہب کی بیٹی' عبدالمطلب کی بہو' عبداللہ کی شریک حیات اور ہونے والے بچہ کی ماں آمنہ خود زہرہ و مشتری بنی جا رہی ہے۔

------ "اے لو! ستارے زمین پر جھک آئے۔ یہ آج کیا ہو رہا ہے------ عبداللہ کی پھوپھی نے کہا"۔

------- "میں بھی تو یہی دیکھ رہی ہوں کہ جتنی روشن یہ پچھلی رات ہے اتنے اجلے تو دن بھی نہیں ہوتے"----- ایک بوڑھی عورت نے جواب دیا۔

------ ام معبد! اور یہ خنک ہوائیں' باد صبح گاہی کے جھونکے' نسیم سحر کی اٹھکیلیاں' در و دیوار جھومے جا رہے ہیں' طائف کے سبزہ زاروں اور باغیچوں کی بھی میں نے صبحیں دیکھی ہیں پر آج کی صبح تو سب سے عجیب ہے----- اور خوشبو کی لپٹیں جیسے یمن کا تمام عطر جمع کر کے کسی نے چھڑک دیا ہے۔ کاش! اس رات کی صبح نہ ہوتی اور ہم سدا یہی منظر دیکھتے رہتے------ تیسری عورت نے دوپٹہ کا آنچل موڑتے ہوئے کہا۔

قریش کے جن گھرانوں میں لوگ آج جلد اٹھ بیٹھے تھے وہ اپنے بتوں کو تھامتے تھامتے اور اٹھاتے اٹھاتے تھک جاتے تھے--- مگر بت کس طرح کھڑے رہنے کے لیے تیار نہ تھے۔ ان کی پیشانیاں آپ ہی آپ سجدے میں جھکی جا رہی تھیں۔

------ آج کیا ہو گیا ہے میرے معبود کو' لیٹے جاتے ہیں' گرے جاتے ہیں' شاید نیند آ رہی ہے مگر بت تو سویا نہیں کرتے۔ کہیں مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گئے' لاؤ پھر ایک بار خلوص عقیدت کے ساتھ سجدہ کروں----- بوڑھے

marfat.com

قریشی نے بت کو دیوار کے سہارے کھڑا کر کے سجدہ کیا اور پھر جو سر اٹھایا تو بت کا ماتھا بھی زمین پر دیکھا۔ اتنے میں ایک عورت دوڑی ہوئی آئی اور بوڑھے کا ہاتھ تھام کر بولی:

------ "میرے ساتھ چل کر دیکھو' فریسہ کا معبود زہیر کا حاجت روا' قیس کا بت اور خود میرا خدا سب کے سب خاک پر پیشانی کے بل گرے پڑے ہیں"۔

اس پر بوڑھے عرب نے عورت کا ہاتھ جھٹک کر کہا:

------ "میں خود اس پریشانی میں مبتلا ہوں' میرے معبود کو نہیں دیکھ رہی ہو' خاک پر سر رکھا ہے! تم اپنے معبودوں کو سنبھالو' میں اپنے خدا کو تھامتا ہوں"۔

جہاں عبدالمطلب کے گھر میں آمنہ پر سرور آمیز غنودگی سی طاری تھی' اسی عالم میں اس کے کانوں نے سنا:

------ "یہ اسمٰعیل ذبیح اللہ کی ماں ہاجرہ ہیں"----

آواز تھوڑی دیر کے لیے رک گئی اور وقفہ کے بعد زیادہ شیریں لہجہ میں کسی نے کہا:

------ "ام احمد! دعائے ابراہیم مبارک!"

پھر فضا میں قدرے سکوت کے بعد ایک صدا گونجی:

------- "آمنہ! یہ عیسیٰ روح اللہ کی ماں مریمؑ ہیں' کنواری مریم! شہر جلیل کے مبلغ کی والدہ محترمہ!------

پھر دوسری آواز:

------- "ام احمد! نوید مسیحا مبارک!"

ابھی دن رات ملے جلے تھے اس لیے دونوں کی تقدیروں کو ایک ساتھ چمکنا تھا۔ سپیدہ سحر نمودار ہو ہی رہا تھا' غنچوں کی نازک گرہیں کھل رہی تھیں' لالہ و

marfat.com

گل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر رہی تھی' بنفشہ و شقیق کی نازک پتیوں پر شبنم کے موتی ڈھلک رہے تھے۔' سرو و شمشاد نے پھولوں کی مہک پا کر انگڑائی لی۔ طائران خوشنوا کی چہکاروں سے تمام فضا نغمہ زار بن گئی' جنت آج سچ مچ زمین پر اتر آئی تھی۔ صفا کی وادی' مروہ کے سنگریزے' قیس کی چوٹیاں اور عرفات کا میدان نور کی جھلکیوں میں جھم جھم کر رہا تھا۔

ستارے جھلملا رہے تھے' کلیاں چٹک رہی تھیں اور پھول مہک ہی رہے تھے کہ اتنے میں گھر کی عورتیں خوشی سے بے تاب ہو کر پکاریں:

------- "کوئی عبدالمطلب کو جا کر مبارک باد دو!"

عبدالمطلب اس مژدے کے سنتے ہی تیزی کے ساتھ آئے' خوشی کے مارے پاؤں بھکے بھکے سے پڑ رہے تھے۔ عبدالمطلب کے رخساروں کی جھریوں میں مسرت جھل مل' جھل مل کر رہی تھی۔ آمنہ نے فرط غیرت سے چادر منہ پر ڈال لی۔ عبدالمطلب نے پوتے کو دیکھا' پیشانی کو چوما۔ ان کی آنکھوں میں بجلیاں سی چمک رہی تھیں۔

------ سید القریش! اتنا نورانی چہرہ آپ نے آج تک دیکھا نہ ہو گا----- عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

----- لاریب نہ صرف میں نے' شاید دنیا میں کسی آنکھ نے ایسے جلوے نہ دیکھے ہوں' چاند' سورج' کہکشاں' قوس قزح' پھول' غنچے' حیران ہوں کہ کس چیز سے اس نونہال کے چہرے کو تشبیہ دوں! اس کے حسن و جمال کے سامنے تو یہ سب پھیکے اور بے رنگ ہیں! اور یہ باتیں مجھ سے محبت میں نہیں کہلوا رہی ہیں' یہ حقیقت ہے جو عبدالمطلب کی زبان سے آپ ہی آپ بول رہی ہیں---- عبدالمطلب کے جواب پر عورتوں میں باہم سرگوشیاں ہونے لگیں۔ جیسے کوئی اپنے دل کی بات کہنا بھی چاہے اور کسی سبب سے کھل کر نہ کہہ سکے۔

------ یہ کیا سرگوشیاں ہو رہی ہیں! اچھا! گیت گانا چاہتی ہو' میں چلا

marfat.com

جاؤں' مجھ بوڑھے کے سامنے دف بجاتے ہوئے شرم آتی ہوگی-----
عبدالمطلب کے کہنے پر عورتیں بولیں:

"یا ابا عبداللہ! رات ہم نے اپنی ان آنکھوں سے جو کیفیت دیکھی ہے' اگر کسی کے سامنے بیان کریں تو لوگ کہیں گے کہ یہ عورتیں دیوانی ہوگئی ہیں' کسی نے ان پر جادو کر دیا ہے' ان کے دماغ میں خلل آگیا ہے' رات کا سماں لفظوں میں ادا نہیں ہوسکتا' وہ دیکھنے ہی کی چیز تھی' کہنے کی نہیں! اور کوئی کہنا بھی چاہے تو وہ کیفیتیں لفظوں میں کہاں سما سکیں گی"------ عبدالمطلب نے مسکرا کر جانا چاہا۔

------ "ابن عبداللہ کہا کریں اس ہاشمی نونہال کو؟"--- ایک خاتون نے دریافت کیا۔

------ اچھا! نام کی طرف اشارہ ہے! بہت خوب! عبداللہ کے لخت جگر اور آمنہ کے نور نظر کا نام ہم نے رکھا۔ احمد ہاں محمدؐ بھی' تمام دنیا میں تعریف کی جائے گی' میرے چاند کی! (فضا میں معاً ایک دھیما سا غیبی نغمہ گونجا----- زمینوں میں ہی نہیں آسمانوں میں بھی اس کی حمد و ستائش کے نغمے بلند ہوں گے) عبدالمطلب کا جواب سن کر آمنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی جیسے اس کے دل کی بات عبدالمطلب کی زبان پر آگئی"۔

marfat.com

مولانا سید محمد میاں

"حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہما الصلوۃ والسلام جب خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو ان کے پاکیزہ دلوں سے یہ دعا نکل رہی تھی:

"اے ہمارے پروردگار! ہماری نسل میں جو قوم پیدا ہو' خداوندا! ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو خود اسی نسل کا ہو جو ان کے سامنے تیری آیتیں پڑھے۔ ان کو اللہ کی کتاب اور حکمت و دانش کی باتیں بتائے اور ان کو سنوارے"۔ (سورۂ بقرہ' آیت 129)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں میرا جانا تمہاری لیے فائدہ مند ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔

(یوحنا کی "انجیل" باب 16' فقرہ 8)

جب وہ سچائی کی روح آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا' وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اس لیے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔ (یوحنا کی "انجیل" باب 16 فقرہ 14 - 15)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بشارت دی تھی "**یاتی من بعدی اسمہ احمد**" میرے بعد ایک رسول آئے گا' جس کا نام احمد ہوگا۔

25 اپریل 571ء کو اس جان آفریں بشارت کا ظہور ہوا۔ صبح کا ---- وقت تھا۔ ابھی سورج نہیں نکلا تھا کہ ہدایت و رحمت کا یہ آفتاب مکہ پر طلوع ہوا۔ ربیع الاول کی بارہ تھی۔

شرافت اور انسانیت کے چمن میں آپ کی تشریف آوری فصل گل کی آمد تھی تو آپ کی پیدائش بھی موسم بہار میں ہوئی۔ اس چہیتے بچہ کا نام دادا نے "محمد" والدہ نے "احمد" رکھا"۔

marfat.com

شاہ مصباح الدین شکیل

''حضرت آمنہ بڑی صاحب حوصلہ اور ذہین خاتون تھیں۔ شوہر کا داغ جدائی بڑی ہمت سے برداشت کیا۔ حضرت عبداللہ کے انتقال کے وقت ایک روایت کے بموجب دو ماہ کا عرصہ ہوگیا تھا کہ حضرت آمنہ نور محمدی کی امین بن چکی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ میں حاملہ ہوں۔ کبھی مجھے نہ کوئی بوجھ اور نہ کوئی ثقل محسوس ہوا۔ ان ہی دنوں ایک رات نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں ایک ندا آئی کہ اے خاتون تو اس امت کے سردار اور نبی کے ساتھ حاملہ ہوئی ہے۔ زمانہ حمل میں آپ نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ ایک سیلاب نور ان کے اندر سے نکلا' جس سے ہر چیز منور ہوگئی۔ یہاں تک کہ شام کے محلات بھی روشن ہوگئے۔ وقت ولادت یہی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اپنے نور نظر اور لخت جگر کو اللہ وحدہ لاشریک کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر اس شخص کے شر سے جو حسد کی آگ میں جل رہا ہے۔

وقت ولادت آیا تو حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ چند دراز قد خواتین نظر آئیں۔ پوچھنے پر ایک نے اپنا نام آسیہ (زوجہ فرعون' جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی) اور دوسری نے مریم (والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بتایا ان کے ساتھ باقی جنت کی حوریں تھیں۔ خواتین قریش میں سے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی والدہ حضرت شفاء اور والدہ حضرت عثمان ابن ابی العاص موجود تھیں۔

مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا جو تورات و انجیل کا عالم تھا۔ جب وہ صبح سعادت طلوع ہوگئی اور نور محمدی مجسم ہو کر دنیا میں جلوہ گر ہوگیا تو اس نے پوچھا اے اہل قریش کیا رات تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ جواب ملا کہ ہمیں علم نہیں۔ اس نے کہا جاؤ اور تحقیق کرو۔ ہماری آسمانی کتابیں کہتی ہیں کہ کل وہ ہستی ظہور میں آگئی' جسے نبی آخر الزماں ہونا ہے۔ قریش کے گھر گھر سے خبر لی گئی۔ معلوم ہوا کہ سردار مکہ کی

marfat.com

بہو آمنہ زوجہ عبداللہ کی گود ہری ہوئی ہے۔ یہودی عالم نے یہ اطلاع پا کر کہا افسوس نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی اور ان کے ہاتھوں سے کتاب الٰہی بھی نکل گئی۔

شاعر بزم نبوی حضرت حسانؓ بن ثابت بیان فرماتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے میری عمر سات سال کی تھی کہ ایک دن میں نے ایک یہودی عالم کو یثرب کے ایک بلند مقام پر آواز لگاتے سنا "اے گروہ یہود! جب سب جمع ہوگئے تو اس نے کہا آج رات احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ستارہ طلوع ہوگا جس میں وہ پیدا ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے یثرب تشریف لائے تو حضور کی عمر ۵۳ سال تھی اور حضرت حسان ۶۰ سال کے تھے' جنہوں نے یہودی عالم کو اعلان کرتے سنا تھا۔

ربیع الاول کی ۹ تاریخ' پیر کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا کہ امین بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی۔ وہ آئے جن کے آنے سے گلزار ہستی میں رونق آگئی' جو عرب اور عجم کے لیے ہی رحمت بن کر نہیں آئے بلکہ سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ جن کی آمد پامال انسانیت اور پژمردہ گلدستہ اخلاق کے لیے آب نیساں اور صبائے جاں فزا ثابت ہوئی۔ جو ابراہیم خلیل اللہؑ کی دعاؤں کا ثمرہ' اسماعیل ذبیح اللہؑ کی شاخ تمنا کا گل تر اور جو توریت کی نشانیوں کے لیے فاران و شعیر کی چوٹیوں سے جلوہ گر ہوا۔ جو نوید حضرت عیسیٰؑ ابن مریم ہے۔ س کی ذات انبیائے سابق کی خوبیوں کا خلاصہ ہے' جو خلق آدمؑ معرفت شیثؑ جرات تبلیغ نوحؑ خلت ابراہیمؑ زبان دانی اسماعیلؑ رضا جوئی اسحاقؑ خطابت صالحؑ حکمت لوطؑ بشارت یعقوبؑ حُسنِ یوسفؑ استقامت موسیٰؑ صبر ایوب' اطاعت یونسؑ جہاد یوشعؑ لحن داؤدؑ محبت دانیالؑ شوکت سلیمانؑ عظمت الیاسؑ عصمت یحییٰؑ اور زہد عیسیٰؑ کا مجموعہ ہے"۔

marfat.com

مولانا نعیم الدین مراد پوری

"دائرہ کائنات کا مرکز' مجموعہ مخلوقات کا حرف اولین' گلزار خلائق کا سب سے نفیس پھول' آسمان وجود کا نیر اعظم' وہ تاباں و درخشاں نور عالم افروز ہے جس کے ظہور نے اپنے پرتو جمال کے فیضان سے کائنات کو مالا مال کر دیا۔

اس ہستی مقدس کا کوئی نظیر ہے نہ مثیل' نہ ہمتا نہ عدیل' لاثانی نے لاثانی بنا دیا ہے' بے نظیر نے بے مثال پیدا کیا ہے۔ اس روح مصور' جان مجسم پر بے شمار درود جس کے وجود نے وجود بے کیف کا پتا دیا' جس کے حسن ملیح نے محبوب حقیقی کے حسن کا خطبہ پڑھا۔ جو آنکھ میں نہ اتر سکتا تھا' وہ دل میں سمایا' جس کا پتا نہ تھا' وہ رہنما ہوا۔

کائنات میں کسی ہستی کا ظہور' کسی نئے نقش کی نمود' کسی وجود کا نہاں خانہ عدم سے قدم نکالنا بڑی پرلطف بات ہے' جس کے لیے خوشیاں منائی جاتی ہیں' انتظار کھینچے جاتے ہیں' آنکھیں شوق دیدار کے لیے وا ہوتی ہیں' دلوں کو سرور کی لذت حاصل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ انسانی مصنوعات' جو اپنے ہی جیسے افراد کی عقل و تدبیر کا نتیجہ ہیں' ان پر کس قدر خوشیاں کی جاتی ہیں۔ ریل جب ایجاد ہوئی' اس کی تعریف سے ہر زبان نے استلزاذ کیا۔ ہوائی جہاز کی خبریں کس شوق سے سنی جاتی ہیں۔ جب ادنیٰ درجے کی موجودات اور اپنے وہم و خیال کی بنیادوں پر تعمیر کی ہوئی عمارت تک کا عالم ہستی میں نمودار ہونا ایک وقعت رکھتا ہے اور فرح و انبساط کا موجب ہوتا ہے' تو کسی اعلیٰ مخلوق کا پیکر وجود میں ظاہر ہونا اور صناع عالم کی قدرت کے کرشمے اور بدیع نگاری کے مرقع کا رونما ہونا کتنی شان و شوکت' کیسی عظمت و جلالت' کس قدر فرح و طرف کے لوازم اپنے ساتھ رکھتا ہوگا اور دنیا میں اس کے ظہور سے کیسی تجلی اور روشنی اور کیسی دھوم دھام ہوگی۔

marfat.com

ہر طرف کفر و ضلالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ کعبہ معظمہ اور بیت المقدس کے در و دیوار اس غم میں خون در دل تھے' حرم شریف فریاد کر رہا تھا' بیت اللہ ہمہ تن آنکھ بن کر اس مقدس آنے والے کی راہ تک رہا تھا' جس کے قدوم پاک کے ساتھ اس کی عزت و عظمت' حق کا ظہور اور خلق کی اصلاح و درستی وابستہ تھی۔ صفا و مروہ گردنیں اٹھائے ہوئے اس ہادی اعظم کا راستہ دیکھ رہے تھے۔ جس کی تشریف آوری کا مژدہ مسیحؑ و خلیلؑ ہی نہیں' بلکہ تمام انبیاء دیتے آئے تھے۔ سر زمین حجاز کا ذرہ ذرہ محبوب حق کے قدموں سے پامال ہونے کی تمنا میں دل پر ارمان بنا ہوا تھا۔ زمزم کا دل ایک بحر جود و کرم کی یاد میں پانی پانی ہو رہا تھا۔

بیت المقدس کی آنکھیں اس مقتدائے عالم کا انتظار کر رہی تھیں' جس کے ورود سے اس کی دوبارہ آبادی متوقع تھی اور جو اس گروہ انبیاء کی امامت فرمانے والا تھا۔ بطحا کا ہر سنگریزہ اس عالم نواز ربانی کی قدم بوسی کا تمنائی تھا جس کی جلوہ افروزی کا غلغلہ ابتدائے عالم سے تمام دنیا میں مچا ہوا تھا۔

کارساز قدرت نے اس وجود اقدس کو نرالے انداز کے ساتھ عجب شان و شوکت سے ظاہر فرمایا۔ دنیا میں تبدیلیاں ہوئیں' قحط سالی رفع ہوئی' خشک اور چٹیل میدان سرسبز و شاداب ہوئے' سوکھے ہوئے درخت پھل لائے' دبلے جانور فربہ ہوگئے' عالم کا نقشہ بدل گیا' دنیا کی کایا پلٹ گئی' نظام قدرت کے عظیم الشان تبدل نے ایک بشر الٰہی کے ظہور کا پتا دیا۔ بت خانوں میں ہلچل مچی' بت سربخاک ہوئے' جھوٹی خدائی کی جھوٹی شوکت خاک میں ملی۔ باطل معبودوں کی رسوائی و خواری نے ان کے بطلان کی شہادت دی۔ آتش خانوں کی صدہا سالہ آگ سرد ہوئی' عزت و جبروت والے بادشاہوں کے قصر و ایوان زلزلے میں آئے۔ فلک رفعت قلعوں کی کوہ ساماں دیواریں شق ہوئیں' کنگرے سربسجود ہوئے' شیاطین کے تخت الٹ گئے' ربانی انوار خطہ خاک کی طرف متوجہ ہوئے' آرزومندان

marfat.com

جمال کی چشم تمنا وا ہوئی' نرگس منتظر کا فرش بچھا' رحمت الٰہی کا شامیانہ تنا' گلشن تمنا میں باد مراد چلی' بام کعب پر علم سبز نصب ہوا' کونین کے تاجدار کی آمد آمد کا غلغلہ ہوا' جہان نور سے معمور ہوا' فرح و طرب نے عالم پر قبضہ کیا' شب غم نے بستر اٹھایا' صبح امید نے چہرہ دکھایا' 12 ربیع الاول صبح صادق کے وقت نے طلوع فرمایا"۔

marfat.com

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر

"عالم انسانی اندھیروں میں ڈوب چکا تھا۔ کاروان زندگی اپنی راہ و منزل کو گم کر کے بھول . بھلیوں میں سرگرداں تھا۔ چونکہ جرم و گناہ تاریکی ہی میں نشوونما پاتے اور کھل کھیلتے ہیں' اس لیے حیات انسانی مجرموں' ظالموں اور استحصالی قوتوں کی محکوم و غلام تھی۔ کوئی فریاد رس و غم خوار نہ تھا۔ رہنما خود گم کردہ راہ تھے۔ تشتت و افتراق اور تضاد و تخالف کی وجہ سے ہر گوشہ حیات میں فساد برپا تھا۔ حیات انسانی کا وجود شرک و بت پرستی سے پارہ پارہ ہوچکا تھا۔ خوف و حزن کے موت افگن سائے پھیل کر کل حیات انسانی کو محیط ہوچکے تھے۔ انسان تضادات کا شکار تھا اور ہر گوشہ حیات میں ابتری و برہمی پھیل چکی تھی۔ روح انسانی بلکہ روح کائنات ہی مضطرب و پریشان اور آتش خوف و حزن میں جل رہی تھی۔ اسے اس نجات دہندہ ہستی کا انتظار تھا جس نے رحمتہ للعالمین بن کر ظہور کرنا تھا۔ وہ عظیم ہستی جو منتظر حیات و زمانہ تھی' انسانیت کے لیے ہی نہیں' بلکہ تمام عوالم کے لیے رحمت تمام تھی۔ وہ ختم الرسل' اور خاتم النبیین تھی اور اسے دنیا میں عالمگیر و ہمہ گیر حسین و منور اور مثالی و لاثانی انقلاب لانا اور حسین و منور مثالی معاشرے کی تشکیل و تعمیر کرنا تھی' جس سے تمام بنی نوع انسان نے بالخصوص ابد تک کے لیے مستفید ہونا تھا۔ وہ ہستی تاریخ ساز و عہد آفریں تھی۔ لہٰذا رب رحیم و جمیل کی نگاہ میں تھی اور روح انسانیت کو صدیوں سے اس کا انتظار تھا۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ مہ نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

آخر وہ ساعت سعید اور مبارک دن آگیا' جس کا زمانہ منتظر تھا۔ صحرائے عرب کی دوشیزہ سرزمین' بیت اللہ کے امین مکہ معظمہ کا مقدس شہر' حضرت عبدالمطلب کا گھر' واقعہ فیل کا پہلا سال' ربیع الاول کی 9 تاریخ اور دو شنبہ کی صبح

marfat.com

نعیم صدیقی

"محسنؐ انسانیت کا ظہور ایسے حالات میں ہوا جب کہ پوری انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ کہیں دور وحشت چل رہا تھا اور کہیں شرک اور بت پرستی کی لعنتوں نے مدنیت کا ستیاناس کر رکھا تھا۔ مصر اور ہندوستان' بابل اور نینوا' یونان اور چین میں تہذیب اپنی شمعیں گل کر چکی تھی۔ لے دے کے فارس اور روم تمدنی عظمت کے پھریرے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ رومی اور ایرانی تمدنوں کی ظاہری چمک دمک آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی مگر ان شیش محلوں کے اندر بدترین مظالم کا دور دورہ تھا اور زندگی کے زخموں سے تعفن اٹھ رہا تھا۔ بادشاہ خدا کے اوتار ہی نہیں' خدا بنے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ جاگیردار طبقوں اور مذہبی عناصر کی ملی بھگت قائم تھی۔ روم اور ایران کے دونوں خطوں میں اس تگڑم نے عام انسان کا گلا اچھی طرح دبوچ رکھا تھا۔ یہ لوگ ان سے بھاری ٹیکس' رشوتیں' خراج اور نذرانے وصول کرتے تھے اور ان سے جانوروں کی طرح بیگاریں لیتے تھے لیکن ان کے مسائل سے ان کو کوئی دلچسپی نہ تھی' ان کی مصیبتوں میں ان سے کوئی ہمدردی نہ تھی اور ان کی گتھیوں کا کوئی حل ان کے پاس نہ تھا۔ ان بالادست طبقوں کی عیاشیوں اور نفس پرستیوں نے اخلاقی روح کو ہلاک کر دیا تھا۔ بادشاہوں کے ادل بدل' نت نئے فاتحین کے ظہور اور خون ریز جنگوں کی وجہ سے حالات میں جو تموج پیدا ہوتا تھا' اس میں بھی کوئی راہ نجات عام آدمی کے لیے نہ نکلتی تھی۔ عام آدمی کو ہر تبدیلی کی چکی اور زیادہ تیزی سے پیستی تھی۔ ہر قوت اسی کو آلہ کار بنا کر اور اسی کا خون صرف کر کے اور اسی کی محنتوں سے استفادہ کر کے اپنا جھنڈا بلند کرتی تھی اور پھر غلبہ و اقتدار پانے کے بعد وہ پہلوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ظالم ثابت ہوتی تھی۔ خود روم و ایران کے درمیان مسلسل آویزش کا چکر چلتا تھا اور مختلف علاقے کبھی ایک حکومت کے قبضے

marfat.com

میں جاتے اور کبھی دوسری سلطنت ان کو نگل لیتی لیکن ہر بار فاتح قوت عوام کے کسی کسی طبقے کو خوب اچھی طرح پامال کرتی۔ مثلاً رومی حکومت آتی تو آتش کدے کلیساؤں میں جاتے اور ایرانی راج چھا جاتا تو پھر کلیسا آتش کدے بن جاتے۔ پھر دنیا کے اکثر حصوں میں طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا۔ نت ٹکراؤ ہوتے' بار بار کشت و خون ہوتے' بغاوتیں اٹھتیں' مذہبی فرقے خون ریزیاں کرتے اور ان ہنگاموں کے درمیان انسان بہ حیثیت انسان بری طرح پامال ہو رہا تھا۔ وہ انتہائی مشقتیں کر کے بھی زندگی کی ادنیٰ ضرورتیں پوری کرنے پر قادر نہ تھا۔ اسے مظالم کے کولہو میں پیلا جاتا تھا مگر تشدد کی خوف ناک فضا میں وہ صدائے احتجاج بلند نہیں کر سکتا تھا۔ وہ تلخ احساسات رکھتا ہو گا مگر اسے ضمیر کی آزادی کسی ادنیٰ درجے میں حاصل نہ تھی۔ اس کی مایوسیوں اور نامرادیوں کا' آج ہم مشکل ہی سے تصور کر سکتے ہیں کہ وہ ماحول کے ایک ایسے آہنی قفس میں بند تھا جس میں کوئی روزن کسی طرف نہیں کھلتا تھا۔ اس کے سامنے کسی امید افزا اعتقاد اور کسی فلسفے یا نظریے کا جگنو تک نہیں چمکتا تھا۔ اس کی روح چیختی تھی مگر پکار کا کوئی جواب کسی طرف سے نہ ملتا تھا۔ کوئی مذہب اس کی دستگیری کے لیے موجود نہ تھا' کیونکہ انبیاء کی تعلیمات' تحریف و تاویل کے غبار میں گم کی جا چکی تھیں اور باقی جو شے مذہب کے عنوان سے پائی جاتی تھی' اسے مذہبی طبقوں نے متاع کاروبار بنا لیا تھا اور انہوں نے وقت کی ظالم طاقتوں کے ساتھ سودے گانٹھ لیے تھے۔ یونان کا فلسفہ سکتے میں تھا' کنفیوشس اور مانی کی تعلیم دم بخود تھی' ویدانت اور بدھ مت کے تصورات اور منوشاستر کے نکات سرگریباں تھے' جسٹینین کا ضابطہ اور سولن کا قانون بے بس تھا۔ کسی طرف کوئی روشنی نہ تھی۔ جب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان حالات کے ایک آہنی قفس میں بند ہو جاتا ہے اور اسے کسی طرح سے نجات کا راستہ دکھائی نہیں دیتا تو تمدنی بحران پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ خوف ناک ترین بحران کا ایک عالم گیر دور تھا' جس کی اندھیاریوں میں محسن انسانیت کی مشعل

marfat.com

یکایک آ ابھرتی ہے اور وقت کے تمدنی بحران کی تاریکیوں کا سینہ چیر کر ہر طرف اجالا پھیلا دیتی ہے۔

خود عرب کا قریب ترین ماحول جو حضورؐ کا اولین میدان کار بنا' اس کا تصور کیجئے تو دل دہل جاتا ہے۔ وہاں عاد و ثمود کے ادوار میں سبا اور عدن اور یمن کی سلطنتوں کے سائے میں کبھی تہذیب کی روشنی نمودار بھی ہوئی تھی تو اب اسے گل ہوئے مدتیں گزر چکی تھیں۔ بقیہ عرب پر دور وحشت کی رات چھائی ہوئی تھی' تمدن کی صبح ابھی تک جلوہ گر نہیں ہوئی تھی اور انسانیت نیند سے بیدار نہ ہو پائی تھی' ہر طرف ایک انتشار تھا' انسان اور انسان کے درمیان تصادم تھا' جنگ و جدل اور لوٹ مار کا دور دورہ تھا' شراب اور زنا اور جوئے سے ترکیب پانے والی جاہلی ثقافت زوروں پر تھی' قریش نے مشرکانہ اور بت پرستانہ مذہبیت کے ساتھ کعبہ کی مجاوری کا کاروبار چلا رکھا تھا' یہود نے کلامی اور فقہی موشگافیوں کی دکانیں کھول رکھی تھیں' باقی عرب فکر کے لحاظ سے ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا' مکہ اور طائف کے مہاجنوں نے سود کے جال پھیلا رکھے تھے' غلام سازی کا منحوس ادارہ دھوم دھڑلے سے چل رہا تھا' حاصل مدعا یہ کہ انسان خواہش پرستی کی ادنیٰ سطح پر گر کر درندوں اور چوپایوں کی شان سے جی رہا تھا' جو زور والا تھا اس نے کمزوروں کو بھیڑ' بکریوں کے گلوں کی طرح قابو میں کر رکھا تھا اور کمزور' قوت والوں کے قدموں میں سجدہ پاش تھے۔

یہ تھے حالات جن میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم عظیم ترین تبدیلی کا پیغام لے کر یکہ و تنہا اٹھتے ہیں۔ ایسے مایوس کن حالات میں کوئی دوسرا ہوتا تو شاید زندگی سے بھاگ کھڑا ہوتا۔ دنیا میں ایسے نیک اور حساس لوگ بکثرت پائے گئے ہیں جنہوں نے بدی سے نفرت کی مگر وہ بدی کا مقابلہ کرنے پر تیار نہ ہوسکے اور اپنی جان کی سلامتی کے لیے تمدن سے کنارہ کش ہو کر غاروں' کھوہوں میں پناہ گزیں ہوئے اور جوگی اور راہب بن گئے' مگر حضورؐ نے انسانیت کی نیا کو طوفانی موجوں

marfat.com

میں ہچکولے کھاتے چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر نہیں کی بلکہ بدی کے ہلاکت انگیز گردابوں سے لڑ کر ساری اولاد آدم کے لیے نجات کا راستہ کھولا' تمدن کی کشتی کی پتوار سنبھالی اور پھر اسے ساحل مراد کی طرح رواں کر دیا۔

روم اور ایران کی دو بڑی ٹکراتی ہوئی تمدنی طاقتوں نے جو بحران پیدا کر دیا تھا' اسے توڑنے کے لیے آپؐ ایک تیسری طاقت بن کے اٹھے اور آہستہ آہستہ یہ تیسری طاقت جب اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی تو اس نے روم و ایران دونوں کو چیلنج کیا' دونوں کی مرعوب کن قیادتوں کے تخت الٹ دیے اور عوام الناس کو خوفناک تمدنی قفس سے نکال کر آزاد فضاؤں میں اڑان کا موقع دیا۔ اولاد آدم کے سامنے ایک راہ نجات کھل گئی' کارروان زندگی جو رہزنوں کے درمیان گھرا کھڑا تھا' وہ پھر فلاح و ارتقا کی راہوں پر گامزن ہوگیا۔

یوں رسول پاکؐ خلق خدا کے لیے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے۔

دنیا میں اگر آج ہم مسلمانوں کا وجود ہے تو یہ اسی ہستی کی جانفشانیوں کے طفیل ہے۔ آج اگر سچائی اور نیکی کا کلمہ ہمارے سینوں میں نور افگن ہے تو یہ اسی مقدس وجود کا فیضان ہے۔ آج اگر زندگی کی صلاح و فلاح کے لیے ایک اصولی ضابطہ انسانیت کے سامنے موجود ہے تو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد کا ثمرہ ہے۔ آج اگر زندگی کا ایک بہترین نمونہ و معیار ہماری نگاہوں کے سامنے پرتو انداز ہے تو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیش کردہ ہے۔ آج اگر ہمارے سینوں میں تحریک اسلامی کے احیاء کے ولولے کروٹ لے سکتے ہیں' تو اسی محبوب شخصیت کی قربانیوں کی جذبہ انگیز یاد ہی سے لے سکتے ہیں۔ آج اگر ہم اسلامی انقلاب برپا کرنے کا انداز و اسلوب سیکھ سکتے ہیں' تو اسی خدائی رہنما کی کشمکش کی روداد ہی سے سیکھ سکتے ہیں۔ آج اگر ابنائے آدم کو حقیقت کی شعور افزا کرنیں اخلاق کی لازوال قدریں اور زندگی کی فلاح کے اٹل اصول ہاتھ آ سکتے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ہی سے ہاتھ آ سکتے ہیں۔ محسن انسانیت جیسا داعی اور

marfat.com

معلم اور مربی اور قائد اگر نہ مبعوث ہوا ہوتا تو کبھی وہ کار عظیم اس دور ظلمت و جہل میں سرانجام نہ پاسکتا۔ حضورؐ ہی سارے انقلاب کی روح تھے"۔

marfat.com

نصیر الدین ہاشمی

"وہ رات جس کی صبح کو مسیح کا سفر ہونے والا ہے' درد و الم کی مجسم تصویر ہے۔ عجب یاس و حسرت برس رہی ہے۔ نبی اپنا آخری پیغام اپنے شاگردوں کو سنا رہا ہے۔ ہر طرف سے ناامیدی کا ہجوم ہے' درد انگیز الفاظ وحشت خیز رات کو مہیب کر رہے ہیں۔ مسیح کا وداع ہے۔ بنی اسرائیل کی نبوت کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو رہا ہے۔ الٰہی عہد بنی اسرائیل سے ٹوٹتا ہے اور بنی اسمٰعیل سے باندھا جاتا ہے۔ آسمانی دعوت سے ایک گروہ رخصت کیا جاتا ہے اور دوسرے گروہ کے لیے جگہ خالی کی جا رہی ہے۔ ایک خشک درخت کاٹا جا رہا ہے اور دوسرا نہال بار آور سبز ہوتا ہے۔ کیسی ڈراؤنی غمناک رات ہے۔ مگر کتنی بڑی خوشی اس کے پیچھے کھڑی ہے۔

شام غم لیکن خبر دیتی ہے صبح عید کی
ظلمت شب میں نظر آئی کرن امید کی

اس شام غربت کی صبح امید پونے چھ سو سال کے بعد جلوہ گر ہوتی ہے۔ فاران کی چوٹیوں پر ابر رحمت کی بارش ہوتی ہے جس سے نہ صرف ریگستان عرب کی خشک زمین سیراب ہوتی ہے بلکہ اکناف عالم میں اس بارش سے شیریں نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور اپنی آبیاری سے گلشن گیتی کے **چمنوں** کو سرسبز و شاداب کر دیتی ہے۔

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی — پڑی چار سو یک بیک دھوم جس کی
کڑک اور دمک دور دور اس کی پہنچی — جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کھیتی خدا کی

کاشانہ دہر کے متوالو! خواب غفلت سے ذرا چونکو' کروٹ بدلو' آنکھیں

marfat.com

کھولو' ہدایت کی پرنور ضیاء آ پہنچی' تاریکی دور ہوگئی' حق آ گیا' باطل ٹوٹ گیا' دنیا کا مصلح اعظم ہادی برحق اس شبستان عالم کو اپنے نور سے منور کر رہا ہے۔ حق کا نہایت سیدھا اور صاف راستہ دکھلا رہا ہے۔ اس دنیا کے لیے ایک نعمت لازوال لایا ہے۔

دنیا پر ظلمت کی تیرہ و تاریک گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ اہل دنیا اپنے مذہب سے نابلد ہو کر سورج' چاند ستاروں کی عبادت میں مشغول ہوگئے ہیں۔ بجائے توحید کے تثلیث کی بندگی ہوتی ہے۔ خانہ خدا بتوں کا ملجا و ماوا بنا ہوا ہے۔ حق کے متلاشی کے لیے مذہب سرچشمہ ہدایت نہ رہا ہے۔ اعمال ذمیمہ' ان کے افعال شنیعہ ان کے عادات و اخلاق ہیں۔ علم و ہنر سے بیگانہ ہو رہے ہیں۔ ظلم و ستم کا دور دورہ ہے۔ شراب' قمار' چوری' زنا کا زور ہے۔ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ایک داعی حق ہادی برحق مبعوث ہو اور اپنی ہدایت سے دنیا کی سیاہی کو دور کر دے۔ اہل دنیا کو مذہب سے باخبر اور توحید سے واقف کر دے۔ خانہ خدا کو اس کی عبادت کے لیے مخصوص کر دے۔ اعمال ذمیمہ کو دور کرے' اخلاق حسنہ کی تعلیم دے' علم و ہنر کو مروج کرے' ظلم و ستم کا انسداد کرے' شراب' قمار' چوری' زنا کو موقوف کرے۔

آل ہاشم سے ایک جوان دنیا میں مبعوث ہوتا اور اپنی تبلیغ و ہدایت سے ان امور کی بہترین طور پر اصلاح کرتا ہے۔ وہ اپنے پیروؤں کے لیے ایک اعلیٰ و اکمل قانون اور اپنی زندگی کا بہترین نمونہ چھوڑ گیا' جس کا اتباع اور پیروی نجات کا سیدھا راستہ ہے"۔

marfat.com

نادر جاجوی

"حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کے سبب تمام عالم تجسیم ہوئے' حضور نے جہاں جہاں قدم رکھا' محبت کی بارگاہیں معطر ہو گئیں۔ جن اشیاء کو چھو لیا' ان کو عظمت بے پناہ نصیب ہوئی۔ آپؐ کے تخیل نے جن چیزوں کو سمو لیا' وہ اوج مقدر پر جلوہ افروز ہوئیں اور جدھر جدھر چشم رحمت اٹھی' ادھر ادھر عطائے الٰہی کے دفتر کھل گئے۔ انتخاب خداوندی کن کن مراحل سے گزر کر ایک نقطے پر مرکوز ہوا ہو گا' کتنے الفاظ نے طہارت کا سہارا لیا ہو گا' کتنے فلسفے دم بخود رہ گئے ہوں گے' کتنی تشبیہات نے دم توڑ دیا ہو گا' کتنے لطیف احساسات مجسم ہوتے ہوتے رہ گئے ہوں گے' اظہار نے کیا کچھ ہاتھ پاؤں نہ مارے ہوں گے' سرور و کیف نے کیا کیا کروٹیں نہ بدلی ہوں گی---- دلوں کو وجد نصیب ہو رہا ہو گا' آنکھوں کو ٹھنڈک مل رہی ہو گی' جسم و جاں لطف حیات کے امتحان سے گزر رہے ہوں گے' شوق مچل رہا ہو گا' ذوق دید کیفیات کے پل صراط پر رقص کناں ہو گا' جناب رسول خدا محبوب ہر دوسرا (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جب دنیا میں تشریف لا رہے ہوں گے' وہ وقت کتنا سہانا' پیارا' روح افزا' دل کشا' نزہت افروز اور ورود آگیں ہو گا۔ وہ وقت جس کی ساعتوں کو سعادت کی لامتناہی خوشبو عطا کی گئی"۔

marfat.com

نسیم حجازی

"دنیا نزع کے عالم میں تھی، ظلم کی اندھی اور بہری قوتوں کے سامنے انسانی ضمیر کے سارے حصار منہدم ہو چکے تھے۔ مظلوموں اور بے بسوں کے لیے اپنے مقدر کی تاریکیوں کے ہجوم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ زیر دستوں میں فریاد کی سکت نہ تھی اور بالادستی کو یوم حساب کا خوف نہ تھا۔ یہ دنیا ایک رزم گاہ تھی جہاں افراد، قبائل اور اقوام ایک دوسرے کا گوشت نوچ رہے تھے۔ امن، عدل اور انصاف کے متلاشیوں کی چیخیں، گمراہی، جہالت اور استبداد کی آہنی دیواروں سے ٹکرانے کے بعد خاموش ہو چکی تھیں۔ روم و ایران کے تاجداروں کی قبائیں اپنے محکوموں کے خون میں ڈوبی ہوئی تھیں اور صحرائے عرب کے باشندوں کی قبائلی عصبیتیں اپنے فرزندوں سے تازہ آنسوؤں کی طلبگار تھیں۔

پھر یکایک مکہ کی برہنہ چٹانوں اور بے آب و گیاہ وادیوں پر پروردگار عالم کی ساری رحمتوں کے دریچے کھل گئے اور فرزندان آدم کی مایوس اور تھکی ہوئی نگاہیں عرب و عجم کے ظلمت کدوں میں ایک نئی صبح کے آثار دیکھنے لگیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے مبارک وہ لمحہ تھا جب حضرت آمنہؓ خالق ارض و سما کی ساری نعمتوں اور کائنات کی تمام مسرتوں--- اور سعادتوں کو اپنے آغوش میں دیکھ رہی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے مجروح اور ستم رسیدہ انسانیت کو یہ مژدہ سنا رہے تھے کہ عبدالمطلب کا پوتا اور عبداللہ کا بیٹا ان دعاؤں کا جواب ہے جو خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھاتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر آئی۔ یہ وہی ہادی اکبر ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے۔ یہ خدا کے ان برگزیدہ بندوں کے سپنوں کی تعبیر ہے جو ماضی کی ہولناک تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پکارتے تھے۔

marfat.com

اے زمانے کے مظلوم اور مقہور انسانو! یہ تمہارا نجات دہندہ ہے۔ قیصر و کسریٰ کے استبداد کی چکی میں پسنے والے غلامو! تمہارے آلام و مصائب کا دور ختم ہوچکا ہے۔ جہالت اور گمراہی کی تاریکی میں بھٹکنے والو! یہ تمہیں سلامتی کا راستہ دکھائے گا۔ عدل و انصاف کے متلاشیو! اس کے ہاتھ ظلم کے پرچم سرنگوں کردیں گے۔ یتیموں 'بیواؤں اور زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسانو! یہ تمہارا سب سے بڑا وسیلہ ہے"۔

marfat.com

محمد ولی رازی

"ہادی اکرم صلی اللہ علیٰ رسولہ وسلم کے والد مکرم اس مولود مسعود کی آمد سے کئی ماہ ادھر راہی ملک عدم ہوئے۔ رسول اللہؐ کی والدہ مکرمہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہؐ کی حاملہ ہو کر دور حمل کے ہر دکھ اور ہر الم سے دور رہیں اور دل کو اک طرح کا سرور سا رہا۔ سال مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو ہے۔ سوموار کی سحر ہوئی اور مال کار وہ لمحہ مسعود آ کے رہا کہ رسول اللہؐ کی والدہ کی گود اس ولد مسعود سے ہری ہوئی اور وہ اہل عالم کی اصلاح کے لیے مامور ہو کر مولود ہوا۔ اسی لمحہ مسعود و محمود کے لیے سارا عالم مادی کھڑا رہا اور اسی ولد مسعود کو "لولاک" کا عہدہ مکرم عطا ہوا۔

اللہ اللہ! وہ رسول امم مولود ہوا کہ اس کے لیے صدہا سال لوگ دعا گو رہے۔ اہل عالم کی مرادوں کی سحر ہوئی' دلوں کی کلی کھلی' گمراہوں کو ہادی ملا' گلے کو راعی ملا' ٹوٹے دلوں کو سہارا ملا' اہل درد کو درماں ملا' گمراہ حاکموں کے محل گرے' سالہا سال کی دبکی ہوئی وہ آگ مٹ کے رہی کہ لاکھوں لوگ اس کو الٰہ کر کے اس کے آگے سر ٹکائے رہے اور رود سادہ ماء رواں سے محروم ہوا۔

رسول اللہؐ کے مکرم دادا کو اطلاع ہوئی' وہ اولاد کے ہمراہ گھر دوڑے اور ولد مسعود کو گود لے کر اللہ کے گھر گئے اور وہاں آ کر اس طرح دعا کی:

"ہر طرح کی حمد ہے اللہ کے لیے کہ اک ولد طاہر و مسعود ہم کو عطا ہوا۔ وہ لڑکا کہ گہوارے ہی سے سارے لڑکوں کا سردار ہوا۔ اس لڑکے کو اللہ کے حوالے کر کے اس کے لیے دعاگو ہوں کہ اللہ اس کا سہارا ہو اور وہ اس کو ہر مکروہ امر سے دور رکھے اور اس کو عمر عطا کرے اور حاسدوں سے دور رکھے"۔

marfat.com

سید واجد رضوی

"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت نسل انسانی کی بعینہ وہی حالت تھی جو قرآن مجید نے چند لفظوں میں بیان کی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ بادشاہوں کے بے لگام اقتدار اور امراء کے بے رحم اختیار نے انسان کے جسم اور روح' ذہن اور فکر کو بری طرح جکڑ رکھا تھا۔ انسانی سیاست' معیشت' معاشرت' مذہب' عدالت اور ہر شعبہ حیات میں مکمل جابرانہ نظام نافذ تھا' ضمیر مردہ ہوچکا تھا' نیکی کا نام باقی نہیں تھا' عقل اور فہم پر جہالت' خوف' ظلم' جبر اور وہم کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ زندگی کے ہر شعبے میں فطری آزادیاں مفقود تھیں۔ ذہنی ارتقاء اور عقلی نشوونما کا عمل جامد ہوگیا تھا اور وحشت و بربریت اپنی تمام ہولناکیوں کے ساتھ حیات انسانی پر مسلط ہوچکی تھی۔ خوف و ہراس' ناکامی اور نامرادی کے گھناؤنے سائے انسانی شعور کے طول اور عرض پر پھیل گئے تھے!

لیکن اس تاریکی میں قدرت کے چمکیلے ہاتھ درد و کرب میں ڈوبی ہوئی انسانیت کی مدد کے لیے ابھرتے ہیں۔ اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوتا ہے' سب کو پیام رحمت ملتا ہے' انقلاب کی موجیں بلند ہوتی ہیں اور خوف و غم' ظلم و استبداد' شرک و کفر کو تنکوں کی طرح بہا لے جاتی ہے۔ اس سے پہلے ہر صبح' سورج کی ہر کرن' انسان کے لیے نت نئے ظلم کی خبر لاتی تھی' اب اس کی ہر شعاع دامن انسانیت کو امن و سکون' راحت و مسرت' آزادی اور حریت کی متاع بے بہا سے بھر دیتی ہے۔ غلامی کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں' پیٹھ کا بوجھ گر جاتا ہے' ذہنی بندشیں اور فکری بندھنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ نسلی غرور اور شخصی برتری کا تصور مٹ جاتا ہے۔ خوف اور غم کا ہر تصور تحلیل ہو جاتا ہے"۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جلوہ تاباں بن کر سینہ فطرت سے ہویدا

marfat.com

ہوئے۔ آپ کی نگاہوں نے راز ہستی کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا اور انسان کو خالق جہاں کے احکام کا سفیر کر کے معزز عالم کا سرنشیں بنا دیا۔ آپ ہی کے فیض سے وہ غریب گلہ بان جو ابتدائے آفرینش سے ریگزاروں میں گمنام پڑے تھے دہلی سے غرناطہ تک اپنا سکہ چلانے لگے اور وہ مٹھی بھر شتربان جنہیں دنیا حقارت کی نظر سے دیکھتی تھی، ایک قلیل عرصہ میں سارے عالم پر اپنا پرچم لہرانے لگے۔۔۔۔۔

گویا ذات محمدؐ عربی رحمت کی ایک گھٹا تھی جو خشک آسمانوں پر پھیل گئی اور تپتی ہوئی انسانیت پر برس کر سبزہ و گل کی افزائش کا سبب بنی، یا نور کی ایک کرن تھی، جو اندھیروں کو چیرتی ہوئی دنیا کے پردے پر پڑی اور ایک عالم کو منور کر گئی۔ یا وہ روشنی کا ایک مینار تھی جو طوفان خیز سمندروں سے ابھری اور تاریک فضاؤں میں بلند ہو کر انسانیت کے سفینے کو نشان راہ دکھانے لگی!

چودہ صدیاں ختم ہوگئی ہیں لیکن روشنی کا یہ مینار اپنی جگہ موجود ہے۔ یہ "سراج منیر" پوری تابناکی کے ساتھ اپنی جگہ قائم ہے"۔

marfat.com

نور کا سورج اس گھر میں طلوع ہوا

سید محمد جعفر رضا

وہ خانہ اطہر جسے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہوا' ام القریٰ' بلد الامین' مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ یہ بیت سعید' بیت عتیق یعنی خانہ کعبہ سے شمال مشرق کی جانب تقریباً ۵۰۰ میٹر کے فاصلے پر کوہ ابوقبیس کی ایک گھاٹی' جو پہلے شعب ابی طالب اور اب شعب علیؓ کے نام سے موسوم ہے اور مکہ کے ایک اہم تجارتی مرکز سوق اللیل میں واقع ہے۔ اس گھر کے بالکل سامنے موقف السیار" یعنی کار پارک ہے۔ جس سڑک سے یہ بیت المقدس متصل ہے' اس کا نام الطریق الدائری الاوّل" یعنی

FIRST CIRCULAR ROAD ہے۔ اس باعظمت گھر کے قریب ہی دائیں جانب شارع مسجد الحرام آکر ملتی ہے۔

امت وسط کے بانی اور رحمت عالمؐ کا یوم میلاد آج سے تقریباً ۱۴۵۹ سال قبل اسی خانہ اطہر میں طلوع ہوا تھا۔ اب یہ ایک دو منزلہ' گلابی رنگ کی عمارت ہے۔ تقریباً ۳۰ فٹ چوڑی اور ۸۰ فٹ لمبی۔ دروازہ محراب دار ہے اور دروازے سے تقریباً ایک فٹ ادھر دائیں بائیں بھورے رنگ کے دو ستون ہیں۔ سرمئی رنگ کا لوہے کا دروازہ ہے۔ دروازے سے ذرا اوپر ایک بورڈ آویزاں ہے۔ یہ تقریباً سات فٹ لمبا اور تین فٹ چوڑا ہے۔ اس پر "وزارت الحج والاوقاف مکتبہ مکہ المکرمہ" کے الفاظ درج ہیں۔ اس بورڈ سے ذرا اوپر تقریباً ۸ فٹ لمبی ایک بالکنی ہے جس کی بلندی چھت سے جاملتی ہے۔ دائیں بائیں دو کھڑکیاں سبز رنگ کی ہیں۔ اس عمارت کا فرش سڑک کی سطح سے تقریباً ڈیڑھ فٹ نیچے ہے اور عمارت میں داخل ہونے کے لئے دو زینے بنا دیئے گئے ہیں۔ دائیں بائیں دو گلیاں ہیں۔ تین زینے اتر کر بائیں گلی میں داخل ہوں' تو سامنے دائیں طرف ایک بورڈ آویزاں نظر آئے گا جس پر اس محلے

marfat.com

کا نام درج ہے "محلہ مولدالنبی" (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ اس گلی کی طرف بھی اس عمارت کا ایک دروازہ کھلتا ہے۔ یہ دروازہ بھی لوہے کا ہے اور اس کا بھی رنگ سبز ہے۔ اس دروازے کی دائیں طرف ایک دروازے جتنی بڑی سبز رنگ کی کھڑکی ہے۔ بالائی منزل کی چھ بڑی کھڑکیاں ہیں اور ایک چھوٹی۔ ان کے بھی رنگ سبز ہیں۔

اس عمارت کی بائیں جانب ایک اور گلی ہے جہاں مکان کی دیوار سے تقریباً ڈیڑھ فٹ گلی کی طرف ایک سات فٹ بلند لوہے کی جالی نصب ہے جو دیوار کے آخر تک جاتی ہے۔ اس جانب بھی بالائی منزل میں سات کھڑکیاں ہیں۔ چھ بڑی اور ایک چھوٹی۔ دائیں طرف کچھ فاصلے پر دو سرنگیں نظر آرہی ہیں جو کوہ ابوقبیس سے نکالی گئی ہیں۔ (کوہ ابوقبیس کے بارے میں ایک روایت یہ ملتی ہے کہ کرۂ ارض پر سب سے پہلا جو پہاڑ نمودار ہوا وہ کوہ ابوقبیس ہی تھا) یہ سرنگیں آمدو رفت کو آسان بنانے کے لئے تعمیر کی گئی ہیں اور صفا اور مروہ کے درمیانی حصے کی طرف کھلتی ہیں۔

خیر مجسم، خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم کی جب ولادت باسعادت ہوئی تھی تو اس عہد مبارک میں عمارت کا وہ حصہ جو سڑک کی طرف کھلتا ہے، صدر دروازہ نہیں تھا بلکہ بائیں جانب والی گلی میں جو دروازہ ہے، وہی صدر دروازہ تھا۔ حج کے ایام میں یہ دروازے مقفل کر دئے جاتے ہیں، لیکن زائرین دروازوں کے باہر کھڑے ہو کر اس خانہ اقدس کی زیارت کرتے ہیں اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ درود و سلام پیش کرتے ہیں۔

یہ بیعت سعید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ کو ان کی شادی کے موقع پر دیا تھا۔ حجاج بن یوسف کے عہد میں اس کے بھائی محمد بن یوسف نے یہ مکان خرید کر اپنے دارالبیض میں شامل کر لیا۔ چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں مصر اور یمن کے ملوک کو یہ خیال ہوا کہ اس جگہ عمارت بنائی جائے، لیکن بعض وجوہ کی بناء پر ایسا نہ ہوسکا۔ آخر کار دسویں صدی ہجری میں عثمانیوں نے اس کی تعمیر کرائی جو آج کی تعمیر سے مختلف تھی۔ ایک بڑا گنبد اور مینار بنوایا گیا۔ ایک مؤذن، ایک امام اور ایک

marfat.com

خادم اس جگہ مقرر کئے گئے۔ اس وقت جو راستہ اس خانہ اطہر کی طرف جاتا تھا' وہ اس بیت اقدس سے ایک یا ڈیڑھ میٹر بلند تھا اور نیچے جانے کے لئے نشیب سے گزرنا پڑتا تھا۔ یہ راستہ آگے صحن میں جاتا تھا۔ صحن کا طول بارہ میٹر اور عرض چھ میٹر تھا۔ دائیں طرف کی دیوار میں ایک دروازہ تھا جس سے زائر عمارت کے گنبد والے حصے میں داخل ہوتے تھے۔ اس حصے میں لکڑی کا چھوٹا سا جنگلا تھا۔ جنگلے کے اندر سنگ مرمر کا ایک ٹکڑا رکھا گیا تھا جسے اندر سے گہرا کیا گیا تھا اور روایت ہے کہ یہی وہ جگہ تھی جہاں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ورود مسعود ہوا۔

موجودہ عمارت سعودی حکومت کے عہد میں تعمیر کی گئی ہے اور اسے دارالمطالعہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

علم کو صحبت امی لقبی یاد آئی
نور کو بخشش ماہ عربیؐ یاد آئی

اس گھر کو جو عظمت' جو تقدس حاصل ہے' وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود کی نسبت سے ہے۔ اس خانہ اطہر کے ذرے ذرے کو نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک قدموں کو چومنے کی سعادت حاصل ہے۔ اس کی فضا ختمی مرتب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے مشک بار ہوئی۔ یہ قطعہ اراضی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے ابتدائی نقوش کی بدولت فلک آثار ہے۔ اس کے در و دیوار خیر مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور مبین سے روشن ہیں۔ اس گھر میں نور کے تڑکے نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا۔ محسن عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا فیضان اسی بیت اقدس سے جاری ہوا۔ رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی ابتدا اس خانہ سے ہوئی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ثوبیہ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے فیض سے آزادی حاصل ہوئی۔ اسی بیت سعید کی دہلیز پر بنو سعد کی خاتون حلیمہؓ کی خوش بختیوں کا آغاز ہوا اور اس کی آغوش کو

marfat.com

پیکر صدق و جمال' صاحب خوش خصال عطا ہوا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مادر گرامی حضرت آمنہ بنت وہب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلائیں لیتے ہوئے یہ الفاظ اشعار کی صورت میں ادا فرمائے۔

ترجمہ: بے شک اس کے پروردگار' اس کے آقا نے اس کی نگہبانی کی۔
بے شک اللہ ہی نے دکھایا' مجھے ایک نور اور وہ میرا یہ خواب جھوٹا نہیں ثابت کرے گا۔
جس نے یہ خواب دیکھا اس کے لئے صبح ہونی ضروری ہے۔
وہ خواب جو ایک رات حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مادر گرامی نے اس گھر میں دیکھا' وہ ایک روز پورا ہوا۔ یہ نور مبین ایسا چمکا کہ اندھیرا چھٹ گیا۔ یہ نور شاہد' مبشر' نذیر' داعی الی اللہ اور سراج منیر بن کر قوسین پر چھاگیا۔ یہی وہ خانہ مبارک ہے' جس کے مکیں کے چہرہ تاباں کا واسطہ دے کر باران رحمت کی دعا مانگی جاتی تھی اور بقول ابوالکلام آزاد "یہیں رحمت الٰہی کی بدلیوں کو عالمگیر نمود ہوئی' جس کے فیضان عام نے تمام کائنات کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنائی اور زمین کی خشک سالیوں اور محرومیوں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔

وہ ابر جس سے ہوئیں ساری کھیتیاں سیراب
جدھر برس گیا دانوں سے بالیاں بھر دیں

مکہ مکرمہ کے اسی ایک سادہ اور پروقار مکان میں وارثت ارضی کی آخری بخشش اور امت مسلمہ کے ظہور کا پہلا دن طلوع ہوا تھا۔

عرش کی زیب و زینت پر عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب و اعلام

گلہائے عقیدت بحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(محمد متین خالد)

سید ابرار، احمد مختار، مدنی تابدار، حبیب غفار، محبوب ستار، خاصہ کردگار، شافع یوم قرار، صدر انجمن لیل و نہار، آفتاب نوبہار، سرور عالم، مونس آدم، قبلہ عالم، کعبہ اعظم، جان مجسم، نور مجسم، فخر دو عالم، مرسل خاتم، خیر مجسم، صبر اقوم، صدر مکرم، نور مقدم، تیہ محکم، نیہ اعظم، مرکز عالم، وارث زمزم، اجود و احکم، مبداء کائنات، مخزن کائنات، منشائے کائنات، مقصود کائنات، سید کائنات، سرور کائنات، مقصد حیات، منبع فیوضات، افضل الصلوات، اکمل تحیات، خلاصہ موجودات، صاحب آیات، صاحب معجزات، باعث تخلیق کائنات، جامع صفات، اصل کائنات، فخر موجودات، ارفع الدرجات، اکمل البرکات، واصل ذات، صاحب التاج، صاحب المعراج، صاحب المحشر، سید البشر، صاحب الرزق والعلم، صاحب لوح و قلم، سید عرب و عجم، صاحب جود و کرم، وجہ باران کرم، شمس الضحیٰ، عشق نور خدا، بدر الدجیٰ، آفتاب ھدیٰ، صدر العلیٰ، نور الہدیٰ، کنف الوریٰ، صاحب جود و سخا، خیر الوریٰ، خواجہ دو سرا، بحر جود و سخا، ابر لطف و عطاء، اعتماد شفاء، پیکر تسلیم و رضا، محرم اسرار حرا، سید و آقا، کعبہ اصفیاء، قبلہ اتقیاء، مجسم روح فزا، سرور انبیاء، حسن صبر و رضا، ضیاء خوش ادا، شمع غار حرا، راس عدل و قضا، دست عطا، نیسان سخا، بے ہمامہ لقا، بے غرض بے ریا، بے ہوا با صفا، پارسا مصطفیٰ، سرفراز رضا، تاجدار غناء، سدرۃ المنتہیٰ، صاحب رشد و ہدیٰ، مظہر رب نور العلیٰ، وجہ تخلیق ارض و سماء، جلوہ حق نما، سید الانبیاء، نور راہ ہدیٰ، مطلع دل کشا، مقطع جاں فزا، جان صبح و مساء، سرور انبیاء، رہبر اولیاء، روح ارض و سماء، شارع لا الٰہ، خاتم الانبیاء، چشم امواج بقاء، رونق منبر نبوت، چشمہ علم و حکمت، نازش سند

marfat.com

امانت، غنچہ راز وحدت، جوہر فرد عزت، ختم دور رسالت، محبوب رب العزت، مالک کوثر و جنت، سلطان دین و ملت، شمع بزم ہدایت، مخزن اسرار ربانی، مرکز انوار رحمانی، مصدر فیوض یزدانی، قاسم برکات صمدانی، دانش برہانی، صابر و شاکر، مدثر و مزمل، مزمل و مرسل، انتہائے کمال، منتہائے جمال، منبع خوبی و کمال، بے نظیر و بے مثال، فخر جہاں، عرش مکاں، شاہ شہاں، نیر رخشاں، انجم تاباں، ماہ فروزاں، صبح درخشاں، نور بداماں، جلوہ ساماں، جبہہ تاباں، سرو خراماں، سنبل پیچاں، ماحی عصیاں، حارس گیہاں، نیر تاباں، مہر درخشاں، خواجہ گیہاں، مونس دل شکستگاں، راحت قلوب عاشقاں، نور دیدہ مشتاقاں، صورت صبح درخشاں، پشت پناہ خستگاں، موجب ناز عارفاں، باعث فخر صادقاں، رحیم بے کساں، حبیب غریباں، شاہ جناں، جان جاناں، قبلہ زاہداں، کعبہ قدسیاں، ہمدم نوح، رہبر خضر، رہبر موسیٰ، ہادی عیسیٰ، شان کریمی، خلق خلیلی، نطق کلیمی، زہد مسیحا، عفت مریم، حسن مجرد، دولت سرمد، ساقی کوثر، شافع محشر، نور مقطر، فیض مؤبد، فوز مخلد، بدر منور، حامی مضطر، روح مصور، مرسل داور، زلف معنبر، اشرف و اکمل، احسن و اجمل، احمد مرسل، مظہر اول، جسم مزکیٰ، قلب مجلیٰ، مہر نبوت، مہر رسالت، مہر جلالت، عین عدالت، خضر دلالت، قسیم و جسیم، تسنیم و وسیم، رؤف و رحیم، مہر صداقت، خلیل و حکیم، حامل قرآن، باطن قرآن، مظہر رحمت، مصدر رافت، مخزن شفقت، عین عنایت، مظہر انوار حق، مصدر اسرار حق، ہادی روشن ضمیر، خواجہ بیکس نواز، بشری القویٰ، خیر الوریٰ، محب الوریٰ، صادق البیاں، آخر الزماں، جمیل الشیم، شفیع الامم، منبع جود والکرم، شہریار حرم، سحاب کرم، مہر کرم، گنج نعم، شاہ امم، سید الطیبین، خطیب النبیین، امام المتقین، امام العالمین، اول المسلمین، محبوب رب العالمین، سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، نور مبین، طٰہٰ و یٰسین، انیس الغریبین، رحمتہ للعالمین، مظہر اولین، حجت آخرین، آبروئے زمین، اکرم الاکرمین، راحت العاشقین، مراد المشتاقین، شمس العارفین، سید العارفین، سراج السالکین، مصباح المقربین، محب الفقراء والغرباء والمساکین، امام المتقین، وارث علام اولین و آخرین، مورث کمالات آخرین، صادق و امین، مفسر قرآن مبین، روشن جبین، سلطان دین، سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، وسیلہ فی الدارین، صاحب قاب قوسین، سید الکونین، سرور کونین، نور رب

marfat.com

رحمان، محبوب رب المشرقین والمغربین، جد الحسن والحسین، محبوب رب دو جہاں، قاسم علم و عرفاں، راحت قلوب عاشقاں، سرور کشوراں، راحت عاصیاں، فخر کون و مکاں، شفقت بیکراں، چارہ گر چارہ گراں، رہبر انس و جاں، تاب جاں، ہادی گمراہاں، شافع عاصیاں، حامی بے کساں، راحت قلب و جسم و جاں، شاہ دوراں، ہادی جہاں، قرار بے قراراں، غمگسار دل فگاراں، انیس بے کساں، چارہ گر آزردگاں، سکون درد منداں، راحت دل خستگاں، پناہ بے پناہاں، نگاہ بے نگاہاں، دمساز غریباں، شفیق غم نصیباں، امید ناامیداں، مونس افسردگاں، مددگار ضعیفاں، نگہدار یتیماں، معین بے قراراں، خانہ بے خانماں، ندیم کور بختاں، ہمدم کوتاہ دستاں، نصیر عاجزاں، مایہ بے مایگاں، رفیق درویشاں، خیرخواہ دشمناں، شہنشاہ زمین و زماں، ثروت بے ثروتاں، قوت بے قوتاں، خلاصہ دو جہاں، شہ عرش آستاں، خیر الانام، خیر الانبیاء، خیر البریہ، خیر الناس، بشیر و نذیر، سراج المنیر، روح بزم سخن، بہار گلشن، جان جہاں، فخر زماں، جان ایقاں، منبع ایمان، طبیب الروح، طیب الفتوح، عطیہ عظیم، زینت دو عالم، سراپا شان رحمت، ہادی برحق، رفع العرب، امام الناس، سید الناس، صاحب محشر، صاحب کوثر، طیب و طاہر، علیم و عدیل، قائد الخیر، الکریم والطیب، جامع مکارم اخلاق، شافع یوم نشور، حبیب و بسیب، نجیب و قریب، صاحب شمشیر و نگیں، شہنشاہ کشور کشا، گدائے بے نوا، نمونہ صدق و وفا، راہبر و رہنما، نبی آخر الزماں، مرشد انس و جاں، تاجدار حرم، بحر سماعت، گل کدہ فردوس، سلطان مدینہ، معنی قرآن مبیں، امین الٰہی، رفیع المدارج، شہنشاہ وحدت، طبیب نہانی، مظہر شان کبریا، حامد و محمود، مرجع خاص و عام، مظہر کبریا، حبیب خدا، شاہ رحمت، شوکت دیں، آفتاب چرخ ہدایت، تاجدار ملک ہدایت، مطلع نبوت، مقطع نظم رسالت، اورنگ نشین اصالت، زیب فرق سیادت، مخزن امامت و امارت، وجہ وجیہ خلقت، راز آشنائے مشیت، پیغمبر دین فطرت، شہکار کمال قدرت، خواجہ کون و مکاں، باعث چنیں و چناں، روح روان دو جہاں، مقصود جود قدسیاں، اصل اصول کیہاں، خرد عرش نشاں، مالک خلد جناں، ضامن روضہ رضواں، حافظ گلشن ایمان، حاصل کشت ارمان، راحت قلب پریشان، چارہ گر کلفت جاں، نائب حضرت رحماں، رحمت عالم و عالمیاں، سرور وسعت کائنات، نازش جملہ موجودات، مصدر حسن

marfat.com

کمالات، شافع عرفہ محشر، نافع اسود و احمر، رافع ارذل و اصغر، قاسم سبیل و کوثر، متصرف خشک و تر باذن رب اکبر نور الانوار، سرالاسرار، سید ابرار، مظہر غفار، وجہ لولاک لما، مہمان شب اسریٰ، مقیم قصرونی، رازدار رب العلی، حبیب ذات کبریا، پیکر اصطفا و اتقیاء حضور پرنور شافع یوم النشور، دافع الافات والشرور، عزم جواں، کوہ گراں، محبوب رب، شاہ عرب، امی لقب، عالی نسب، نقش خرد، ناز احد، شان حمد، از ازل تا ابد، شیریں زباں، شیوہ زباں، گوہر فشاں، بحر رواں، آن فقر، شان تمدن، شہریار تجمل، طرحدار عرب، نگار شریعت، بہار قریش، شاہد رب ودود، حامل وحی و کتاب، مظہر آئین حق، مخزن دین مبیں، روح سراپا طہور، شارح بعث و نشور، کاشف غیب و شہود، وارث تاج و سریر، عبد خدائے جلیل، ہم سفر جبرائیل، فخر ذبیح و خلیل، رشک مسیح و کلیم، زینت بیت الحرام، رونق اقصائے شام، صاحب محراب قدس، زینت محفل، شافع عاصیاں، سراج ضو فگن، دولت توحید، ساقی کوثر، پیکر نوری، آیہ رحمت، شہنشاہ زمن، چہرۂ ام الکتاب، خلق عظیم، لطف عمیم، سرخیل بنی آدم، سلطان معظم، سرور بنی آدم، روح روان عالم، انسان عین وجود، دلیل کعبہ مقصود، کاشف سر مکنون، خازن علم مخزون، اقامت حدود و احکام، تعدیل ارکان اسلام، امام جماعت انبیاء، مقتدائے زمرۂ اتقیا، قاضی سند حکومت، مفتی دین و ملت، قبلہ اصحاب صدق و صفا، کعبہ ارباب حلم و حیا، وارث علوم اولین، مورث کمالات آخرین، مدلول حروف مقطعات، منشاء فضائل و کمالات، منزل نصوص قطعیہ، صاحب آیت بینہ، حجت حق الیقین، تفسیر قرآن مبین، تصحیح علوم متقدمین، سند انبیاء و مرسلین، عزیز مصر احسان، فخر یوسف کنعان، مظہر حالات مضمرہ، مخبر اخبار ماضیہ، واقف امور مستقبلہ، عالم احوال کائنہ، حافظ حدود شریعت، ماحی کفر و بدعت، قائد فوج اسلام، دافع جیوش اصنام، نگین خاتم سروری، خاتم نگین پیغمبری، سر اسرار طریقت، یوسف کنعان جمال، سلیمان ایوان جلال، منادی طریق رشاد، سراج اقطار و بلاد، اکرم اسلاف، اشرف اشراف، لسان حجت، طراز مملکت، نورس گلشن خوبی، چمن آرائے باغ محبوبی، گل گلستان خوش خوئی، لالہ چمنستان خوبروئی، رونق ریاض گلشن، آرائش نگارستان چمن، طرۂ ناصیہ سنبلستان، قرۂ دیدۂ نرگستان، گلدستہ بہارستان جنان، رنگ افزائے چہرۂ ارغواں، طراوت جویبار دل جوئی، تراوش شبنم

marfat.com

رحمت' توتیائے چشم بصیرت' نسرین حدیقہ فردوس بریں' روح رائحہ ریاحین' چمن خیابان زیبائی' بہار افزائے گلستان رعنائی' نخل بند بہار نو آئین' رنگ آمیز لالہ زار رنگین' رنگ روئے مجلس آرائی' رونق بزم رنگیں ادائی' گلگونہ بخش چہرۂ گلنار' نسیم اقبال بہار ازہار' نکہت عنبر بیزان گلزار' اصل اصول' بیخ فروغ نخلستان ناسوت' فارس میدان جبروت' شہسوار مضمار لاہوت' شاہباز آشیان قربت' طاؤس مرغزار جنت' شگوفہ شجرۂ محبوبیت' ثمرۂ سدرۂ مقبولیت' نوبادۂ گلزار ابراہیم' نورس بہار جنت نعیم' اعجوبہ صنعت کدۂ بوقلموں' زینت کارگاہ گوناگوں' لعل آبدار بدخشان رنگینی' در یتیم گوش مہ جبینی' جگر گوشہ کان کرم' دستگیر درماندگان امم' یاقوت نسخہ امکان' روح روان عقیق و مرجان' خزانہ زواہر ازلیہ' گنجینہ جواہر قدسیہ' گوہر محیط احسان' ابر گہربار نیساں' لؤلؤ بحر سخاوت و عطا' گہر دریائے مروت و حیا' مشکبار صحرائے ختن' گلریز دامن گلشن' غالیہ سائے مشام جان' عطر آمیز دماغ قدسیان' جوہر اعراض جواہر' منشاء اصناف زواہر' مخزن اجناس عالیہ' معدن خصائص کاملہ' مقوم نوع انساں' ربیع فصل دوراں' مکمل انواع سافلہ' مربی نفوس فاضلہ' اختر برج دلبری' خورشید سماء سروری' آبروئے چشمہ خورشید' چہرہ افروز ہلال عید' ہلال عید شادمانی' بہار باغ کامرانی' صفائے سینہ نیر اعظم' نور دیدہ ابراہیم و آدم' زیب انجم گلستاں' گل ماہتاب باغ آسماں' مشرق دائرۂ تنویر' مشرق آفتاب منیر' شمس چرخ استواء' چراغ دودمان انجلاء' مجلی نگار خانہ کونین' سیارۂ فضائے قاب قوسین' زہرۂ جبین انوار' غرہ جبہہ اسرار' عقدہ کشائے عقد ثریا' ضیائے دیدۂ ید بیضاء' نور نگاہ شہود' مقبول رب ودود' بیاض روئے سحر' طراز فلک قمر' جلوۂ انوار ہدایت' لمعان شموس سعادت' نور مردمک انسانیت' بہائے چشم نورانیت' شمع شبستان ماہ منور' قندیل فلک مہر انور' مطلع انوار ناہید' تجلی برق و خورشید' آئینہ جمال خوبروئی' برق سحاب دلجوئی' مشعل نور تاب لامکاں' تربیع ماہ تاب درخشاں' سہیل فلک ثوابت' اعتدال امزجہ بسائط' مرکز دائرۂ زمین و آسماں' محیط کرۂ فعلیت و امکاں' مربع نشین مسند اتائی' زاویہ گزین گوشہ تنہائی' مسند آرائے ربع مسکوں' رونق مثلثات گردوں' معدن نہار سخاوت' منطقہ بروج سعادت' اوج محدب افلاک' رونق حضیض خاک' اسد میدان شجاعت' اعتدال میزان عدالت' سطح خطوط استقامت' حاوی سطوح کرامت'

marfat.com

طبیب بیماران ضلالت' نباض محمومان شقاوت' علاج طبائع مختلفہ' دافع امراض متضادہ' جوارش مریضان محبت' معجون ضعیفان امت' قوت دلہائے ناتواں' آرام جاں ہائے مشتاقاں' تفریح قلوب پژمردہ' دوائے دلہائے افسردہ' مقدمہ قیاس معرفت' ممہد قواعد محبت' عقل اول سلسلہ عقول' مبدء ضوابط فروغ و اصول' نتیجہ استقرائے مبادی عالیہ' خلاصہ مدارک ظاہرہ و باطنہ' رابطہ علت و معلول' واسطہ جاعل و مجعول' مدرک نتائج محسوسات' مہبط اسرار مجردات' جامع لطائف ذہنیہ' مجمع انوار خارجیہ' حقیقت حقائق کلیہ' واقف اسرار جزئیہ' مبطل مزخرفات فلاسفہ' مثبت براہین قاطعہ' اوسط طرفین امکان و وجوب' واسطہ ربط طالب و مطلوب' معلم دبستان تفرید' مدرس مدرسہ تجرید' سالک مسالک طریقت' دانائے رموز حقیقت' اثبات وحدت مطلقہ' برہان احدیت مجردہ' خزینہ اسرار الہیہ' گنجینہ انوار قدسیہ' تصفیہ قلوب کاملہ' تزکیہ نفوس فاضلہ' سر دفتر دیوان ازل' خاتم صحف ملل' تخم مزرع حسنات' ترغیب اہل سعادات' جمع محاسن فتوت' کفایت حوائج خلقت' ہادی سبیل رشاد' استیعاب قواعد سداد' شیرازہ مجموعہ فصاحت' بہجت حدائق بلاغت' سراج وہاج ہدایت' نسخہ کیمیائے سعادت' تکمیل دلائل نبوت' صحیفہ احوال آخرت' لب اصول ادب' بیاض زواہر جواہر' تمہید نوادر بصائر' مقتدائے صغیر و کبیر' مفتاح فتح قدیر' میزبان نزل ابرار' مفید مستفیدان اسرار' قلزم درد قلائد' درج جواہر عقائد' تیسیر اصول تاسیس' روضہ گلستان تقدیس' احیائے علوم و کمالات' مطلع اشعہ اللمعات' مقدمہ طبقات بنی آدم' رہنمائے دین محکم و مسلم' تشریح حجت بالغہ' تصریح واقعات ماضیہ' تقریر قصص انبیاء' تحریر معارف اصفیاء' دلیل مناسک ملت' مستقی ارباب بصیرت' وسیلہ امداد فتاح' سبب نزہت ارواح' خازن کنز دقائق' در مختار بحر رائق' ذخیرہ جواہر تفسیر' مشکوٰۃ مفاتیح تیسیر' جامع اصول غرائب معالم' مصدر صحاح بخاری و مسلم' منظور مدارک عالیہ' مختار عقول کاملہ' ملتقط کتاب تکوین' نہایت مطالب مومنین' انسان عیون ایمان' قرۃ عینین انسان' منبع شریعت و حکم' مجمع بحرین حدوث و قدم' خلاصہ مارب سالکین' انتہاء منہاج عارفین' شرف ائمہ دین' تنزیہہ شریعت متین' زبور غرائب تدقیق' تلخیص عجائب تحقیق' ناقد نقد تنزیل' ناسخ توریت و انجیل' حافظ مفتاح سعادت' کشف غطاء جہالت' واقف خزائن اسرار' کاشف بدائع

marfat.com

افکار، عالم علوم حقائق، جذب قلوب خلائق، زیب مجالس ابرار، نور عیون اخیار، تہذیب لطائف علمیہ، تجرید مقاصد حسنہ، بیاض انوار مصابیح، توضیح ضیاء تلویح، حاوی علوم سابقین، قانون شفاء لاحقین، معدن عجائب و غرائب، مدار مکارم و مناقب، نقش فصوص حکمیہ، منتخب جواہر مضیئہ، عین علم و ایقان، حصن حصین امتنان، تبیین متشابہات قرآنیہ، غایت بیان اشارات فرقانیہ، تنقیح دلائل کافیہ، تصحیح براہین شافیہ، زبدہ اہل تطہیر، ملجاء صغیر و کبیر، غواص بحار عرفان، زبدہ ارباب احسان، مرقات معارج حقیقت، سلم مدارج معرفت، موضح صراط مستقیم، نجات اقصیٰ، معراج اصحاب کمالات، قوت قلوب ممکنات، صفاء ینابیع طہارات، وقایہ احکام الہیہ، افق مبین انوار شمسیہ، دستور قضاۃ و حکام، ایضاح تیسیر احکام، نور انوار مطالع، تنویر منار طوالع، کمال بدور سافرہ، طلعت بوارق متجلیہ، مورد فتح باری، تابش نور سراجی، بحر جواہر درایت، طغرائے منشور رسالت، عدیم اشباہ و نظائر، امین کنوز و ذخائر، ملخص مضمرات عوارف، شرح مبسوط معارف، سراج شعب ایمان، برزخ وجوب و امکان، در تاج افاضل، ملتقی بحر فضائل، ناطق فصل خطاب، میزان نصاب احتساب، منشاء فیض وافی، مبداء علم کافی، تبیض در مکنون، موجب سرور محزون، صراح برہان قاطع، نقایہ دلیل ساطع، رافع لواء ہدیٰ، حکمت بالغہ خدا، ضوء مصباح عنایت، معطی زاد آخرت، عمدہ فتوحات رحمانیہ، مخزن مواہب لدنیہ، نتیجہ دلائل خیرات، لمعان مطالع مسرات، قاموس محیط اتقان، بلاغ مبین فرقان، نہر خیابان توحید، نور عین خورشید، شمس بازغہ مشارق انوار، رونق ربیع بستان ابرار، شناور قلزم ملاحت، آبیار جوئے لطافت، تراوش ابر سیرابی، ابر بہار شادابی، سحاب در افشان سخاوت، نیسان گہربار عنایت، کوثر عرصہ قیامت، سلسبیل باغ جنت، آب حیات رحمت، ساحل نجات امت، روح چشمہ حیواں، آشنائے دریائے عرفان، دانائے سبل، مولائے کل، ختم الرسل، مرکز دیدار کل، قافلہ سالار کل، مدرس انوار کل، صاحب چار قل، احمد مجتبیٰ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

محمد شاہد دیں جان ایماں　　محمد رحمت حق لطف یزداں
بہار ہشت جنت رنگ و بویش　　بہشت نہ فلک خاکے ز کویش

marfat.com

کتابیات

- سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از شبلی نعمانی
- محسن انسانیتؐ از نعیم صدیقی
- رحمتہ اللعالمینؐ از علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری
- النبیؐ الخاتم از سید مناظر احسن گیلانی
- درِ یتیمؐ از ماہر القادری
- ظہور قدسیؐ از ماہر القادری
- پیغمبرؐ اعظم و آخر از ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
- ولادت نبویہؐ از مولانا ابوالکلام آزاد
- محبوبؐ خدا از چوہدری افضل حق مرحوم
- رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از پروفیسر جی ایم دارا
- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از توفیق الحکیم، ترجمہ عطیہ خلیل عرب
- ہادی عالمؐ از مولانا محمد ولی رازی
- صدائے محراب از صاحبزادہ طارق محمود
- ذکر رسولؐ (سیرت کے موضوع پر نشری تقریریں) از مولانا عبدالماجد دریا آبادی
- "دانائے راز" پیغمبرؐ رحمت از سید واجد رضوی
- سیرت مبارکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از مولانا سید محمد میاں
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولادت سے نزول وحی تک از علی اصغر چوہدری

marfat.com

- محسن انسانیتؐ از عبدالغنی سکندر شیخ
- آمنہ کا لالؐ از علامہ راشد الخیری
- معراج انسانیت از غلام احمد پرویز
- عرب کا چاند از سوامی لکشمن پرشاد
- ذکر رسولؐ از کوثر نیازی
- ولادت نبویؐ از میاں محمد صدیقی
- رسولؐ کائنات از عبدالکریم ثمر
- رسولؐ مبین از محمد احسان الحق سلیمانی
- پیغمبر صحرا از کے۔ ایل۔ گابا ترجمہ احمد الدین ماہروی
- سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از شاہ مصباح الدین شکیل
- سیرت طیبہؐ از پروفیسر غلام ربانی عزیز
- آفتاب عالم از مولانا محمد صادق حسن صدیقی
- محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، غیر مسلموں کی نظر میں از مولانا محمد حنیف یزدانی

●

- عزم نو "سیرت نمبر" گورنمنٹ ڈگری کالج، شکرگڑھ 1991ء
- نقوش "رسولؐ نمبر" جلد نمبر 4
- "مہک" سیرت نمبر گورنمنٹ کالج، گوجرانوالہ

●

- ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور، مئی 1973ء - دسمبر 1984ء - نومبر، دسمبر 1989ء - ستمبر 1993ء
- ماہنامہ "الجامعہ" سیرت نمبر، اکتوبر، نومبر 1986ء

marfat.com

- ماہنامہ "شام و سحر" لاہور، سیرت نمبر، جنوری، فروری 1984ء
- ماہنامہ "محفل" خیر البشر نمبر، مارچ 1989ء لاہور
- ماہنامہ "نعت" لاہور، ستمبر 1988ء - فروری 1989ء
- ماہنامہ "منہاج القرآن" لاہور، اپریل 1993ء - نومبر 1993ء
- ماہنامہ "نقیب ختم نبوت" ملتان، اکتوبر 1990ء
- ماہنامہ "سلسبیل" لاہور، سیرت مصطفیٰ نمبر، اکتوبر، نومبر 1981ء

- پندرہ روزہ "تحریک" لاہور، 16 تا 31 اگست 1994ء، یکم تا 15 اگست 1995ء

- ہفت روزہ "ہلال" راولپنڈی، 19 نومبر تا 25 نومبر 1986ء
- ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور، 15 تا 22 جنوری 1982ء
- ہفت روزہ "ایشیا" لاہور، فروری 1990ء
- ہفت روزہ "زندگی" لاہور، 19 تا 25 اگست 1994ء

- روزنامہ "پاکستان" لاہور، اشاعت خاص عید میلادالنبیؐ 21 اگست 1994ء

marfat.com

بارگاہِ رسالت میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس پہ حاضری کے موضوع پر

جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی، ایمان پرور، منتخب شاہکار تحریریں

ترتیب و تحقیق

محمد رمضان خالد

(زیرِ طبع)

marfat.com

سیرۃ النبیؐ پر ہماری دیگر کتابیں

سیرتُ النبیؐ	شبلی نعمانی اور سیّد سلیمان ندوی
عرب کا چاند	سوامی لکشمن پرشاد
محمدؐ کی سرکار	سردار گوردت سنگھ
نبی اکرمؐ کاشانۂ نبوی میں	علی اصغر چودھری
معاشرۃ النبیؐ	متین طارق باغپتی
چراغِ مصطفویؐ	چوہدری محمد یوسف
ذکرِ رسولؐ	مولانا عبدالماجد دریا بادی
سرورِ عالمؐ کے سفرِ مبارک	محمد کلیم ارائیں
رسُولِ اکرمؐ کی انقلابی سیرت	مولانا اخلاق حسین قاسمی
حیاتِ رسولؐ کے دس دن	خالد محمد خالد
سیرتِ طیبہ (۲ جلد) صدارتی ایوارڈ یافتہ	پروفیسر غلام ربّانی عزیز
ہمارے حضورؐ (بچوں کیلئے پہلی ایوارڈ یافتہ)	خواجہ عابد نظامی
ہمارے آقا حضورؐ (صدارتی ایوارڈ یافتہ)	علی اصغر چوہدری

مکتبۂ تعمیرِ انسانیت
اردو بازار، لاہور

marfat.com